روحانی مرکز کا روحانی رسالہ

ماہنامہ طلسماتی دنیا
دیوبند

جنوری ۱۹۹۶ء

ایک منفرد رسالہ جو روحانی عالم میں ایک رہنما کی حیثیت رکھتا ہے

مبارک ہو نیا سال
اور خدا کرے اس سال ہمارے ملک میں اسلام کا بول بالا ہو

UPLOAD BY SALIMSALKHAN--JAN-1996

فنونِ عملیات، علم جفر، علم الاعداد

پامسٹری، علم القیافہ، علم النفس

ہیبتناک واقعات، پراسرار علوم، کرشمہ اعداد

Rs40

کیا اور کہاں

نورِ ہدایت ۵
مختلف باغوں کے پھول ۶
احوالِ واقعی ۹
غزلیں ۱۰
صنم خانۂ عملیات ۱۱
روحانی ڈاک ۱۹
درسِ عملیات ۲۳
اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ علاج ۲۵
علم الاعداد ۲۹
نبیوں کی شریکِ حیات ۳۱
رنگ اور روشنی سے علاج ۳۵
جانوروں کے طبی اور روحانی فائدے ۳۷
بھوتوں کا دیس ۴۳
علم النفس ۴۹
غمِ فردا سے بچیے ۶۱
دائرۃ الحاضرات ۶۷
عجائب الحیوانات ۶۹
استخارہ ایک عجیب و غریب ۷۳
طبی فارمولے ۸۲
خوفناک حویلی ۸۳
کعبے سے بتخانے تک ۸۶

نورِ ہدایت

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ کھیل کود اور ایک طرح کی دل لگی اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ——— اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی جگہ بارش ہو جائے تو اس کے ذریعہ پیدا ہونے والی ہریالی کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو جاتے ہیں۔

پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے۔ پھر زرد ہو کر بھس بن جاتی ہے۔

اس کے برخلاف آخرت وہ جگہ ہے۔ جہاں سخت عذاب ہے۔ اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔ دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دوڑو ——— اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان تک برابر ہے۔ جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں۔

یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔
اللہ بے شک بڑے فضل والا ہے۔

(سپارہ ۲۷ سورۃ الحدید)

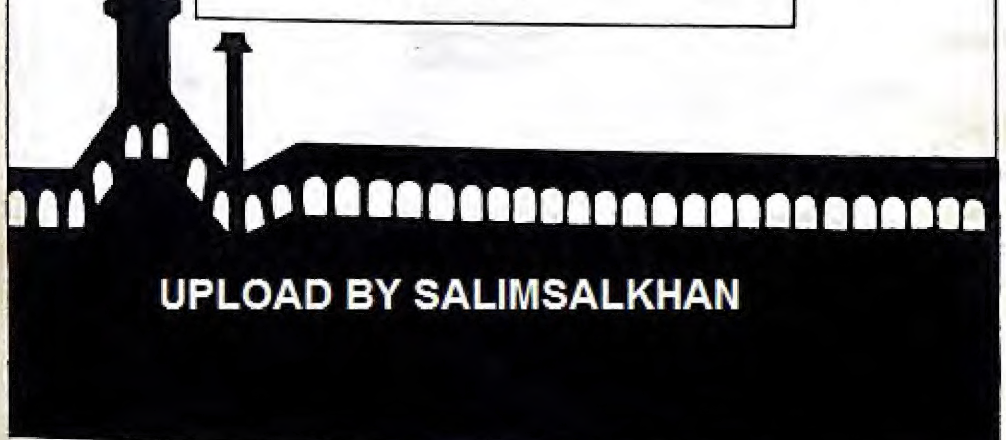

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

مختلف باغوں

دل کی موت

خواجہ شبلیؒ نے تحفۃ العارفین میں لکھا ہے کہ انسان کی شرافت کا دارومدار دل پر ہے۔ دل سنورجاتا ہے تو آدمی کا ہر شے سنورجاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ دل بھی حیات وموت سے دوچار ہوتا ہے۔ دل دنیا کی مشغولیات میں گھر جانے سے مرجاتا ہے۔ اس کو زندگی ملتی ہے تو ذکر اللہ کے ذکر سے دنیا کی لذتیں اس کی خواہشات اور کھانے پینے کی دلچسپیاں انسان کے دل کو سیاہ کردیتی ہیں۔ اور جب دل سیاہ ہوجاتا ہے تو گویا اس پر موت وارد ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جس زمین میں کنکر پتھر وغیرہ ہوں۔ وہ بیج قبول نہیں کرتی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ زمین مُردہ ہے۔ یہی کیفیت دل کی ہے۔ جب دل میں نافرمانی اور حکم سے سرتابی کے جراثیم ہوں تو دل نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ اور اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ دل بالکل مُردہ ہوچکا ہے۔

تنبیہ

حضرت ابوالدرداءؓ ایک جنازہ کے ساتھ جارہے تھے۔ کسی راستہ چلنے والے نے پوچھا کہ کس کا جنازہ ہے تو حضرت ابوالدرداءؓ نے جواب دیا کہ تو اسے اپنا جنازہ سمجھ اور اگر تجھے یہ بات ناگوار گذرے تو لے تو میرا جنازہ سمجھ لے یعنی مطلب یہ ہے کہ جنازہ دیکھ کر انسان کو چاہئے کہ خاموشی اختیار کرے اور اپنی موت کا تصور کرے اس وقت کسی بھی طرح کی لایعنی باتیں موت سے غفلت کا تجربہ کراسکتی ہیں۔

ہمتِ مرداں

سمندر کی موجوں سے لڑنے کیلئے آپ ایسے آدمی کبھی پیدا نہیں کرسکتے جو سمندر میں اترنے سے پہلے سمندر کی موجوں سے لڑنے کی قوت رکھتے ہوں یہ قوت تو سمندر میں کودنے ہی سے اور اس کی موجوں سے ٹکرانے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

جو لوگ بہادر ہوتے ہیں وہ طوفانوں میں گھر کر اپنے حوصلے کو برقرار رکھ کر بہادری کا لقب پاتے ہیں۔

بہادر بننا ہو تو طوفانوں میں کود پڑیئے اور اپنے حوصلے کو زندہ رکھئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہمتِ مرداں مددِ خدا......

یہ بات سچ ہے

جب تم یہ محسوس کرو کہ تمہاری عقل فانی چیزوں کو باقی رہنے والی اشیاء پر ترجیح دیتی ہے۔ تو سمجھ لو کہ تمہارا عقلی توازن برقرار نہیں۔ اور جب تمہارے دل سے محبتِ الٰہی اور خدا سے ملنے کی تمنا رخصت ہوجائے اور اس کے بجائے مخلوق اور دنیا کی محبت گھر کرلے تو جان لو کہ دل کی موت ہوگئی۔ اور جب تمہاری آنکھ خدا کے خوف میں ایک قطرہ آنسو گرانے سے بھی انکار کردے تو سمجھ لو کہ قساوتِ قلبی کی حد ہوگئی۔ اور جب تمہارا نفس خدا کی یاد سے گھبرائے اور دنیا اور دنیاداری کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے تو سمجھ لو کہ اب تمہارا اور اس کا راستہ الگ ہوچکا کیونکہ یہ علامتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایمان کا مزاج بیمار ہے اور خواہشات کی نبض زوروں پر ہے۔

اقوالِ زریں

● آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

جسمانی آنکھ جو انسانوں اور حیوانوں دونوں کو حاصل ہے۔ اس کا فعل صرف دیکھنا ہے۔

عقلی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے۔ جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے۔ جو دنیا کے علاوہ عالمِ بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

● آدمی کے علم میں جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ دوسروں کی غلطیوں اور خامیوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔

● ذہانت وبلاغت بالعموم غریبوں کے حصے میں آتی ہے۔ اور تاریخ اس کی تائید کرتی ہے کہ قوم ووطن کے لیڈر ہمیشہ متوسط درجے کے لوگوں ہی میں سے نکلتے ہیں۔

● دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جس قدر کہ انسان کو دولت اور مرتبہ کی حرص نقصان پہنچاتی ہے۔

نادان کی خاموشی

امام ابویوسفؒ کی مجلس میں ایک شخص بیٹھا کرتا تھا جو ہمیشہ خاموش رہا کرتا تھا۔ اسے کبھی مجلس میں گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تھا۔

ایک دن امام ابویوسفؒ نے اس سے کہا۔

کے پھول

گل چیں
مسز نسیم صدیقی

میاں تم ہمیشہ چپ ہی رہتے ہو۔ کبھی کچھ بولا بھی کرو۔ تو اس نے جواب دیا۔ اچھا حضور ایک مسئلہ بتایئے کہ روزہ دار افطار کس وقت کرے۔

امام ابویوسف نے جواباً فرمایا جب سورج ڈوب جائے اس نے کہا۔ اگر سورج آدھی رات تک بھی نہ ڈوبے تو روزہ دار کیا کرے۔؟

حضرت امام ابویوسفؒ نے فرمایا۔ میاں تمہارا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

دست شناسی

تمہارے ہاتھ کی ریکھا میں کیا لکھا ہے۔ ؟ سب پڑھ کر سنادوں گا

تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔

نئے موسم اور اس کے رنگ سے پہلے بتادوں گا۔

ابھی اچھی رُتوں کے دن نہیں آئے۔

ابھی غنچے نہیں چٹکے۔

ابھی طائر نہیں چہکے۔

مگر وہ بالکوں میں کوئی ڈالی ابھی سے منتظر کیوں ہے!

وہ اکثر پوچھتی ہے راستہ روک کر مرا بابا بتاؤ تو

یہ اذیت ناک لمحے کیسے گزریں گے ؟

برہنہ ٹہنیوں پر برگ کس موسم میں آئیں گے ؟

مرے طائر مُعطر نغمے مجھے کب تک سنائیں گے ؟

ہواؤں کی مسافت سے پیام اس کا لے کر آئیں گی ؟

مری انگنائی میں شہنائیاں کس روز باجیں گی ؟

مری ہمجولیاں کب تک خوشی کے گیت گائیں گی ؟

حنا میری ہتھیلی پر سجائیں گی ؟

مجھے دلہن بنائیں گی۔ ؟

میں اس کی بات سنتا ہوں۔

مگر خاموش رہتا ہوں۔

بس اتنا سوچتا رہتا ہوں میں۔

اسے کیسے بتاؤں گا۔

وہ لمحے اب نہ آئیں گے۔

انعام

اپنی شرارت آمیز عادت اور فطرت کی وجہ سے وہ شہر میں ہمیشہ فتنہ انگیزی کرتا رہا۔ اس کی شرارتوں کی وجہ سے کئی بار فرقہ وارانہ فسادات بھی ہوئے جس سے خاصا مالی اور جانی نقصان ہوا۔ لیکن پولیس اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ بالآخر وہ خود اپنی شرارتوں سے پریشان ہوگیا۔ اور اس نے بُری زندگی کو طلاق دیکر خدمتِ خلق کرنے اور مظلومین کا ساتھ دینے کی ٹھانی۔ اسی زمانے میں شہر میں ایک فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ اس شخص نے اپنے گناہوں کی تلافی کی غرض سے ستائے ہوئے لوگوں کی مدد کا بیڑا اٹھایا۔ اور ان تمام انسانوں کی مدد کی جو فساد کی لپیٹ میں آکر شدید زخمی ہوگئے تھے۔ اسی دوران اسے پولیس پکڑ کر لے گئی۔ اور اس پر فرقہ وارانہ فساد کرانے کا الزام عائد کرکے جیل میں ڈال دیا گیا۔

منتخب اشعار

بس اک ترے خیال کے آنچل کی دیر تھی
رنگینیوں میں ڈوب گئی ساری کائنات

●

دہرائے گا جب بھی کوئی افسانہ وفا کا
بے ساختہ یاد آئیں گے اے دوست تجھے ہم

●

بس اتنی سی خطا پر رہبری چھینی گئی ہم سے
کہ ہم سے قافلے راہوں میں کچھ لٹنے نہیں پائے

●

اس کے خلوص میں بھی ضرورت کا رنگ تھا
وہ دے رہا تھا مجھ کو دعا میرے سامنے

●

دیکھی ہے اس کی آنکھ میں پہلی دفعہ نمی
یوں لگ رہا ہے جیسے سمندر اداس ہے

●

پتھر کا شہر اور شیشے کی آرزو
کس کو دکھائیں زخم کوئی پوچھتا نہیں

●

جو دوستی نہیں ممکن تو پھر یہ عہد کریں
کہ دشمنی میں بہت دور تک نہ جائیں گے

●

اپنی آشفتہ مزاجی پہ ہنسی آتی ہے
دشمنی سنگ سے اور کانچ کا پیکر رکھنا

●

تم اگر سنگ بکف ہو تو تذبذب کیسا
مجھ کو ہی برساؤ کہ میں ہوں تم درختوں کی طرح

●

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے
کہ سنگ تجھ پہ گرے اور زخم آئے مجھے

●

اب اس کے لئے کوئی نیا حسن تراشو۔
اس انداز محبت کا بھرم ٹوٹ گیا ہے۔

●

موسم زرد میں اک دل کو بچاؤں کیسے
ایسی رت میں تو گھنے پیڑ بھی جھڑ جاتے ہیں

شعری ڈکشنری

رشتے دار ـــــ ان صحرا کو دیکھیں اور چل بسیں۔

عشق ـــــ جیتے جیسے مریض ہیں سب لاعلاج ہیں۔

شادی ـــــ تمام عمر تجھیں سنائی دیتی ہیں۔

کنوارا ـــــ بیٹھوں کہاں کہ سایۂ دیوار بھی نہیں۔

بیوی ـــــ تیری جبیں کے بل آج بھی سلامت ہیں۔

ساس ـــــ میں سو بھی جاؤں تو تیرے خواب جگا دیتے ہیں۔

شوہر ـــــ یہ حرام کر کے ایسے بکتے جاتے ہیں

بچے ـــــ تین میں تک شوری لائے داستان ہیں

دوست ـــــ ہمارے گھر کا یہ جھگڑا تیری عنایت ہے۔

زلزلہ

ایک بہت موٹی عورت پلنگ پر سو رہی تھی کہ اچانک زلزلہ آ گیا۔ جس کی وجہ سے موٹی عورت پلنگ سے نیچے گر گئی قریب ہی اس کا شوہر بھی سو رہا تھا اس کی بھی آنکھ کھل گئی۔ وہ فوراً بولا۔

بیگم زلزلہ آنے سے تم گری ہو یا تمہارے گرنے سے زلزلہ آیا ہے۔

ایک عیسی زندگی

ایک نئی نویلی دلہن سے پوچھا گیا۔ شادی کے بعد آپ نے کوئی خاص فرق اپنی زندگی میں محسوس کیا۔

نئی نویلی دلہن نے کہا۔ بالکل نہیں۔ پہلے مجھے آدھی رات تک یہ انتظار کرنا پڑتا تھا کہ سہیل اپنے گھر چلا جائے اور اب آدھی رات تک یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ سہیل اپنے گھر آ جائے۔

احتیاط

ایک شخص کی ساس کسی دوسرے شہر میں مر گئیں۔ اس کے قریب کا آس پاس کے لوگوں کو پتہ نہ تھا۔ اس شخص کو تار ملا کہ آپ کی ساس چل بسیں انہیں تابوت میں رکھ کر دفن کریں، یا پانی میں بہا دیں یا جلا دیں۔ وہ شخص نے فوراً جوابی تار بھیجا۔ خطرہ مول نہ لیں۔ میرے خیال میں تینوں تار دونوں پر عمل کریں۔

غلط اندازہ

شرابی کی بیوی نے ایک بار شراب کے گلاس میں سے ایک گھونٹ بھرا اور فوراً تھوک کر کہنے لگی۔ توبہ توبہ تم کیسی گندی اور تلخ چیز پیتے ہو اسے پی کر تو جی متلاتا ہے۔

شوہر نے کہا۔ اور اس پر بھی تم یہ کہتی ہو کہ میں عیش کرتا ہوں۔

مثالی شوہر

دو خواتین چڑیا گھر دیکھنے گئیں۔ جب شتر مرغ کے پنجرے کے پاس پہنچیں تو چڑیا گھر کے گائیڈ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

یہ شتر مرغ ہے۔ یہ بڑا سیدھا سادا جانور ہے۔ اسے دور کا دکھائی نہیں دیتا۔ اور یہ سننے کی بھی از خود کوشش نہیں کرتا۔ یہ تقریباً ہر چیز کھا لیتا ہے اور آسانی سے ہضم بھی کر لیتا ہے۔ یہ کسی بات پر ناراض نہیں ہوتا۔

یہ سن کر ایک خاتون نے چپکے سے دوسری خاتون سے کہا۔ یہ تو مثالی شوہر معلوم ہوتا ہے۔

اس تکلف کی کیا ضرورت ہے

ایک ڈاکٹر صاحب دوسرے گاؤں میں کسی مریض کو دیکھنے جا رہے تھے۔ راستہ خطرناک تھا۔ اس لئے ایک بندوق بھی ان کے کاندھے پر لٹکی ہوئی تھی ایک شخص نے انہیں جاتے دیکھ کر پوچھا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ قریبی گاؤں میں ایک مریض کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا مریض کیلئے آپ کی دوا ہی کافی ہوگی۔ بندوق کی کیا ضرورت ہے۔

مسکراہٹ

مسکراہٹ وہ تجارت ہے جس میں کوئی سرمایہ نہیں لگتا جس میں نفع ہی نفع ہے۔ لینے والوں کے لئے بھی اور دینے والوں کیلئے بھی۔ مسکراہٹ وقت نہیں لیتی لیکن اس کی یاد سالہا سال تک رہتی ہے۔

مسکراہٹ۔ تھکے ہوئے انسان کیلئے طاقت ہے۔ پست حوصلوں کیلئے امید کی کرن ہے اور مصیبت کیلئے راحت کا پیغام ہے۔

مسکراہٹ وہ نعمت ہے جو خریدی نہیں جا سکتی۔ چوری نہیں ہو سکتی۔ قرض پر اٹھائی نہیں جا سکتی خیرات میں مانگی نہیں جا سکتی۔ اس کا لطف رکھنے میں نہیں ہے۔ بانٹنے میں ہے۔ جیسی بلاشبہ ہوائی طاقت ہے اور آنسو آبی طاقت کے مترادف ہیں۔ اور بلاشبہ آبی طاقت کے مقابلے میں ہوائی طاقت زیادہ زور رکھتی ہے۔ پانی کا زور ہوا ہی متعین کرتی ہے۔ مسکراہٹ کی سب سے زیادہ ضرورت اسی کو ہے جس کا چہرہ تلخ اور ترش ہے۔ مسکراؤ دوسروں کو سکون ملے گا۔

مسکراہٹ عطا کرتے رہو تمہاری جیب خالی نہ ہوگی۔

غم

غم عقل کی زکوٰۃ ہے۔ انسان پر جتنے غم ٹوٹتے ہیں اتنی ہی اس کی عقل میں نکھار آتا ہے۔ خوشیاں ذہن کی وسعت کو سکیڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ جبکہ غم عقل و فہم کے نئے دریچے کھول دیتا ہے۔ للہٰذا غم پہنچ جانے پر اظہار شکر کرو کہ موسم عقل کے نکھار کا آیا ہے۔

ایک اچھی بات

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو چیونٹی سے سبق لو جو بار بار گر کر بھی ہمت نہیں ہارتی اور اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

طریقہ ۲۲ ملازمت کے حصول، روزگار کی فراہمی اور دولت مندی کیلئے یہ عمل کریں۔ کرمٹی کے چار چراغ لیکر اس پر ماہِ محرم کی ۴، تاریخ سے ۳۰ تاریخ تک بشرطیکہ قمر عقرب میں نہ ہو مندرجہ ذیل نقش کالی روشنائی سے لکھیں اور اس کے چاروں طرف عزیمت بھی تحریر کریں۔ ہر روز اس نقش کے ۴ فتیلے بنا کر چاروں چراغوں میں روشن کریں۔ چراغ اصلی گھی میں جلائیں اور اس میں تھوڑا سا خالص شہد بھی ملالیں۔ چراغوں کو اپنے چاروں سمتوں میں رکھ کر اس عزیمت کو جو نقش کے چاروں طرف لکھی ہوئی ہے۔ ۱۴۵۰ مرتبہ پڑھیں۔ اس کے بعد اسمائے موکلات ۱۱۹۲ مرتبہ پڑھیں۔ دورانِ عمل اگربتی یا لوبان جلائیں۔ اس طرح لگاتار چالیس دن تک اس عمل کو جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تصور اور توقع سے کہیں زیادہ آمدنی والی ملازمت ملے گی یا روزگار کا ایسا بندوبست ہوگا کہ عقلیں حیران رہ جائیں گی۔ اور مال و دولت کی حد سے زیادہ فراوانی ہوگی۔ چلہ پورا ہونے کے بعد ہر ماہ چاند کی ۲۰، ۲۱ اور ۲۲ تاریخوں میں اگر یہ عمل جاری رکھیں تو مالداری کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے اور انشاء اللہ مال و زر کی کبھی پریشانی نہیں ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

اجب یا مقصد ائیل بحق یا غنی

٣٠١	٢٩٨	٢٩١	٣٠٤
٢٩٣	٣٠٣	٣٠٢	٢٩٧
٣٠٦	٢٩٣	٢٩٦	٢٩٩
٢٩٥	٣٠٠	٣٠٥	٢٩٤

اسمائے موکلات یہ ہیں ـــــ یا کلکائیلُ یا حَیُوشُ بحق یا علزدائیلُ اَجیبُودُ ھَائی یا عزیزُ یا مَلِیکُ۔

طریقہ ۲۳ بحوالہ روحانی دنیا کراچی حضرت کاش البرنیؒ کی یہ عبارت منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنیؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خداوند عالم نے اپنے کلام میں جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی ان ہی کے پاس زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں ہیں۔ تو وہ کنجیاں کیا ہیں۔ اور کیا وہ کسی کو مل سکتی ہیں۔؟

آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ کنجیاں مجھے معلوم ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے اثرات بیان فرمائے۔ کتب احادیث میں ان آیات کے بیشمار اوصاف و اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ یہ آیات غربت و وطن سے واپس آنے، تمام دل کی مرادات کو پورا کرنے، دشمن کی سازشوں سے بچنے، امراضِ جسمانی سے نجات حاصل کرنے، قرض سے چھٹکارا پانے، رنج و غم سے خلاصی حاصل کرنے، بے روزگاری کی دلدل سے باہر نکلنے، ملازمت اور غنا کے حصول اور قید و بند سے آزادی کیلئے نافع اور مفید ہیں۔ جو ان آیات کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد روزانہ ان آیات کو ۱۰۰ مرتبہ تلاوت کرے گا۔ خدا کے مقرر کردہ فرشتے اس کی اور اس کے ہر ہر کام کی محافظت کریں گے اور ان کا ورد کرنے والا دنیا کے کسی بڑے غم میں مبتلا نہیں ہوگا۔ ازراہِ تقدیر جو اس پر مصیبت آئے گی وہ بھی ٹل جائے گی۔ یا اس کا احساس برائے نام ہوگا۔ ان آیات کا ورد رکھنے والا اگر بے روزگار ہوگا تو برسرِ روزگار ہو جائے گا۔ اور اگر غریب ہوگا تو مالدار ہو جائے گا۔ اگر وہ برسرِ روزگار ہوگا تو اس کے روزگار میں خوب خیر و برکت ہوگی۔ ملازم ہوگا تو

تنخواہ میں اضافہ ہوگا۔ تاجر ہوگا تو اس کی تجارت کو فروغ ہوگا۔

وہ آیات یہ ہیں ــــــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا ــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا ــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا ــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ــ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔

اگر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد ان آیات کو صرف ایک رات چھ سو مرتبہ پڑھنے کے بعد کوئی دعا کرے گا تو وہ فوراً قبول ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد روزانہ ساٹھ مرتبہ پڑھنا انسان کو سعید اور نیک بخت بناتا ہے۔ اور دین و دنیا کی ترقیاں نصیب ہوتی ہیں۔

راقم الحروف نے ان آیات کا ایک نقش بھی تیار کیا ہے۔ جسے مختلف امور میں بالخصوص ملازمت، شادی اور حصولِ غنا وغیرہ جیسے امور میں بہت مؤثر اور مفید پایا گیا ــــــ اس نقش کو اگر نوچندی اتوار کو ساعتِ شمس میں لکھیں۔ گلاب و زعفران سے لکھیں۔ نئے قلم سے لکھیں۔ اور پھر اس قلم سے کچھ نہ لکھیں۔ اسے کسی ہرے بھرے درخت کی جڑ میں دبا دیں تو اور بھی افضل ہے۔ ورنہ کسی بھی اتوار کو عروجِ ماہ میں باقی دوسری شرائط کے ساتھ جو اوپر بیان کی ہیں لکھ لیں اور سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے دائیں بازو پر باندھ لیں۔ انشاءاللہ بے روزگاری دور ہوگی۔ غربت دور ہوگی۔ بیاہ شادی کی تمنا پوری ہوگی۔ قرض کی لعنت سے نجات ملے گی قید سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ اور دل کی مرادیں پوری ہونے کے اسباب پیدا ہوں گے۔

ان آیات کے مجموعی اعداد ۱۵۴۱ ہیں۔ اور ان کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۷۷	۳۹۱	۳۸۸	۳۸۵
۳۸۹	۳۸۴	۳۷۸	۳۹۰
۳۸۳	۳۸۶	۳۹۳	۳۷۹
۳۹۲	۳۸۰	۳۸۲	۳۸۷

اس نقش پر اگر ۶ مرتبہ مذکورہ چھ آیات پڑھ کر دم کر دی جائیں تو اس نقش کی افادیت و تاثیر میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان آیات کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ ۱۵۴۱ مرتبہ ۱۲۰ روز تک انہیں بہ نیت زکوٰۃ عشاء کی نماز کے بعد پڑھا جائے ــــــ اور دورانِ تلاوت پہلے دن سے آخری دن تک ایک ہی لباس رہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لباس دورانِ تلاوت پہن کر پھر اتار کر رکھ دیا جائے۔ اور ۱۲۰ دن پورے ہونے پر یہ لباس کسی کو صدقہ کر دیا جائے۔

طریقہ ۲۴

یہ عمل بھی بے روزگاروں، مقروضوں، ضرورت مندوں، قیدیوں، غریبوں اور ناحق مقدموں میں پھنسے ہوئے لوگوں کیلئے ہے۔ ان کیلئے یہ عمل تیر بہدف ہے۔ جو لوگ سفارش کرانے کے باوجود اور بھاگ دوڑ کے باوجود ملازمتوں کے حصول میں ناکام رہے ہوں۔ وہ اس عمل کو اختیار کر کے دیکھیں کس طرح کامیابی ملتی ہے ــــــ نوچندی اتوار گزار کر جو رات آئے گی۔ اس رات کو یہ عمل کرنا ہے۔ تین بجے رات کو اٹھیں اور غسل کریں۔ اگر اندیشہ ہو کہ آنکھیں نہیں کھلیں گی تو پھر ۱۲ بجے کے بعد غسل کریں، اور احرام باندھیں۔ دو رکعت نماز بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں۔ اس کے بعد ۱۴ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد ۴۷ مرتبہ کٓہٰیٰعٓصٓ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ــ قاف جمایشنا پڑھیں اس کے بعد پھر ۱۴ مرتبہ درود شریف۔ نماز اور درود کے علاوہ یہ اہتمام کریں کہ زبان کو تالو سے چپکائے رکھیں۔ اسی طرح چھ رکعت نماز ادا کریں اور تین مرتبہ یہ عمل پڑھیں۔ اگر بے اختیار

زبان تالو سے الگ ہو جائے یا ازراہِ بھول الگ ہو جائے تو عمل میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن جیسے ہی احساس ہو جائے کہ زبان تالو سے الگ ہے۔ فوراً پھر زبان کو تالو سے لگا لیں۔ عمل سے فراغت کے بعد صبح تک درود شریف پڑھتے رہیں اور اپنے مقصد کو ذہن میں رکھیں۔ اسی طرح چودہ روز تک لگاتار یہ عمل کریں۔ ۱۴ دن کے بعد عمل چھوڑ دیں۔ اس دوران یا تو مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ پورا ہونے کے اسباب بن جائیں گے۔ یا پھر مقصد سے بہتر کوئی صورت سامنے آئے گی جو زیادہ سکون بخش اور نفع رساں ہوگی۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ عمل کی محنت رائیگاں جائے۔ اگر اس عمل کے ذریعہ بادشاہت بھی طلب کی جائے گی تو انشاءاللہ عطا ہوگی۔

اکابرین نے اس عمل کو بے شمار مرتبہ اختیار کیا ہے اور بھرپور کامیابی انہیں منجانب اللہ عطا ہوئی ہیں۔ قدردانوں کے لئے منقل کر دیا گیا ہے ورنہ یہ عمل راز میں رکھنے کی دولت ہے۔

طریقہ ۲۵

دستِ غیب کے ہم کئی اچھے عمل پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ ایک عمل پھر یاد آ گیا ہے۔ یہ عمل ملازمت کی تلاش میں بھی کارگر ثابت ہوتا ہے اور دستِ غیب میں بھی۔ لیکن اس عمل میں پرہیز اور احتیاط حد سے زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ عامل کو زبردست نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جب سورج برجِ ثور، یا برجِ اسد میں ہو تو رات کو ٹھیک آٹھ بجے باوضو ہو کر بستر پر اس طرح لیٹ جائیں کہ چاند بالکل نظروں کے سامنے رہے ــــــ چاند کو نظریں جما کر دیکھتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ پلک کم سے کم جھپکے اسی طرح کم سے کم ایک گھنٹے تک چاند کو دیکھتے رہیں۔ اور یہ وظیفہ پڑھتے رہیں۔

یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ اَنْتَ فِیْ ذَاتِ لُطْفًا۔

آٹھویں شب کو بھی یہی عمل کریں۔ لیکن اس رات وقت کی قید نہیں ہے۔ خواہ آٹھ بجے شروع کریں خواہ نو بجے۔ لیکن تنہائی اور مکمل سکون شرط ہے۔ چاند کی ۱۲ تاریخ تک یہی عمل کرتا رہے۔ اس کے بعد اس عمل کو ترک کر دیں۔ اور پھر سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے وقت نصف گھنٹے تک سورج کی طرف نظریں جما کر یہ وظیفہ بلا تعداد پڑھتے رہیں۔ دوسرے مہینے جب چاند کی ساتویں تاریخ ہو تو سورج کو دیکھنا ترک کر دے اور پھر چاند سے نظریں لڑا کر ایک گھنٹے تک یہ وظیفہ پڑھے۔ اس کے بعد اس مہینے بھی پہلے مہینے کے مطابق عمل جاری رکھے۔ تیسرے مہینے اس عمل کی تکمیل کے بعد ایک نورانی پیکر آسمان سے اُترے گا۔ اس سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ سلام و جواب کے بعد اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں اور اس سے یا تو مطلوبہ ملازمت کا تذکرہ کریں۔ یا کچھ نقد رقم طلب کریں۔ اگر اس نے ملازمت کا وعدہ کر لیا تو مطلوبہ ملازمت کیلئے عجیب و غریب طریقے سے راہیں بنیں گی۔ اور اگر اس نے نقد رقم کا وعدہ کر لیا تو تکیہ کے نیچے سے روزانہ رقم ملے گی۔

عمل کے دوران ہر قسم کے گوشت سے پرہیز رکھیں۔ لہسن وغیرہ استعمال نہ کریں۔ یہ عمل کرنے سے ایک ہفتے قبل ہلکی پھلکی غذائیں لیں۔ عمل کے دوران نماز باجماعت ادا کریں۔ تین ماہ تک جھوٹ اور غیبت سے پرہیز رکھیں اور لوگوں سے گفتگو اور میل جول حسبِ ضرورت رکھیں۔ تنہائی میں درود شریف بکثرت پڑھتے رہیں اور پھر کرشمۂ قدرت دیکھیں۔ کس طرح انہونی ہوتی ہے۔

طریقہ ۲۶

اگر کوشش کے باوجود ملازمت نہ مل رہی ہو تو عروجِ ماہ میں ہفتے کے دن روزہ رکھیں اور بالکل خالی مکان میں رات کو آسمان کے نیچے ننگے پاؤں اور ننگے سر کھڑے ہو کر ایک ہزار مرتبہ "یَا وَہَّابُ" پڑھیں ــــــ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ سات دن تک لگاتار یہ عمل کریں۔ انشاءاللہ ملازمت مل جائے گی۔

طریقہ ۲۷

یہ عمل سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے منقول ہے اور اس کی برکت سے اکثر پریشان حال لوگوں کی پریشانی اور

افلاس دور ہو گیا ہے۔

عمل یہ ہے ــــ عشاء کی نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ درود شریف پھر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر تین سو مرتبہ یَا کَافِیُ۔ یَا غَنِیُّ۔ یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر عمل ختم کریں۔ لگاتار ۹ دن تک یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ اسی مدت میں روزگار مل جائے گا۔

طریقہ ۲۸ نوچندی جمعرات کو چنبیلی کے تین پھول نمازِ عصر کے بعد درخت سے توڑے اور ہر پھول پر وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ سات سو تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور پھر کسی پرانی قبر میں انہیں دفن کر دیں۔ ۲۱ دن تک لگاتار یہ عمل کرتے رہیں۔ انشاء اللہ اس عرصے میں ملازمت لگ جائیگی۔

طریقہ ۲۹ ساعتِ مشتری میں عروجِ ماہ کی کسی بھی جمعرات کو مندرجہ ذیل نقش لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھیں انشاء اللہ بے روزگاری دور ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

إِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	يُضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ	وَاللّٰهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ	عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
٦٨٧	٢١٦٣	٢٨٤٤	٢٤٤١
٢١٦٢	٦٨٣	٢٤٤٣	٢٨٤٥
٢٤٤٢	٢٨٤٦	٢١٦١	٦٨٥

طریقہ ۳۰ حضرت کاش البرنیؒ نے عاملِ کامل میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سہیل ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں رزق کی تنگی اور بے روزگاری میں مبتلا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا بھی فرما دیں اور میری رہنمائی بھی کر دیں۔ آپ نے ایک آسان عمل اس کیلئے تجویز فرمایا کہ تم جب بھی اپنے گھر میں داخل ہو۔ کوئی وہاں موجود ہو یا نہ ہو کہو السلام علیکم اس کے بعد کہو السلام علیک یا رسول اللہ اس کے بعد سورۂ اخلاص ایک بار پڑھو۔ اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری بے روزگاری اور مفلسی کو دور کر دے گا۔ حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر کچھ دن عمل کیا تو روزی کے دروازے ہر طرف سے کھلتے چلے گئے اور کچھ ہی دنوں کے بعد میں اتنا مالدار ہو گیا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کرنے لگا۔

بلاشبہ یہ عمل بہت آسان ہے۔ اس عمل کو پڑھتے وقت یہ یقین رکھنا ضروری نہیں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ کیوں کہ یہ عقیدہ شرعاً درست نہیں ہے۔ البتہ اس عمل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا احترام کرتے ہوئے پورے یقین و ایمان کے ساتھ پڑھا جائے اور یقین رکھیں کہ اگر اس عمل کو کسی بھی شخص نے احتراماً انجام دیا تو مایوسی کا سامنا نہیں ہوگا۔ اور مصیبتیں راحتوں سے بدل جائیں گی۔ انشاء اللہ

طریقہ ۳۱ یہ عمل روزگار، فتوحات، ملازمت اور دستِ غیب کیلئے زبردست عمل ہے۔ جو شخص اس عمل کو انجام دینا چاہے تو وہ اس عمل کو شروع کرنے سے ایک ماہ پہلے تمام ممنوعاتِ شرعیہ سے بچنے کا عہد کرے۔ نماز بر وقت ادا کرے اور جھوٹ

اور حرام روزی سے خود کو بچائے۔ سفید لباس کے سوا کوئی لباس اس زمانے میں نہ پہنے۔ اور عمل کے دوران سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے۔ نوچندی جمعرات کو روزہ رکھے۔ کشمش سے روزہ افطار کرے اور دو رکعت بعد نمازِ عشاء بہ نیت قضائے حاجت ادا کرے۔ اور اس کے بعد یہ دعا دس ہزار مرتبہ پڑھے۔ اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔

دعا یہ ہے ـــــ يَا لَطِيفُ يَا خَفِيَّ الْأَلْطَافِ أَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ الَّذِي مَنْ لَطَفْتَ بِهِ كَفَىٰ۔

مؤکل انشاء اللہ اس عمل کے دوران حاضر ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ اس کا لباس سفید ہوگا۔ اور وہ عامل سے کہے گا کہ تیری حاجت کیا ہے؟ اور اس سے خوف نہ کرے۔ وہ عامل کو نقدی دے گا۔ اور ملازمت کی بات اگر کسی جگہ چل رہی ہوگی تو وہاں اعانت کرے گا۔ اور دوستی کا عہد کرے گا اور ایک سیاہ رنگ کا پتھر دے گا۔ اور اس کے بعد جب بھی اس مؤکل کو بلانا ہو۔ تو آگ میں اس پتھر کو ڈالیں۔ انشاء اللہ فوراً مؤکل حاضر ہوگا۔ اور جو کام بتاؤ گے فوراً کرے گا۔

مؤکل کو رخصت کرتے وقت یہ دعا کر لی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي تَبَرَّأْتُ مِنْ حَوْلِي وَقُوَّتِي وَالْتَجَأْتُ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَأَدْرِنِي عَجَائِبَ صُنْعِ لُطْفِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

طریقہ ۳۲ علم جفر کا ایک نادر عمل پیش کیا جا رہا ہے۔ جو دولتِ بیش بہا سے کسی درجہ کم نہیں ہے۔ یہ عمل اوجِ شمس میں ہوتا ہے۔ اور اوجِ شمس اس وقت ہوتا ہے جب شمس برجِ سرطان میں درجہ بیس پر فائز ہو۔ جو لوگ ترقی کے حقدار ہیں۔ لیکن برابر ان کی حق تلفی ہو رہی ہے، کوئی شخص ملازمت کیلئے کوشاں ہے لیکن اس کو ملازمت نہیں مل رہی ہے۔ کوئی شخص ضرورت مند ہے اور ملازم بھی ہے۔ لیکن تنخواہ میں اضافہ نہیں ہو پا رہا ہے، یا کسی شخص کو بے وجہ معزول کر دیا گیا ہو۔ وغیرہ ـــــ بہرحال اوجِ شمس میں ایک سونے کی لوح تیار کی جائے یا پھر چاندی کی لوح تیار کر کے اور اس پر نقش کندہ کر کے سونے کا پانی اس لوح پر چڑھوا لیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر سفید رنگ کے کاغذ پر گلاب زعفران سے نقش لکھ کر اس پر سونے کا ورق رکھ کر تعویذ بند کیا جائے۔

طریقہ یہ ہے کہ اپنا نام مع والدہ اور مطلب جو بھی ہے وہ ایک سطر میں لکھیں۔ دوسری سطر میں سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ الرَّحِيمِ لکھیں۔ دونوں سطریں بسطِ حرفی کے ساتھ ساتھ الگ الگ حروف میں لکھیں پھر دونوں سطروں کو امتزاج دیکر ایک سطر تیار کر لیں۔ جب نام نکلے تو اس میں سے حروف نورانی الگ کر لیں اور حروف ظلمانی الگ کر لیں۔

لوح یا نقش کے ایک طرف تمام حروف نورانی کے اعداد نکال کر ایک مربع میں پُر کریں۔ اور اس مربع کے اردگرد وہ کلمات لکھے جائیں جو حروفِ نورانی والی سطر میں اپنا نام اور مقصد ملا کر امتزاج دیکر حاصل کئے تھے یعنی ایک سطر حروف نورانی لکھ کر دوسری سطر میں اپنا نام اور مطلوب یا مقصد لکھ کر ان کے امتزاج کے چار حرفی کلمات بنا کر لوح یا نقش کے اردگرد لکھیں۔ اگر بعد میں چار حرف سے کم باقی رہیں تو آخر میں ان ہی کا کلمہ بنا لیں۔ اس طرح یا نقش کی پشت پر ایک اور مربع نقش لکھیں۔ یہ نقش آیت کریمہ اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ کا ہے۔

۷۸۶

٣١٤	٣٢٨	٣٢٣	٣٢١
٣٢٥	٣٢٠	٣١٥	٣٢٧
٣١٩	٣٢٢	٣٣٠	٣١٦
٣٢٩	٣١٧	٣١٨	٣٢٣

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اس نقش کے نیچے دو اسم مؤکل کے تحریر کردیں۔ یا کینول یا علیقول

اس کے بعد متعلقہ افسر کا نام مع عہدہ ایک سطر میں الگ الگ حروف میں لکھ لیں اور دوسری سطر میں وہ تمام حروف ظلمانی جو تکسیر سے نکلے ہیں۔ وہ لکھے جائیں۔ دونوں کو امتزاج دیکر ان کے تین حرفی یا پانچ حرفی کلمات بنائے جائیں۔ آخر بقیہ حروف کا کلمہ بنالیں۔ خواہ وہ کتنے بھی ہوں۔

تکسیر سے جس قدر بھی حروفِ ظلمانی نکلے ہوں۔ ان کے اعداد نکال کر ایک مثلث نقش خاکی چال سے پُر کریں۔ اور اس کے اردگرد ان کلمات کو درج کردیں۔ یہ لوح سیسے پر تیار کریں۔ اس کی پُشت پر اپنا مطلب لکھیں۔ وہی جو تکسیر والی سطر میں لکھا گیا تھا۔

اب یہ عمل مکمل ہوگیا۔ لوح نورانی یا نقش نورانی کو چاندی کی ڈبیا میں کرا کے اپنی جیب میں رکھا جائے یا سیدھے بازو پر باندھا جائے اور جس دن بھی آپ کی فائل پر کسی میٹنگ میں غور و فکر ہونے والا ہو۔ یا آپ اپنی درخواست کسی افسر کو دینے والے ہوں۔ یا متعلقہ افسر سے ملاقات کرنے والے ہوں تو لوح نورانی یا نقش کو آگ کے نزدیک دفن کرد۔ یا کسی بھی طرح اسے آنچ پہنچاؤ۔ جب تک ملازمت کی وجہ سے گھر سے باہر رہو اور جب گھر واپس آؤ تو پھر اس کو سیدھے بازو پر باندھ لو۔

اور لوحِ ظلمانی کو دفتر میں یا اپنی کسی فائل میں کسی طرح چسپاں کردو۔ یا کسی الماری میں فائلوں کے نیچے دبا دو اور یہ سب ممکن نہ ہو تو پھر اس کو اپنے ہی گھر میں کسی جگہ دبا دو۔ جب کام بن جائے تو دونوں لوحیں یا نقش جنگل میں جا کر قبرستان کے علاوہ کسی ایک ہی جگہ دبادی جائیں۔ اس عمل کے ذریعہ اس طرح کام بنتا ہے اور اسباب کار اس طرح بنتے چلے جاتے ہیں کہ خود عامل حیران ہو جاتا ہے اور علم جفر کی طاقت کا قائل ہو جاتا ہے بشکر ادا کرنا چاہیئے اُس ربُّ العٰلمین کا جس نے اپنے بندوں کو ایسے ایسے جوہر اور کرشمے عطا کئے ہیں۔

اس عمل کو ایک مثال کے ذریعہ بھی سمجھ لیں۔ تاکہ جو بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو مثال سے سمجھ میں آجائے۔

مثلاً یوں سمجھئے کہ طالب اختر ہے اور مقصد ہے ملازمت۔ محکمہ ہے۔ ک چ ہ ری۔ انہیں الگ الگ حروف میں لکھا اور دوسری سطر میں آیت مذکورہ الگ الگ حروف میں لکھی پھر انہیں باہم امتزاج دیا ـــــ اس کی مثال یہ ہے۔

اخ ت ر م ل ا ز م ت ک چ ہ ر ی ـــــ س ل ا م ق ل ا م ن ر ب ال ر ح ی م۔

امتزاج ـــــ س ا ل خ ا ت م ر م ق ل ا ا م ز ن م ر ت ب ث ا چ ل ہ ر ر ح ی م

اب اس کی تکسیر کر کے زمام نکال لیں اور تکسیر کے بعد آخری سطر کو چھوڑ کر حروف ظلمانی اور حروف نورانی الگ الگ دو سطروں میں کرلیں۔

حروف نورانی یہ ہیں ـــ ا ح ر س ص ط ع ک ق ل م ن ہ ی

حروف ظلمانی یہ ہیں ـــ ب ت ج ح خ د ذ ز ش ض ظ غ ف و

م	ی	ح	ر	ر	ہ	ل	چ	ا	ث	ب	ت	ر	م	ن	ر	م	ا	ا	ل	ق	م	م	ر	م	ت	ا	خ	ل	ا	س
ر	م	ن	ا	م	ا	ر	ل	ت	ق	ب	م	ث	م	ا	ر	چ	م	ل	ت	ہ	ا	ر	خ	ر	ل	ح	ا	ی	س	م
ر	چ	ا	م	م	ل	ث	ت	م	ہ	ب	ا	ق	ر	ت	خ	ل	ر	ر	ل	ا	ح	م	ا	ا	ی	ن	س	م	م	ز
خ	ل	ت	ر	ر	ر	ق	ل	ا	ا	ب	ح	ہ	م	م	ا	ت	ا	ط	ا	ل	ق	م	س	م	م	ا	م	چ	ز	ر
ا	ت	م	ا	م	ث	ہ	ا	ح	ل	ب	ن	ا	م	م	س	ل	م	ق	م	ر	ا	ر	م	ر	چ	ت	ث	ل	ر	خ
س	ل	ا	م	م	ق	ا	م	ن	ر	ب	ا	ل	ر	ح	م	ا	ر	ہ	چ	ث	ت	م	ن	ا	ل	م	ر	ت	خ	ا
م	ی	ح	ر	ر	ہ	ل	چ	ا	ث	ب	ت	ر	م	ن	ر	م	ا	ا	ل	ق	م	م	ر	م	ت	ا	خ	ل	ا	س

تکسیر کی آخری سطر کو چھوڑ کر تمام حروف نورانی اور حروف ظلمانی الگ الگ کیے۔

حروف نورانی۔ س۔ ا۔ ل۔ ا۔ م۔ ر۔ م۔ م۔ ق۔ ل۔ ا۔ ا۔ م۔ ن۔ م۔ ر۔ ث۔ ا۔ ل۔ ہ۔ ہ۔ ر۔ ر۔ ح۔ ی۔ م۔ م۔ س۔ ی۔ ا۔ ح۔ ل۔ ر۔ ا۔ ہ۔ ل۔ م۔ ر۔ ا۔ م۔ ث۔ م۔ ق۔ ل۔ ر۔ ا۔ م۔ ا۔ ن۔ م۔ م۔ س۔ ن۔ ی۔ ا۔ ا۔ م۔ ح۔ ا۔ ل۔ ر۔ ر۔ ل۔ ر۔ ق۔ ا۔ ب۔ ہ۔ م۔ ت۔ ث۔ ل۔ م۔ م۔ ا۔ ر۔ ر۔ م۔ ر۔ ر۔ م۔ م۔ س۔ م۔ ن۔ ل۔ ا۔ ط۔ ا۔ ت۔ ا۔ م۔ م۔ ہ۔ ح۔ ب۔ ا۔ ا۔ ل۔ ق۔ ر۔ ر۔ ر۔ ت۔ ل۔ ر۔ ل۔ ر۔ م۔ ر۔ ا۔ ر۔ م۔ ق۔ م۔ ل۔ س۔ ا۔ م۔ ا۔ ن۔ ب۔ ل۔ ح۔ ا۔ ہ۔ ط۔ م۔ ا۔ م۔ ت۔ ا۔ ا۔ ر۔ م۔ ل۔ ا۔ م۔ ت۔ ط۔ ہ۔ ر۔ ا۔ م۔ ح۔ ر۔ ل۔ ا۔ ب۔ ر۔ ن۔ م۔ ق۔ م۔ ا۔ ل۔ س۔ س۔ ا۔ ل۔ ا۔ م۔ ر۔ م۔ ق۔ ل۔ ا۔ ا۔ م۔ ن۔ م۔ ن۔ م۔ ر۔ ب۔ ث۔ ا۔ ل۔ ہ۔ ر۔ ر۔ ح۔ ی۔ م ـــــ اعداد ۸۳۴۰

حروفِ ظلمانی۔ خ۔ ت۔ ز۔ ت۔ ب۔ چ۔ خ۔ ت۔ چ۔ ب۔ ت۔ ز۔ ز۔ خ۔ ت۔ چ۔ ز۔ خ۔ ز۔ چ۔ خ۔ ت۔ ز۔ چ۔ خ۔ ت۔ ز۔ ت۔ چ ـــــ اعداد ۸۴۴۰

حروفِ نورانی کا مربع نقش اس طرح بنے گا ـــــ اور نقش میں کسر آرہی ہے۔ اس لئے پانچویں خانے میں اضافہ کرنا ہے۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

اختر ملازمت

۲۰۶۹	۲۰۷۳	۲۰۷۶	۲۰۶۲
۲۰۷۵	۲۰۶۳	۲۰۶۸	۲۰۷۴
۲۰۶۴	۲۰۷۸	۲۰۷۱	۲۰۶۷
۲۰۷۲	۲۰۶۶	۲۰۶۵	۲۰۷۷

اختر ملازمت (دائیں اور بائیں جانب بھی: اختر ملازمت)

اختر ملازمت

اس نقش کے چاروں طرف نام اور مقصد تحریر کردیں گے۔ جیسا اوپر نقش میں کیا گیا ہے۔
ظلمانی حروف کا نقش مثلث خاکی چال سے بھرا جائے گا۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶ کچہری نام افسر جو بھی ہو۔

۲۸۱۹	۲۸۲۴	۲۸۱۷
۲۸۱۸	۲۸۲۰	۲۸۲۲
۲۸۲۳	۲۸۱۶	۲۸۲۱

کچہری نام افسر جو بھی ہو (دائیں اور بائیں جانب بھی)

کچہری نام افسر جو بھی ہو

اس نقش کے اردگرد محکمہ اور افسر کا نام لکھ دیں ـــــ یا متعلقہ فرد اور متعلقہ دفتر وغیرہ کا نام کسی بھی زبان میں

اس عمل کو اوجِ شمس کے وقت ہی کرنا مؤثر ہوتا ہے۔ عمل باوضو کریں۔ اور مکمل تنہائی میں کریں۔ اور پھر دیکھیں کس طرح مدد الٰہی ہوتی

ہے ــــــــ یہ بات یاد رکھیں کہ اگر حروف نورانی یا حروف ظلمانی کے کلمات بنانا مشکل ہوں تو پھر مربع کی چاروں طرف طالب اور مطلوب کا نام لکھ کر حروف نورانی لکھ دیں۔ اور مثلث کے چاروں طرف متعلقہ محکمہ اور افسر کا نام (کہ جس کے ذریعہ ملازمت یا ترقی کا حصول ہوتا ہے) لکھ کر چاروں طرف حروف ظلمانی تحریر کر دیں۔

یہ عمل اہم ترین امور میں اختیار کر کے راقم الحروف فائدہ اٹھا چکا ہے۔ آپ بھی اس کا فائدہ اٹھائیں اور اس عمل کے ایجاد کرنے والے اکابرین کو ایصال ثواب کریں۔

طریقہ ۳۳ حصولِ روزگار اور حصولِ ملازمت کیلئے چار نقش دیئے جا رہے ہیں۔ ان کے استعمال سے روزگار اور ملازمت مل جاتی ہے۔ اور غیبی طور پر مدد ہوتی ہے۔ نقش ۱ کو لکھنے کے بعد اس پر آیت کریمہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا سو مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں۔ اور اس نقش کو کسی درخت پر لٹکا دیں۔ نقش ۲ کو لکھنے کے بعد اس پر سو مرتبہ آیت کریمہ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر پڑھ کر دم کر دیں اور اس نقش کو زمین میں دبا دیں۔ نقش ۳ لکھنے کے بعد اس پر آیت کریمہ وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِش سو مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں اور اس کو آٹے میں گولی بنا کر کسی دریا میں ڈال دیں۔ نقش ۴ پر آیت کریمہ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْز سو مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں۔

نقوش یہ ہیں۔

نقش ۱

۷۸۶

۳۰۸	۳۱۱	۳۱۴	۳۰۰
۳۱۳	۳۰۱	۳۰۷	۳۱۲
۳۰۲	۳۱۶	۳۰۹	۳۰۶
۳۱۰	۳۰۵	۳۰۳	۳۱۵

نقش ۲

۷۸۶

۲۰۳	۲۰۶	۲۱۰	۱۹۶
۲۰۹	۱۹۷	۲۰۲	۲۰۷
۱۹۸	۲۱۲	۲۰۴	۲۰۱
۲۰۵	۲۰۰	۱۹۹	۲۱۱

نقش ۳

۷۸۶

۵۴۹	۵۵۲	۵۵۶	۵۴۲
۵۵۵	۵۴۳	۵۴۸	۵۵۳
۵۴۴	۵۵۸	۵۵۰	۵۴۷
۵۵۱	۵۴۶	۵۴۵	۵۷

نقش ۴

۷۸۶

۳۲۱	۳۲۴	۳۲۸	۳۱۴
۳۲۷	۳۱۵	۳۲۰	۳۲۵
۳۱۶	۳۳۰	۳۲۲	۳۱۹
۳۲۳	۳۱۸	۳۱۷	۳۲۹

وسعتِ غیب اور حصولِ روزگار کے فارمولوں پر عمل کرنے والوں سے درخواست ہے کہ محنت اور مشقت سے حاصل کی گئی روزی کا مزا ہی کچھ اور ہے۔ فلہٰذا اضطراب کی حالت ہی میں ان فارمولوں پر عمل کی اجازت ہے۔ انہیں عام حالات میں تجربات میں نہ لائیں۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

انسانی مسائل کا روحانی حل

مستقل عنوان

روحانی ڈاک

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

ہر شخص خواہ وہ طلسماتی دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں تین سوالات کر سکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اس کالم میں جگہ نہ مل سکی تو ڈاک سے جوابات دیدیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

مرض کی تشخیص کا مسئلہ

سوال از: محمد غفران ٹیلر ماسٹر ــــــــ جدھپور

اس سے قبل بھی میں نے ایک خط میں لکھا تھا کہ مریض کی تشخیص کیلئے کوئی مجرب تشخیص طریقہ بتلائیں جس سے یہ پتہ چلے کہ آیا آسیب وغیرہ ہے یا سحر یا کوئی بیماری۔ میں نے آج آپ کا جنات نمبر رسالے میں بھی پڑھا کہ تین طریقے لکھے ہوئے ہیں۔

جیسا کہ کورے سکورہ پر نقش کالی روشنائی سے لکھ کر دہکتی ہوئی آگ میں رکھیں۔ ایک مریض جس کو ایک نمبر چوٹی بی تھی اور کام کاج سے پریشان تھا۔ دم درود کرنے کیلئے اور تجربہ کرنے کی غرض سے میں نے سکورہ پر نقش لکھ کر آگ میں تپایا۔ پورا لال ہونے کے بعد نکالا تو حروف بالکل غائب ہو گئے۔ لیکن جن آسیب ہونے کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کے بعد پھر میں نے اپنے اوپر ایک نیا سکورہ لے کر سات مرتبہ گردش دیکر تپایا تو پھر حروف غائب ہو گئے۔ بہرحال تجربہ میں یہ طریقہ ناکام ثابت ہوا۔

عملیات کی لائن کے الگ الگ جو بھی اعمال ہیں وہ میں ان سب کو جا نچ پرکھ کر تجربہ کر کے ہی میں مطمئن رہوں گا۔ کسی ایک عمل میں جب تک مکمل فنکاری حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک میدان میں آنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔

جواب جنات نمبر میں ہم نے متعدد طریقے مرض کی تشخیص کے نقل کئے تھے۔ اگر آپ کسی ایک طریقے میں ناکام رہے تو کسی دوسرے طریقے پر عمل کر کے دیکھتے حالانکہ جس طریقے میں آپ کو کئی بار ناکامی ہوئی ہے، وہ طریقہ عملیات کی لائن میں خاصا رائج ہے۔ اور راقم الحروف نے بھی بے شمار مرتبہ اس طریقے کو استعمال کیا ہے۔ ایک آدھ بار اس میں ناکامی ہمیں بھی ہوئی ہے۔ لیکن بالعموم یہ طریقہ مرض کی تشخیص کے سلسلے میں صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ خدا ہی جانے کیا وجہ رہی ہوگی کہ آپ اسمیں ناکام رہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ دو مرتبہ آپ نے یہ عمل کیا۔ اور دونوں ہی مرتبہ سکورے پر سے حروف غائب ہو گئے۔ حروف کا غائب ہو جانا عمل کی ناکامی کی علامت نہیں ہے۔ بلکہ حروف کا غائب ہو جانا تو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مریض آسیبی اثرات کا شکار ہے۔ آپ جلتے کسی کے اوپر سے سکورے کو گھما کے آگ میں ڈال کر دیکھیں اگر پھر بھی حروف غائب ہو جائیں تب آپ اسے عمل کی ناکامی پر محمول کریں۔ اور اگر خدانخواستہ اس طریقے میں آپ ناکام ہو جائیں تو دوسرے طریقے کو اپنائیں۔

روحانی طور پر مرض کی تشخیص کیلئے سب سے زیادہ مؤثر طریقہ سورۂ مزمل کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مریض کے قد کے برابر نیلے رنگ کے سات دھاگے ناپ کر ان پر سات مرتبہ سورۂ مزمل پڑھ کر دم کیا جائے پھر دوبارہ انہیں ناپا جائے۔ اگر دھاگے جوں کے توں رہیں تو جسمانی بیماری پر قیاس کیا جائے۔ اگر دھاگے گھٹ جائیں تو سحر سمجھا جائے اگر بڑھ جائیں تو سمجھیں کہ مریض آسیبی اثرات کا شکار ہے۔

سورۂ مزمل کا یہ عمل بھی صحیح معنوں میں اس وقت کارگر ہوتا ہے جب چالیس روز تک زکوٰۃ کی نیت سے چالیس ہی مرتبہ روزانہ سورۂ مزمل کی تلاوت کیجائے۔

اور اگر عامل اس طرح کی محنت کیلئے تیار نہیں ہے تو پھر صرف علامات پر علاج کرنا چاہئے۔ جادو اور جن کے اثرات کی علامتیں متعین ہیں۔ مثلاً موڈھوں میں درد، مختلف قسم کے دورے پڑنے کی عادت، سر چکرانے کی شکایت، پنڈلیوں میں درد وغیرہ آسیبی اثرات کی علامات ہیں۔ آنکھیں اگر بوجھل اور اُداس ہوں تو نظر لگنے کی علامت ہے۔ اور اگر مریض کو گھر میں خون کے دھبے نظر آئے ہوں یا اس کے کپڑوں پر خون نظر آیا ہو۔ طبیعت میں گراوٹ ہو۔ اور طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہو گیا ہو۔ گھر میں ناچاقی کی صورت پیدا ہو گئی ہو۔ کاروبار متاثر ہو وغیرہ تو یہ سب سحر اور جادو کی علامت ہیں۔ بالخصوص اگر مریض نماز اور دوسری عبادات سے تحیّر محسوس کرتا ہے اور اس پر سستی اور نحوست چھائی ہو تو سمجھئے کہ سفلی اور گندے عمل سے متاثر ہے۔ وغیرہ یہ اور ان جیسی دیگر علامات مریض پر ظاہر نہ ہوں تو جسمانی بیماری پر محمول کریں۔ اور جسمانی امراض کا علاج کریں۔ یا حکیم و ڈاکٹر سے رجوع کرنے کا مشورہ دیں۔

جب اس دور کے ڈاکٹر اور حکیم آج کل صرف علامات ہی پر اکتفا کر کے علاج کر رہے ہیں اور نباضی کی صفت تقریباً ختم ہو چکی ہے تو پھر روحانی علاج کے سلسلے میں نباضی کو فرض میں اور ناگزیر کیوں سمجھ لیا کوئی دانش مندی کی بات نہیں ہے بیشک پہلے زمانے کے وہ اطبا جو نبض پر انگلیاں رکھ کر یہ بتا دیا کرتے تھے کہ مریض کس

لوگ کی بیماری کا شکار ہے۔ اور یہ بیماری کیسے پیدا ہوئی ہے اپنے وقت کے مقبول ترین اطبا تھے لیکن اب تو زمانہ وہ ہے کہ طبیب مریض سے خود ہی پوچھتا ہے کہ اس نے کیا کیا پرہیز یاں کی ہیں۔ اور پھر مختلف علامات کی چھان بین کرنے کے بعد مرض کی تشخیص کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی اولتے بدلتے علاج سے مرض کی تشخیص کی جا نکاری حاصل کرتا ہے۔ یہی سب کچھ اگر روحانی علاج میں بھی کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ جب تک مرض کی تشخیص میں مہارت اور دسترس حاصل نہ ہو جائے اُس وقت تک علامات ہی پر روحانی علاج کرنے پر قناعت کریں۔ مریض کو متاثر کرنے کیلئے لمبے چوڑے دعوے اور اٹکل پچو باتیں کرنا شرعاً جائز نہیں۔

حرکاتِ عاملین کا گلہ

سوال از (ایضاً)

عملیات کی لائن میں جہاں جہاں بھی عاملین حضرات کام کرتے ہیں۔ میں نے اچھی طرح سے مشاہدہ و تجربے کے طور پر خوب دیکھا ہے قریب قریب تمام عاملین پر خدا کی لعنت و پھٹکار ہے اور ہر جگہ عاملین پر ذلت و رسوائی کا بول بالا دیکھا ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں میرے اندازے کے مطابق یہی زیادہ ہے کہ عاملین اکثر بغیر تشخیص و اندازے کے مریض کا علاج کرنا شروع کر دیتے ہیں یا حیلے بہانے کرکے کچھ مرض بتاتے چلے جاتے ہیں۔ اور جھوٹ بول کر کام کرتے ہیں جو کہ دیگر ہی کام شروع کرتے ہیں۔ فریب دے کر روپیہ وصول کرتے ہیں۔ کام شروع کرتے ہی اگر فوری طور پر کامیابی مل جانے پر بھی جھوٹ اور فریب دے کر روپیہ وصول کرتے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق ان تمام برائیوں کی وجہ سے ہی عاملین پر لوگوں کی ذلت و رسوائی چھائی ہوئی رہتی ہے۔

عاملین کو چاہئے کہ چاہے غیر مسلم ہی ہو۔ سچ بول میں کام کرنا چاہئے بغرض کچھ میں نہ آئے تو منع کر دینا چاہئے۔

جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ روحانی عملیات کی لائن کافی بدنام ہو گئی ہے۔ دراصل اس لائن میں اسی فیصد وہ لوگ دندنا رہے ہیں جنہوں نے اس لائن کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے کیلئے اپنی زندگی کی ایک رات بھی قربان نہیں کی جو لوگ آسمان الملائکہ کے بھی اہل نہیں ہیں وہ خود کو "عامل کامل" باور کرا رہے ہیں۔ ان جاہل عاملین نے ایک مقدس فن کو زبردست صدمہ پہنچایا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسے لوگوں کو عامل سمجھنا اور عامل کہنا بھی عملیات کی مکمل توہین ہے۔

اکابرین کی رائے میں نمازی ہوتے نہیں ٹوٹا۔ البتہ چور نمازی کی صورت اختیار کرکے مسجد میں آسکتا ہے۔ اسی طرح عامل کبھی دھوکے باز نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے کہ کوئی دھوکے باز عامل کی وضع قطع اختیار کرکے روحانیت کا مقدس استہ اختیار کرلے اور خدا کے بندوں کو اُلّو بنائے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگو جانا تو ہے ہی بُرا۔ لیکن جو لوگ محض شوق آرائی میں

مجبور ہے ہیں۔ وہ بھی کچھ کم قصور وار نہیں ہیں۔ غیب کی باتیں بیان کرنا جس قدر غلط ہے۔ اس قدر غلط غیب کی باتوں سے محظوظ ہونا بھی ہے۔

اس دور کے عوام و خواص کا حال یہ ہے کہ جب تک انہیں اِدھر اُدھر کی باتیں نہ بتائی جائیں اور جنگ زمین کے چھپے ہوئے رازوں اور سمندر کی گہرائی میں مدفون کرشمات کا ذکر خیر نہ کیا جائے تو یہ عامل سے مطمئن ہی نہیں ہوتے۔ اب بازاری عاملین نے اپنی دُکانوں پر وہی سودا رکھ لیا ہے جو وہ خرید رہے ہوں۔ جس معاشرے میں جھوٹ ہی کی پوچھ ہو اور لن ترانیوں ہی کی قیمت اٹھتی ہو۔ وہاں صرف وہی سچ بول سکتا ہے جو اپنی محنت کا صلہ مرنے کے بعد چاہتا ہے۔ جسے دنیا بنانی ہے وہ سچ بول کر لوگوں سے کیا لے گا۔

یہ دنیا کتنی بھی بُری ہو جائے۔ لیکن اچھے لوگوں سے کبھی خالی نہیں ہو سکتی۔ آج بھی روحانی عملیات کی لائن میں دو فیصد ہی سہی۔ قابل اعتماد لوگ موجود ہیں۔ اور اس کی پرواہ کئے بغیر کہ بھیڑ چھٹ جائے گی یا گھٹ جائے گی وہ صاف بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

آپ نے تو ایک لائن سے سبھی کو ہانک دیا ہے۔ اور تمام عاملین کو دھتکار قرار دے دیا ہے۔ اور اس پر بھی آپ آرزو مند ہیں خود عامل بننے کے۔ جب لائن اس قدر گندی اور مخدوش ہے تو اس طرف نہ آئیں تو بہتر ہے کسی اور لائن پر اپنا سفر شروع کریں۔ ویسے ہمارا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ اب دنیا میں کوئی بھی لائن ایسی نہیں ہے کہ جہاں صدق صد سچ اور حقیقت پسندی کا دور دورہ ہو۔ لائن پیری مریدی کی ہو، یا تدریس کی، تعلیم کی ہو یا تبلیغ کی، دینداری کی ہو یا دنیاداری کی جھوٹ، چرب زبانی، توہم پرستی اور مبالغہ آمیزی کا رنگ آپ کو ہر جگہ مل جائے گا۔

ہماری رائے یہ ہے کہ راستہ کوئی بھی اختیار کیا جائے۔ انسان کو صرف اپنی اصلاح کی فکر بنیادی طور پر ہونی چاہئے۔ اگر ہم کنول کا پھول بن جائیں گے تو ان شاء اللہ ارد گرد بکھری ہوئی کیچڑ بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی اور ہمارے دامن کو گدلا نہیں کر سکے گی۔ اور اگر ہم خود تو صاف نہ ہوں اور ساری دنیا پر تبصرے کرتے رہیں تو اس سے قطعاً کوئی مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ آپ عاملین پر تبرا کرنے کے بجائے خود کچھ بن کر دکھائیں۔ تاکہ آئینۂ عملیات پر جمی ہوئی گرد کچھ تو صاف ہو۔

رشتوں کی ضرورت

سوال از (نام نادرد) ——— ریاست رامپور

میری تین لڑکیاں ہیں۔ میری دو بڑی لڑکیوں کی شادی بہت ہی کم عمر میں ہو گئی۔ میری سب سے چھوٹی لڑکی کی شادی نہیں ہو پا رہی ہے۔ کئی جگہ سے بات چلتی ہے ختم ہو جاتی ہے۔ کئی مرتبہ عورتیں دیکھنے آئیں اور دیکھ کر چلی گئیں۔ بعد میں کوئی ذکر کرتیں۔ کئی جگہ عاملین کو دکھایا گیا۔ تعویذ وغیرہ گلے میں ڈالے قرآن کی

میں کئی سورتیں بتائیں وہ بھی پڑھیں۔ زیادہ تر سورۂ یوسف پڑھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کچھ لوگوں نے باتیں کرنے کو کہا وہ کرائیں، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ زیادہ تر فال میں علامت ہے کہ اس لڑکی کے اوپر کسی بزرگ کی نظر ہے۔ وہ شادی نہیں ہونے دیتے کبھی کبھی رشتہ آتا ہے ہمارے سے منع ہو جاتا ہے۔ آپ مجھے میری لڑکی کیلئے کوئی ایسا روحانی علاج بتائیں جو میں آسانی سے کر سکوں یا ادائی کر سکے جس بزرگ کی نظر ہے وہ راضی ہو جائیں اور شادی ہو جائے۔ اپنے گھر پر خوش و خرم رہے۔ آپ میرے اس خط کو ضرور اپنے خطوں میں شامل کریں۔ مجھے امید ہے آپ میرے اس خط کا جواب ضرور دیں گے۔

جواب بدھ کے دن سورۂ یوسف ایک مرتبہ جمعرات کے دن سورۂ رحمٰن تین مرتبہ اور جمعہ کے دن سورۂ احزاب ایک مرتبہ پڑھ کر لڑکیوں کے رشتوں کی دعا کریں۔ تینوں دن عصر کی نماز کے بعد تلاوت کریں۔ ان شاء اللہ تین ماہ کے اندر رشتے آئیں گے اور مناسب جگہ رشتے طے ہو جائیں گے۔ پورے یقین کے ساتھ یہ عمل کریں صرف تجربہ نہ کریں۔ اور پھر کلام اللہ کی برکت دیکھیں۔ ہم نے کئی حضرات کو یہ عمل کرا کر دیکھا ہے ہمیشہ کامیابی ملی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ آپکو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

اور رہی بزرگوں کی نظر والی بات تو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ ان باتوں کی حقیقت بس خدا ہی جانتا ہے۔ ہم تو ان باتوں کے قائل نہیں ہیں۔ اور بزرگوں کو ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ لڑکیوں پر نظریں رکھیں گے اور ان کی شادیوں میں روڑے اٹکائیں گے ایسا تصور رکھنا تو بزرگوں کی توہین کرنے کے برابر ہے۔ بہتر ہے کہ آپ بھی اس طرح کے تصورات سے باز آئیں۔ اور اپنے مالک و مختار سے فریاد کریں۔ وہی ہر کشتی کو سنبھالنے کی قدرت رکھتا ہے۔ آپ اس پر اور اس کے کلام پر بھروسہ کریں گی تو ان شاء اللہ مایوسی کا منہ دیکھنا نہیں پڑے گا۔

اپنے حق کی پامالی کی فکر

سوال از: ——— (نام از راہ مصلحت حذف کر دیا گیا)

حسن الہاشمی صاحب! دُکھ والوں کے مدد کرنے والے اللہ آپ کی مدد کرے آمین ——— عرض گزارش یہ کہ میں ہمیشہ ہی اچھی کتابوں میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ مثلاً خاتون مشرق، پاکیزہ آنچل۔ ایک روز اچانک میری نظر طلسماتی دنیا پر پڑی۔ میں پانچ مہینے سے لگاتار پڑھ رہی ہوں۔ اور ان شاء اللہ پڑھتی رہوں گی۔ یقین جانیے پڑھ کر اتنی دعا نکلی کہ ہاشمی صاحب اللہ آپکے ہر نیک مقصد کو پورا کرے آمین۔

عرض یہ ہے کہ میرے شوہر اور ان کے بڑے بھائی میرے جیٹھ دونوں کا گھر ہے۔ لیکن ہمارے شوہر کے بڑے بھائی حصہ دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ بڑی عمر ۱۷ سال ہے۔ شادی ہوئے دو سال ہو گئے۔ یہ دو سال میں نے کیسے گزارے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ میرے جیٹھ کی بڑی بچی مجھے بہت تنگ کرتی ہے۔ طرح طرح کے طعنے مارتی ہے۔ یہ سب اس لئے کہ وہ ہی یوں زلالی بات آتے وہ شوہر سے میں الجھتی باتیں کہتی تو علاج اور اجتماعی کر کے آپ سے طلسماتی دنیا میں لکھا ہے کہ آپ نے پوری بات نہیں بتائی ——— میں بہت امید سے آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے مایوس مت کریں مجھے کوئی آسان سا عمل بتا دیجئے جس سے میرا حق مجھے مل جائے۔ میں آپ کو ذرا سی عمر بتا دوں۔ ایک بات اور کچھ تعویذ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پانی میں ڈال کر پلا دو۔ کام ہو جائے گا۔ ہمارے یہاں تو بات چیت بند ہے اس لئے کوئی پڑھنے کا عمل بتا دیجئے۔ نومبر کے مہینے میں میرا جواب بھیج دیجئے۔ تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی کیونکہ میں بہت پریشان ہوں۔ اللہ آپ کی بھی ہر پریشانی دور کرے۔

میرے خط کا جواب طلسماتی دنیا میں ضرور دیجئے گا۔ میں انتظار کروں گی۔

جواب روزانہ عشاء کی نماز کے بعد سات مرتبہ سورۂ فاتحہ اور بسم اللہ شریف پڑھیں اس کے بعد ۳۱۳ مرتبہ یہ آیت نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ اس کے بعد پھر سورۂ نصر سات مرتبہ پڑھیں۔ اس عمل کے شروع اور آخر میں تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس عمل کو مکمل کرکے روزانہ اللہ سے دعا کریں کہ آپ کا حق آپ کو آسانی سے مل جائے۔ ۲۱ دن یا تین ماہ تک لگاتار اس عمل کو کریں جن دنوں میں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ ان دنوں میں اس عمل کو ترک کریں۔ ان شاء اللہ اس عمل کی برکت سے آپ کے شوہر کو اپنا حق مل جائے گا۔ اور آپکے جیٹھ وغیرہ آپ کے حق میں نرم ہو جائیں گے۔

اولاد نہ ہونے کا غم بھی ہے

سوال از: (ایضاً)

مجھے اولاد بھی نہیں ہے۔ آپ یقین مانئے یہ خط لکھتے وقت آنسو بھر آئے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ میں اپنے کسی ہمدرد کو دُکھ سنا رہی ہوں۔ خدارا میرا مسئلہ حل کر دیجئے۔ نومبر کے مہینے میں تھوڑی جگہ دے کر شکریہ ادا کرنے کا موقع عطا کریں۔ میرا خط پڑھ کر ہنسیے گا مت کیونکہ مجھے اردو لکھنا بالکل نہیں آتا ہے۔

ایک شعر عرض ہے۔

وہ دل ہی کیا جسے محسوس ہو نا اپنا ہی درد
دل تو وہ ہے جو دوسروں کا درد بھی جسے دل میں ہو

اب میں آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

جواب اولاد کیلئے جولائی ۲۰۰۵ء کے شمارے میں اولاد کا جو عمل دیا گیا تھا وہ بہت کامیاب عمل ہے۔ اس عمل کو ایک بار پھر کریں اور عمل کے بعد اگلے ہی دن ایک کلو چھنے چنے کسی بچوں میں تقسیم کریں۔ اگر گھر کے بچے یا محلے کے بچے ہی چنے لے لیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن کوشش اس بات کی کریں کہ غریب بچوں کو یہ چنے ملیں۔ یہ دراصل اس عمل کی زکوٰۃ ہے۔ امید ہے کہ اس مرتبہ آپ ضرور

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گی اس مرتبہ بھی اگر خدانخواستہ کامیاب نہ ہوں تو پھر جوابی بند لفافہ لکھیں ہم اولاد کیلئے نقش روانہ کریں گے اور اس کی برکت سے آپ کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا کر دیں گے۔

مفرد عدد بھی بتایئے

سوال از: اختر النساء — ۲۵ املک بازار دہلی ۶

میرا لڑکا احمد کمال، تاریخ پیدائش ۵ اپریل ۱۹۸۲ء (بروز جمعہ) بارہویں جماعت کا طالب علم ہے۔ حافظ قرآن ہے۔ اور پابند نماز بھی — اس کو میرا میڈیکل میں بھیجنے کا ارادہ ہے جس کے ٹیسٹ دسمبر سے شروع ہو جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ ایسا بتائیں جسے میں پڑھ سکوں اور اسی سال ہی میڈیکل کالج میں داخل ہو جائے کم وقت کی کوئی چیز وہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کا مفرد عدد بھی بتلایئے گا نیز اس کی خصوصیات وغیرہ — کچھ دعائیں وغیرہ تو پڑھتی ہوں۔

جواب احمد کمال سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی کے مختلف امتحان اور آزمائش کے وقت "یا اللہ یا لطیف یا خبیر" ۴۴ مرتبہ روزانہ پڑھا کریں۔ اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔ اگر انہوں نے اس وظیفے کو اپنے روز مرہ کے معمولات میں شامل کر لیا تو ہمیں یقین ہے کہ ان کو زندگی کے کسی بھی معاملے اور آزمائش میں ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا وہ ہر جگہ سرخرو رہیں گے۔ اور ہر معاملے میں کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

آپ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد یا اللہ یا لطیف یا ناصر ۱۰۰ مرتبہ پڑھا کریں اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں اور پھر احمد کمال کے داخلے کی دعا کریں۔ انشاء اللہ آپ کی آرزو پوری ہوگی۔ اور میڈیکل کالج میں داخلے کی سہولتیں فراہم ہو جائیں گی۔

احمد کمال کا مفرد عدد ۵ ہے اور ۵ کا عدد مکمل اور کامیاب عدد ہے ہر انگریزی مہینے کی ۵، ۱۴ اور ۲۳ تاریخیں آپ کے صاحبزادے کیلئے اہم ثابت ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

بہن کی شادی کا مسئلہ

سوال از: (ایضاً)

میری بہن کی شادی نہیں ہوتی ہے۔ سرٹیفکیٹ وغیرہ میں شمیم سلطانہ نام ہے والدہ کا نام رابعہ سلطانہ۔ گھر میں اور خاندان والے نام رکھتے ہیں۔ ایک لڑکا بھی ہے نظر میں منیر کمال۔ ایسی چیز پڑھنے کیلئے بتایئے کہ ان کی شادی ہو سکے۔ یا اس لڑکے سے نہیں تو کسی اور جگہ انتظام ہو جائے — پڑھنے کیلئے مجھے بتایئے۔ میں ہی پڑھ سکتی ہوں کہ دونوں شادی کیلئے راضی ہو جائیں۔ بس کسی مناسب جگہ شادی چاہتی ہوں۔ بہن کو بہت پریشانی ہے۔ ضرور کچھ بتایئے گا۔

جواب جمعرات کا دن گزار کر جو رات آتی ہے اس میں عشاء کے بعد دو نفل بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں اور دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں یہ دعا تین سو مرتبہ پڑھیں۔ یَا اللّٰہُ یَا رَبُّ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِکَ اَسْتَغِیْثُ اور اس کے بعد دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شمیم سلطانہ کا من پسند یا مناسب رشتہ طے کرا دیں۔ انشاء اللہ، ۷ جمعراتوں تک یہ عمل کرنے سے رشتہ کسی مناسب جگہ طے ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ من پسند جگہ ہی طے ہو جائے۔ حق تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

کیا ایک عمل سب کے لئے کافی ہے

سوال از: (ایضاً)

مختلف لوگ آپ سے مختلف سوال کرتے ہیں۔ دینی مسائل دوسروں کے بھی ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ چیز جو آپ کسی مخصوص شخص کے جواب میں بتاتے ہیں، وہ دوسرے بھی پڑھ سکتے ہیں؟ اور کیا ان کا اتنا ہی اثر ہوگا جتنا اس مخصوص شخص پر جس کا آپ نے جواب دیا ہے۔

جواب ایک دوا تمام مریضوں کیلئے خواہ وہ ایک ہی طرح کے مرض میں مبتلا ہوں، مفید نہیں ہو سکتی۔ دوا اور مرض ایک ہونے کے ساتھ اگر مریضوں کے مزاجوں میں یکسانیت ہوگی تو بات بنے گی۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح روحانی عملیات میں بھی مزاج اور شخصیت کے بدل جانے سے بات بدل جائیگی۔ کسی کیلئے "یا لطیف" سو مرتبہ پڑھنا کافی ہوتا ہے۔ اور کسی کیلئے پانچ سو مرتبہ پڑھنا بھی کافی نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص کا نام، مزاج اور نام کے اعداد مختلف ہوتے ہیں۔ البتہ بعض وظائف اور عملیات یکساں طور پر مفید ہوتے ہیں۔ اور سبھی لوگ ان کو یکساں طور پر پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بہتر ہے کہ روحانی ڈاک میں دیئے گئے جوابات کو اپنی الجھن کا حل سمجھنے کے بجائے ہم سے ضرور رجوع کر لیں۔ اسی میں عافیت و بھلائی ہے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ جو طریقۂ علاج زید کیلئے مفید ہو وہ خالد کے لئے مفید نہ ہو۔ کیوں کہ زید اور خالد کے ناموں میں اور مزاجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

عملیات سے نابلد لوگوں کی حالت

سوال از: محمد سلیم — دہلی۔

بعض لوگ طلسماتی دنیا کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور بعض لوگ اسکی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عملیات انسان کو گمراہی کا راستہ دکھاتے ہیں آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں۔

جواب بات یہ ہے کہ جو لوگ بینائی سے محروم ہوتے ہیں وہ روشنی کی قدر و قیمت نہیں پہچان سکتے اور روشنی ان کی آنکھوں میں چمک پیدا کر سکتی ہے لیکن انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اسی طرح جو انسان اس علم سے محروم ہے وہ اسکی مخالفت کرنے لگتا ہے اور عیب لگاتا ہے جہل پر شرمندہ ہونے کے بجائے اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کیلئے علم ہی کو نشانہ بنا لیتا ہے اور ہمارا معاملہ تو ہر مدح و ذم اور تعریف و تنقیص سے بالاتر ہو کر خدمت خلق کرتے رہنا ہے۔ اور خلوص نیت کا صلہ صرف اللہ سے چاہتے ہیں۔

قسط ۱۰۱ — درس نمبر ۱۰۱

درس عملیات

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

قرآن حکیم کی آیات کی زکوٰۃ کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آیت کریمہ کو ۲۵۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھیں اور چالیس دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں۔ اور اگر ۲۵۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنا ممکن نہ ہو تو ۱۰۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھ کر ۱۲۵ دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں۔

آیات کریمہ کی زکوٰۃ اگر سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر ادا کر دی جائے اور پھر اس آیت کو حتی المقدور روزانہ تلاوت میں رکھا جائے تو مزید کسی زکوٰۃ کی احتیاج نہیں رہتی۔ اور اس آیت کے نقش کیلئے بھی الگ سے کسی اور زکوٰۃ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہی زکوٰۃ نقوش میں بھی اپنا اثر دکھا دیتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد عامل کی زبان میں ایک طرح کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور طالب عامل سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر اس میدان میں کود پڑتے ہیں، انہیں قدم قدم پر ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ان کے عمل اثر سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے مشائخ نے زکوٰۃ پر پورا زور دیا ہے۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر اس لائن میں قدم رکھنے کو نامناسب بھی قرار دیا ہے اور ناجائز بھی۔

عامل کو سب سے پہلے حروف تہجی کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک حرف کو بالترتیب ۱۱۱۱ مرتبہ پڑھیں۔ یہ زکوٰۃ اصغر ہے — اور زکوٰۃ اکبر کا طریقہ یہ ہے کہ ہر حرف کو بالترتیب ۴۴۴۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ فی زمانہ اگر حروف کی زکوٰۃ اصغر ہی ادا کر دی جائے تو یہی کافی ہے اور اس کے بعد ہر حرف صرف ۴۰ مرتبہ پڑھتے رہنے چاہیئے۔

زکوٰۃ کی شروعات اس دن کی جائے جب قمر منزل شرطین میں ہو — یعنی اس دن جس دن قمر منزل شرطین میں ہو حرف الف کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کے بعد بالترتیب تمام حروف کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

اس کا پورا خاکہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ شائقین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی دشواری نہ ہو۔

ت	حروف	منازل قمر	طریقۂ زکوٰۃ
۱	ا	شرطین۔	اجب یا اسرافیل بحق الف۔
۲	ب	بطین۔	اجب یا جبرائیل بحق با۔
۳	ج	ثریا۔	اجب یا کلکائیل بحق جیم۔
۴	د	دبران۔	اجب یا دردائیل بحق دال۔
۵	ہ	ہقعہ۔	اجب یا دوریائیل بحق ہا۔
۶	و	ہنعہ۔	اجب یا رفتمائیل بحق واؤ۔
۷	ز	ذراعہ۔	اجب یا شرقائیل بحق زا۔
۸	ح	نثرہ۔	اجب یا تنکفیل بحق حا۔
۹	ط	طرفہ۔	اجب یا اسمائیل بحق طا۔
۱۰	ی	جبہہ۔	اجب یا سرکیطائیل بحق یا۔
۱۱	ک	زبرہ۔	اجب یا حردنائیل بحق کاف۔
۱۲	ل	صرفہ۔	اجب یا طاطائیل بحق لام۔
۱۳	م	عوا۔	اجب یا رمائیل بحق میم۔
۱۴	ن	سماک۔	اجب یا حولائیل بحق نون۔

ت	حروف	منازل قمر	طریقۂ زکوٰۃ
۱۵	س	غفر۔	اجب یا ہمواکیل بحق سین۔
۱۶	ع	زبانا۔	اجب یا لومائیل بحق عین۔
۱۷	ف	اکلیل۔	اجب یا سرحمائیل بحق فا۔
۱۸	ص	قلب۔	اجب یا اہجمائیل بحق صاد۔
۱۹	ق	شولہ۔	اجب یا عطرائیل بحق قاف۔
۲۰	ر	نعائم۔	اجب یا امرائیل بحق را۔
۲۱	ش	بلدہ۔	اجب یا ہمرائیل بحق شین۔
۲۲	ت	ذابح۔	اجب یا عزرائیل بحق تا۔
۲۳	ث	بلع۔	اجب یا میکائیل بحق ثا۔
۲۴	خ	سعود۔	اجب یا سیکائیل بحق خا۔
۲۵	ذ	اخبیہ۔	اجب یا اہرائیل بحق ذال۔
۲۶	ض	مقدم۔	اجب یا عطکائیل بحق ضاد۔
۲۷	ظ	مؤخر۔	اجب یا لوزائیل بحق ظا۔
۲۸	غ	رشا۔	اجب یا لوخائیل بحق غین۔

قسط ۵

نبیوں کی شریکِ حیات

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

رحمت زوجہ ایوب علیہ السلام

رحمت افرائیم کی بیٹی اور حضرت یوسف کی پوتی تھیں۔ بعض مؤرخین نے ان کا نام ماخیر اور ان کے باپ کا نام منشا تحریر کیا ہے۔ منشا دراصل افرائیم کے بھائی تھے۔ گویا اسی قول کو اکثر مؤرخین نے ادا کیا ہے۔

حضرت رحمت دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ صبر و شکر کرنے والی تھیں۔ ان میں استقلال و استحکام کی جو اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں، وہ بہت کم عورتوں میں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں برس گزر جانے کے باوجود آج تک ان کے صبر و شکر کی مثالیں دی جاتی ہیں اور انہیں عزت و احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ دنیا میں جب بھی کسی ایسی عورت کا ذکر ہوگا جو اپنے شوہر کی ہر حال میں فرمانبردار ہو تو اس وقت حضرت رحمت کو بھی ضرور یاد کیا جائے گا کیونکہ انہوں نے اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کے ساتھ وفا اور اطاعت گزاری کا مظاہرہ کیا۔

اب تک شام و روم اور مصر و عرب میں حضرت رحمت کے حسن و جمال کی کہانی کے ساتھ ساتھ ان کی وفاداری اور استقلال ضرب المثل ہے اور قیامت تک ضرب المثل ہی رہے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام ایک تندرست، خوبصورت، خوش حال، کثیر الاولاد اور وجاہت والے شخص تھے۔ آپ اکثر مسافروں، کمزوروں اور محتاجوں پر اپنا وقت اور مال بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے۔ اور ان کی بیوی حضرت رحمت بھی فیاضی، سخاوت اور دیگر نیک کاموں میں ان کے قدم بقدم چلا کرتی تھیں۔ اسی خوشحالی، مالداری اور سخاوت و فیاضی کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی کے اسّی سال گزارے۔ اس کے بعد ان کی آزمائش کا دور شروع ہوا جو تاریخ انسانی کی ایک اہم یادگار ہے۔[1]

تمام اولاد اور مویشی فنا ہو گئے اور ساری دولت و جائداد میں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اور صرف یہ کہ دولت ضائع ہو گئی بلکہ وہ خود ایسے موذی مرض کا شکار ہو گئے کہ جسم میں ایک پھوڑا نکلا وہ بڑھتے بڑھتے پورے جسم میں پھیل گیا پھر سڑ گیا۔ اور آپ کے بدن میں کیڑے پڑ گئے جب آپ کی بیماری طول پکڑ گئی تو رشتے داروں نے اور بستی کے لوگوں نے آپ کو بستی سے باہر پہنچا دیا۔ جنگل میں ایک جھونپڑی میں لاکر ان کو ڈال دیا۔ وہ یہاں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں پڑے رہے۔ کوئی یار و مددگار ساتھ نہیں تھا۔ سبھی قرابت داروں اور دوستوں نے آپ سے دوری اختیار کر لی تھی۔ اور ہر کوئی آپ سے آپ کے موذی مرض کی وجہ سے گھن کرتا تھا۔ اس نازک وقت میں حضرت رحمت آپ کے ساتھ رہیں۔ اور صبر و ضبط کے ساتھ آپ کی خدمت کرتی رہیں۔

حضرت رحمت شہر جاتیں، مزدوری کرتیں۔ اور پھر اپنے شوہر کے لئے غذا اور دوا کا بندوبست کر کے شام کو واپس آتی تھیں۔ کچھ عرصے کے بعد یہ ہوا کہ حضرت رحمت کو لوگوں نے کام دینا بند کر دیا۔ اب معاش کی بالکل ہی تنگی ہو گئی۔ اور فقر و فاقہ کی نوبت آگئی۔

حضرت رحمت کے بال بہت لمبے تھے، اور ایک عورت ان کے بالوں پر فریفتہ تھی۔ جب آپ کا روزگار مفقود ہو گیا تو ایک دن اچانک حضرت رحمت کو وہ عورت ملی، اس نے حضرت رحمت کو کچھ رقم دے کر ان کے بالوں کی لٹیں کٹوا لیں۔ جب حضرت

---

[1] حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایک دن شیطان لعین نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا کہ اے رب تیرا بندہ ایوب جو تیری عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے اظہار ہمدردی کرتا ہے صرف اس لئے ہے کہ تو نے اسے ہر طرح سے نواز رکھا ہے، پھر بھی اگر مجھے اس کے قریب جانے دے تو میں اسے تیری عبادت سے روک دوں گا۔ اللہ نے شیطان کو حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیا اور دیکھا کہ حضرت ایوب عبادت میں مشغول رہے۔ شیطان نے چاہا کہ حضرت ایوب کو معاذ اللہ گمراہ کرے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا ——— اس کے بعد شیطان نے

اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ایوب کے ثابت قدم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے انہیں مال و منال سے سرفراز کر رکھا ہے۔ اگر تو انہیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دے اور ان سے اولاد کا سکون واپس لے لے تو پھر میں انہیں ورغلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا ——— اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی عظمت و وفا ثابت کرنے کے لئے ان کو امتحان میں مبتلا کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ ان کے مویشی کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔ اولاد بھی کثیر تھی اور مال کثیر تھا، جو سبھی مر گئے۔ مکانات منہدم ہو گئے اور دولت ضائع ہو گئی۔ اور آپ کو جس وقت تباہی کی اطلاع ملی کہ تمہارا ریوڑ بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے، اور ایک ایک کر کے سب مر گئے ہیں۔ مکانات پے در پے زلزلے آنے کی وجہ سے گر گئے ہیں۔ اور مال و دولت سب کا سب ختم ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ایوب نے فرمایا: جس نے دیا تھا اسی نے لے لیا، غم اور رنج کی بات ہی کیا ہے۔ آپ جب یہاں ثابت قدم رہے تو شیطان نے کہا کہ ابھی اولاد باقی ہے جب اولاد نہیں رہے گی تو آپ کا دل سکون سے برگشتہ ہو گا۔ اور آپ کا ایمان ڈگمگا جائے گا چنانچہ آپ کے سب بچے بھی مکان کے نیچے

رحمت حضرت ایوبؑ کے پاس واپس آئیں تو آپ نے دیکھا کہ حضرت رحمت کے بال (اُن کے) کٹے ہوئے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے بالوں کے کم ہونے کی وجہ پوچھی تو بی بی رحمت نے فرمایا کہ میں نے آپ کی غذا اور دوا کی خاطر اپنے بال ایک عورت کو فروخت کر دیئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ایوبؑ کو بہت دکھ ہوا لیکن آپ نے صبر و ضبط کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

معاش کے ذرائع بند ہونے کے بعد حضرت رحمت نے بھیک بھی مانگی۔ یہ وہ خاتون تھیں جو بستی میں رہائش اور اپنی ثروت حضرات سے اپنے بیمار شوہر کی خاطر اپنا دامن پھیلاتی تھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام بالکل بے بس بنے رہتے تھے۔ انہیں اپنی بیوی کی آمد و رفت اور لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر بڑا دکھ ہوتا تھا لیکن وہ بالکل مجبور و معذور تھے۔ اس لئے خاموش رہتے تھے۔ ایک دن بی بی رحمت حسبِ معمول جب گھر سے نکل کر بستی کی طرف جا رہی تھیں تو شیطان راستے میں ملا اور اس نے بہکانے کی کوشش کی۔ اور پوچھا کہ بی بی تمہارے شوہر کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ بی بی رحمت نے جواب دیا کہ فلاں جگہ ایک جھونپڑی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور شدید بیمار ہیں ـــــ شیطان نے کہا۔ کیا تمہیں اب وہ وقت یاد نہیں جب تمہارے بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ تمہارے پاس کثیر دولت تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں اونٹ، گائے اور بکریاں تھیں۔ غرضیکہ دنیا کی ہر عیش و راحت تم لوگوں کو میسر تھی۔ اور اب تمہارا حال یہ ہے کہ ٹکڑے کے لئے ہاتھ پھیلاتی پھرتی ہو۔ اور تمہارے شوہر کسی بھی کروٹ کے نہیں رہے۔ آخر ایسی زندگی سے کیا فائدہ۔ یہ مصائب تو دائمی ہیں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ انسان مر جائے۔ یہ سن کر بی بی رحمت رو پڑیں۔ اور آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ شیطان نے سمجھ لیا کہ میرا تیر نشانے پر لگ گیا۔ اب میں آسانی سے رحمت کو بہکا لوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک بکری کا بچہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ اس بچے کو لے جاؤ۔ اور اپنے شوہر سے کہو کہ وہ اسے میرے نام پر ذبح کر دیں۔ اور انہوں نے ایسا کر دیا تو وہ بہت جلد شفا یاب ہو جائیں گے۔ اور تمہاری مصیبت کے دن گزر جائیں گے۔

بی بی رحمت دوڑی دوڑی حضرت ایوبؑ کے پاس آئیں اور بولیں کہ تم اپنے رب سے بار بار دعا کرتے ہو اور وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور مجھ سے اب تمہاری مصیبت دیکھی نہیں جاتی۔ مجھے آج ایک شخص ملا تھا جو یہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے نام پر بکری کا بچہ ذبح کر دو۔ تو تمہارے مصائب کے دن ختم ہو جائیں گے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ اگر ہم اس کی بات مان لیں گے تو ہمیں ان دکھوں سے نجات مل جائے گی۔

یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام تاب نہ لا سکے۔ اور بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے پھر آپ نے تڑپتے اور بلبلاتے ہوئے کہا ـــــ رحمت! تجھے اللہ کے دشمن نے بہکا لیا ہے۔ میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ وہ دولت اور راحت جو کل ہمارے پاس تھی، وہ کس کی عطا کردہ تھی۔ بی بی رحمت نے جواب دیا۔ اللہ کی۔ حضرت ایوبؑ نے فرمایا اور وہ ہاں کتنے دن ہمارے پاس رہی۔ بی بی رحمت نے فرمایا۔ اسی برس۔ حضرت ایوبؑ نے پوچھا کہ مصائب کو مسلط ہوئے ہم پر کتنا عرصہ ہوا۔ بی بی رحمت نے کہا سات برس۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی بندی۔ اگر مصیبت کا عرصہ اسی برس سے زیادہ ہو جاتا۔ تب بھی تو غیر اللہ کے آگے سر جھکانا اچھی نہیں۔ ابھی تو صرف سات سال ہوئے ہیں۔ جب کہ تو نے اسی برس تک خوشحالی دیکھی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں ٹھیک ہو گیا تو تجھے اس بات کی پاداش میں سو کوڑے لگاؤں گا۔ اور جا تو اب یہاں سے چلی جا۔ اب تیری رفاقت کو میں پسند نہیں کروں گا۔ اسکے بعد حضرت بی بی رحمت بھی آپ سے رخصت ہو گئیں۔

لے دیکے آپ کے پاس ایک ہی ذات تھی وہ تھیں آپ کی شریک حیات اور جب وہ بھی جدا ہو گئیں تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ـــــ اے رب مجھے بیماری نے گھیر رکھا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا امتحان لے لیا تھا۔ اور آپ اس امتحان میں پوری طرح کامیاب ہو چکے تھے۔ اب رحمتِ خداوندی کو جوش آ گیا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی۔ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ۔ اپنے پیر کو زمین پر مارو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پیر کو اسی وقت زمین پر مارا تو وہاں سے پانی جاری ہو گیا۔ پھر حکم ہوا کہ اس پانی سے غسل کرو۔ آپ نے اس پانی سے غسل کیا۔ اور غسل کرنا تھا کہ آپ بالکل صحت مند ہو گئے۔ جسم پر کہیں بھی بیماری کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ آپ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور توانا دکھائی دینے لگے۔ آپ نے سجدے میں جا کر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اور اس کے بعد آپ جھونپڑی سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ اور اسی وقت اللہ نے اس جھونپڑی کو عالیشان محل کی صورت عطا کر دی۔

اب بی بی رحمت کا حال سنئے۔ بی بی رحمت شوہر سے بچھڑ گئے اور حکم دینے کی وجہ سے ان سے جدا تو ہو گئی تھیں۔ لیکن پھر آپ کو اس بات کا احساس ہوا کہ جنگل بیابان میں ان کا یوں بے یار و مددگار رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے سوچا کہ میں جا کر اپنے شوہر کی خدمت کروں گی اور اپنی غلطی کی ان سے معافی تلافی کروں گی۔ یہ سوچ کر آپ واپس اپنے شوہر کی طرف چلیں۔ لیکن جب وہ وہاں آئیں جہاں اپنے شوہر کو چھوڑ کر گئی تھیں تو انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ وہاں جھونپڑی کی جگہ ایک محل کھڑا تھا۔ اور حضرت ایوبؑ وہاں انہیں نظر نہیں آئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ حضرت ایوبؑ نے بی بی رحمت سے پوچھا کہ رونے کی وجہ کیا ہے۔ بی بی رحمت نے جواب دیا کہ یہاں ایک جھونپڑی تھی اور اس میں ایک شخص بیمار تھا۔ اور وہ میرا

گر جانے کی وجہ سے اچانک شہید ہو گئے۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ اللہ کی امانت تھی۔ اور فرمایا الصبر مفتاح الفرج صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ شیطان نے یہ دیکھ کر کہا ابھی کیا بگڑا ہے ابھی ان کی صحت و تندرستی برقرار ہے۔ جب یہ بیمار پڑیں گے تب میں دیکھوں گا کہ کیسے اللہ کی نافرمانی اختیار نہیں کرتے۔ آخر جب آپ نے بھی استقامت ثابت کر دی تو ان پر بیماری مسلط کی گئی یہاں تک کہ بستی کے لوگوں نے ان کو نکال دیا اور ایک جگہ رکھ دیئے گئے۔ لیکن آپ نے دامن صبر کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ـــــ اللہ ہر مسلمان کو آپ کی تقلید کی توفیق دے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

شوہر تھا اب دیکھو وہ کہاں ہے۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔

حضرت ایوبؑ نے فرمایا: رحمت ذرا غور سے دیکھو میں ہی ایوب ہوں اللہ نے تمہارے جانے کے بعد مجھے صحت مند اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت کر دیا ہے۔ اسی لیے تم مجھے پہچان نہیں سکیں۔

یہ سن کر حضرت رحمت نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو نظر بھر کر دیکھا تو پہچان گئیں۔ اور بے اختیار ان سے لپٹ گئیں۔ اور اللہ نے اس کے بعد ان کی چھنی ہوئی تمام نعمتیں ان کو پھر واپس کر دیں۔ اور صبر و شکر کے بدلے میں پہلے سے کہیں زیادہ انعام و اکرام سے نوازا۔

اور پھر وحی نازل فرمائی کہ اے ایوب تم نے ٹھیک ہو جانے پر اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی نہیں وہ قسم بھی پوری کرنی چاہئے۔ اور اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ تمہاری بیوی رحمت نیک وفادار اور صبر و شکر والی ہے۔ چنانچہ اللہ ہی نے یہ صورت بتائی کہ سو تنکوں کی ایک جھاڑو بنا کر رحمت کے مارو اس طرح تمہاری بات بھی پوری ہو جائے گی اور رحمت کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہو سکے گی۔

حضرت ایوب اور رحمت علیہا السلام اس کے بعد کافی عرصے تک زندہ رہے اور اللہ نے آپ دونوں کو بہت اولاد عطا کی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ قرآن حکیم میں سورہ ص میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ (باقی آئندہ)

کیا ہاتھ کی لکیریں بولتی ہیں؟

پامسٹری ہاتھ کی لکیروں کا علم ایک مستند علم ہے ۔ اس علم کے کئی نام ہیں ۔ اسے سامدرک بھی کہتے ہیں ۔ اسی کو "علم الید" بھی کہا جاتا ہے اور اسی کو پامسٹری کا نام دیا جاتا ہے ۔ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور منطقی حضرات بھی اس علم کو صحیح مانتے ہیں ۔ اور ان کی قابل قدر تصانیف اس علم کے بارے میں موجود ہیں ۔ فی الحقیقت یہ بڑا وسیع علم ہے اور علم جفر کی طرح یہ تھوڑے سے سمجھ میں نہیں آتا ۔ یہ علم ایسا ہے کہ ہر شخص کے ہاتھ اور اسکے خطوط دیکھ کر کچھ سمجھ آسکتا ہے ۔ جس طرح دنیا میں ہر شخص کی صورت اور سیرت جدا ہے اسی طرح ہاتھ کی لکیریں بھی ہر شخص کی جدا ہوتی ہیں ۔

ہاتھ کی لکیروں میں وقتاً فوقتاً تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے ۔ اور یہ تغیر و تبدل واقعات اور حوادث کے ماتحت ہوتا ہے ۔ علمائے سامدرک نے ہاتھ کی لکیروں ہی تک اس علم کو محدود نہیں رکھا ہے بلکہ پیشانی کی لکیریں بھی اسی بحث میں آتی ہیں ۔ جس شخص کی پیشانی پر کوئی لکیر نہ ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسکی زندگی کم ہے ۔ ایسا شخص اگرچہ صاحب علم و ہنر، متواضع اور بااخلاق ہوتا ہے ۔ لیکن زندگی کم ہوتی ہے ۔ علمائے سامدرک نے یہ بھی کہا ہے جس شخص کی پیشانی پر ایک بھی لکیر نہ ہو تو ایسا شخص ۲۵ سال کی عمر پاتا ہے ۔ لیکن اگر اس کی موت ۲۵ سال کی عمر میں نہ ہو تو پھر اس کی عمر اسی سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے ۔ اور جس شخص کی پیشانی پر ایک لکیر ہو تو اس کی عمر ۳۰ سال تک ہوتی ہے ۔ اگر دو لکیریں پڑ گئیں تو عمر ۴۰ سال تک ہوگی اگر تین خط پڑیں تو عمر ۶۰ سال ہوگی اگر چار خط پڑیں تو عمر اسی سال تک ہوگی اور اگر پانچ خط پڑیں تو عمر سو سال تک ہوگی ۔ انشاء اللہ

جس شخص کی ہاتھ کی لکیریں چھوٹی چھوٹی ہوں اور نشانات مدھم ہوں ۔ اور ہاتھ کا رنگ سرخی مائل نہ ہو تو ایسے شخص کی زندگی افلاس اور مصیبت میں بسر ہوتی ہے ۔ اگر ہاتھ میں خط کم ہوں اور ہتھیلی سیاہی مائل ہو تو یہ مفلسی کی علامت ہے ۔ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس جو لکیر ہتھیلی کی جڑ سے نکل کر پہلی انگلی تک چلی جاتی ہے ۔ یہی لکیر عمر کی لکیر ہے ۔ اگر یہ لکیر صاف صاف آخر تک چلی جائے تو ایسے شخص کی عمر طبعی ہوگی ۔

یہ لکیر جہاں سے قطع ہوگی وہیں موت کا خطرہ ہوگا ——— یہ لکیر جس قدر صاف ہوگی اسی قدر زندگی آسودگی اور اطمینان میں بسر ہوگی ۔ سب سے چھوٹی انگلی کی جڑ میں جس قدر لکیریں سیدھی اور کھڑی ہوتی ہیں ۔ اسی قدر لڑکے پیدا ہوتے ہیں ۔ اور جس قدر ٹیڑھی اور چھوٹی لکیریں ہوتی ہیں ۔ اسی تعداد میں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ اگر اس انگلی کے نیچے جگہ بالکل صاف ہے اور کوئی لکیر نہیں ہے تو اس کے اولاد نہیں ہوتی ہے اگر لکیر ہے لیکن ٹوٹی ہوئی ہے تو اولاد کم زندہ رہتی ہے ۔ اگر لکیر پیچ در پیچ ہے تو اولاد بکثرت ہوتی ہے ۔

جس عورت کے ہاتھ میں لکیریں بے شمار ہوں تو ایسی عورت بہت جلد بیوہ ہو جاتی ہے ۔ ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس طرح کے علم سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں ان پر سو فیصد یقین نہیں رکھنا چاہئے ۔ کیونکہ اس طرح کے تمام علوم ظنی ہیں ۔ اور کسی بھی ظنی علم پر سو فیصد بھروسہ کر لینا شرعاً جائز نہیں ہے ★

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں ——— (ادارہ)

رنگ اور روشنی سے علاج

خواجہ شمس الدین عظیمی

امراض میں مفید اور مضر غذائیں

معدے اور آنتوں کے امراض

مفید غذائیں ● مرغ کا شوربا اور پیاز دونوں کو ملا کر گرم پئیں اور کھانے کے ساتھ استعمال کریں ۔

● شلغم کا سالن یا کرایس کا شوربا استعمال کریں ۔

● لہسن کے سبز پتے کی چٹنی بنا کر کھانے سے پیٹ کا درد فوری طور پر جاتا رہتا ہے ۔

● ادرک، ادرک کا اچار، سبز گول مرچ کا اچار، پالک کا ساگ، توری کا سالن، خرفہ کا ساگ، ہرا دھنیا، لیموں کا پرانا اچار، سرسوں کا ساگ، کچنار کی سبزی وغیرہ معدہ اور آنتوں کے امراض میں اکثر مفید ثابت ہوئے ہیں ۔

● پھلوں میں شیریں آم، انگور، شہتوت، بیل گری، بہی وغیرہ مفید ہیں ۔

● اگر پیٹ پھول جاتا ہے ۔ سرد پسینہ آتا ہے اور غشی کے دورے پڑتے ہیں ۔ اور کبھی غرغرہ اور بخار بھی ہو جاتا ہے ۔ تو یہ معدہ میں خون یا دودھ وغیرہ جم جانے کی علامات ہیں اور ان کے دفعیہ کے لئے نمک پودینہ پیس کر کھلانا یا پودینہ کا عرق نمک کے ساتھ ملا کر پلانا یا بھنے ہوئے چنے نمک ملا کر استعمال کرنا چاہئے ۔

● لہسن، ادرک، سیاہ مرچ، معدہ کی رطوبت کو کم یا خشک کر دیتی ہے ۔

● لہسن، خوش ذائقہ انار کا شربت، آلو، انناس، پپیتہ، جامن، فالسہ، سنگترہ، کھٹے لیموں کا چھلکا، ناشپاتی، معدہ اور آنتوں کو قوت دیتی ہیں ۔

مضر غذائیں بازار کا پسا ہوا نمک، بازار کے پسے ہوئے مصالحے، تیز مصالحہ دار غذائیں، رکھی ہوئی چیزیں، بڑا گوشت، دیر ہضم، باسی چیزیں، بلکہ چیزوں میں فریج میں رکھی ہوئی چیزیں شامل ہیں ۔ ان سے وٹامنز ختم ہو جاتے ہیں ۔ اور ان اشیاء کے اندر "نارن ہائڈریٹ" کا اضافہ ہو جاتا ہے ۔ مثال کے طور پر گوشت کئی گھنٹے کھلا ہوا ہو اگر دیکھیں تو خراب نہیں ہوتا اور فریج میں رکھا ہوا گوشت باہر نکال کر ایک گھنٹے کم بھی رکھا جائے تو اس میں تعفن آجاتا ہے ۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ تعفن اس میں موجود تھا لیکن فریج کی ٹھنڈک کے سبب وہ ظاہر نہیں ہوا تھا مگر جیسے گرمائی کی زیادتی اور دودھ کی ٹھنڈک پورے معدہ میں غلاظت پیدا کرتی ہے ۔

پیچش اور آنتوں کے دیگر امراض میں زمین کے اندر پیدا ہونے والی چیزیں مضر ہیں ۔

استسقاء

مفید غذائیں جنگلی ساگ، چولائی کا ساگ، کریلا، اور موٹھ کی دال، کچنال کی جڑ، تازہ گڑ، فروٹ، چکوترے کا عرق، گاجر کا اچار، سرخ چاول، سالم اناج اور اونٹنی کا دودھ اس مرض میں مفید ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک چھٹانک چنے ایک پاؤ پانی میں جوش دیں ۔ اور جب نصف پانی رہ جائے ۔ چھان کر مریض کو پلائیں ۔ تو اکثر مفید ثابت ہوتا ہے ۔ سورج کی طرف پشت کرکے دھوپ سینکنا بھی مفید ہوتا ہے ۔

مضر غذائیں ۔ زیادہ پانی پینا اور نمک کا استعمال اس مرض میں مضر ہے ۔

ٹی بی

مفید غذائیں کدو، بتھوے کا ساگ، پھل، چوزہ، بکری کا دودھ، پپیتا، کرم کلہ، مٹر اور شہد مفید مطلب ہیں ۔ دق اور سل کے جن مریضوں کو دودھ ہضم نہ ہوتا ہو ۔ ان کیلئے ایک مجرب نسخہ درج ذیل ہے ۔

ھوالشافی ۔ لونگوں کو چوبیس گھنٹے پانی میں بھگو دیں ۔ اس کے بعد انہیں پانی سے نکال کر سائے میں خشک کر لیں ۔ پھر پیس کر سفوف بنائیں ۔ ایک لونگ کے برابر سفوف منہ میں ڈال کر اوپر سے دودھ پی لیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ دودھ ہضم ہو جائے گا ۔

روغن زیتون، پھلوں کے عرق اور انڈے اس مرض میں مفید ہیں ۔

مضر غذائیں سرخ مرچ، تیز مصالحہ دار غذائیں، ثقیل غذائیں، آمیز اشیاء جن میں تمباکو بھی شامل ہے ۔ فکر و تفکرات، گرد و غبار سے آلودہ فضا، گندگی، محنت و مشقت ۔

جگر کے امراض

مفید غذائیں ۔ جگر کی بڑھی ہوئی حرارت کو متوازن کرنے کیلئے انناس لیموں

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

سنگترہ، انگور اور سیب بہت مفید ہے۔ جن لوگوں کا معدہ کمزور ہو۔ ان کو کیلا ضرور استعمال کرنا چاہئے کیوں کہ یہ بدن کو کافی غذا بخشتا ہے۔ اور اس میں تغذیہ جگر کی قوت زیادہ پائی جاتی ہے۔

آب انار، سوزش جگر میں کمی کرنے کیلئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ سرسوں کا ساگ، کدو، آلو، کریلا، جامن، شہتوت، لیموں، فالسہ، رنگترہ، خرفہ کا ساگ اور بتھوے کا ساگ مفید اشیاء ہیں۔ تندرست بکرے کی کلیجی کی یخنی اور ترنج مفید مطلب ہیں۔

مفید غذائیں لہسن، زعفران، سرخ مرچ، جگر کی قوت بڑھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

گردہ کے امراض

مفید غذائیں گردہ کی کمزوری کیلئے آم بالخاصہ مفید ہے۔ مغز پستہ گردوں کی لاغری اور کمزوری میں نافع ہے۔ اس کے علاوہ مغز بادام، مغز چلغوزہ اور انگور بھی مقوی گردہ ثابت ہوتے ہیں۔ ترکاریوں میں شلغم، بتھوے کا ساگ، مولی کا نمک اور چنگ بہت مفید ہے۔ اکثر گردوں میں ناقص فضلہ پک جاتا ہے۔ اور گردوں کے فعل کو متاثر کرتا ہے۔ لیموں اور ترنج کا عرق اس ناقص فضلہ کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ مزید براں یہ گردوں کے فعل میں تحریک پیدا کرتا ہے۔

مضر غذائیں گرم مصالحہ، تیز مرچ، انڈا، تلی ہوئی مچھلی، بڑا گوشت، جھینگا، چائے، کافی، اور تمام گرم و خشک اشیاء مضر ہیں۔

بواسیر

مفید غذائیں سبز لہسن کی ترکاری، بتھوے کا ساگ، مولی، خربوزہ، شلغم، بکری کا دودھ اور کریلا۔ بادی بواسیر کیلئے مفید غذائیں ہیں۔ خونی بواسیر کیلئے توری کی ترکاری، پپیتہ، امرود، چولائی کا ساگ، کچنار کا سالن، شربت ترنج اور گائے کا دودھ مفید غذائیں ہیں۔

مُضر غذائیں تیز مرچ، گرم مصالحہ، انڈا، مچھلی، بڑا گوشت، جھینگا، چائے، کافی اور تمام بادی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز لازم ہے۔ پالک بھی اس مرض میں مضر ہے۔

ذیابطیس

مفید غذائیں گائے کے دودھ کا دہی، کریلا، گوار، ناریل کا پانی، سویا بین کے آٹے کی روٹی، چنے کی روٹی، بھوسی کی روٹی، چنے کا پانی، مچھلی، انڈا، ٹماٹر کی ترکاری، چھاچھ، اُبلے ہوئے انڈے، پنیر۔ اور شدت پیاس میں پھاڑے ہوئے دودھ کا پانی مفید اغذیہ ہیں۔ اس کے علاوہ گرم مزاج والے لوگوں کے لئے ترش انار کا زیادہ استعمال بہت مفید ہے۔ موسم سرما میں چلغوزہ کا کثرت سے استعمال مفید ہے۔ اس مرض میں انگور اور جامن کا استعمال بھی فائدہ مند ہے۔

مضر غذائیں:۔ تمام میٹھی اور ایسی اشیاء جن میں نشاستہ زیادہ ہو۔

کمزوری قلب اور اختلاج

مُفید غذائیں مربہ آملہ، شربت بادام، کدو کی ترکاری، کھیرا، ریح تحلیل کرنے کا جزا اور گاجر کا مربہ، کشمش، پختہ امرود، شریفہ اور چقندر مقوی قلب ہیں۔ اگر انار، انگور اور سیب کو کثرت سے استعمال کیا جائے تو فائدے میں بیرخشے بڑے کشتہ جات کا نعم البدل ثابت ہوتے ہیں۔ تازہ انگور، چیری، اناناس، انار، سنگترہ اور شفتالو کا استعمال مفرح اور مقوی قلب ہے۔ مریض کو ذہنی اور جسمانی آرام ضرور کرنا چاہئے۔ لیموں کا استعمال مفرح قلب ہونے کی بنا پر اختلاج کے لئے فائدہ مند ہے۔

امراض قلب میں متذکرہ بالا پھلوں کے عرق کا استعمال بالخاصہ فائدہ مند ہے۔

مُضر غذائیں ایسی چیزیں جو گیس پیدا کرتی ہوں یا خون کو گاڑھا کرتی ہوں ہرگز استعمال نہ کریں۔

حاملہ اور حمل کی حفاظت

مفید غذائیں حاملہ عورت کیلئے انگور ایک نعمت ہے۔ اس کا باقاعدہ استعمال اس کو غشی، چکر، مروڑ، اپھارہ اور قبض وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ نیز بچہ بھی تندرست ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کشمش اور کم مقدار میں کبھی کبھار سرکہ کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ غذا میں زود ہضم اشیاء، تازہ سبزیاں، دودھ اور تازے پھلوں کا استعمال فائدہ مند ہے۔

مضر غذائیں حاملہ کو بوجھ اٹھانے، سیڑھیوں پر تیزی سے چڑھنے، اُچھلنے کودنے اور دست آور ادویات اور چار ماہ بعد ہمبستری سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ گرم مصالحہ، کھجوریں، بیسن، تل، کلونجی سے پرہیز کرنا چاہئے اور سرخ و سبز مرچ بھی کم استعمال کرنا چاہئے۔

عبادت

لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عبادت نام ہے نماز پڑھنے کا، یا روزہ رکھنے کا۔ لوگوں کا یہ خیال محدود خیال ہے۔ عبادت کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور اسکے رسولؐ کی مرضی اور منشاء اور ان کے احکامات کو پیش نظر رکھیں۔۔۔۔ یاد رکھئے کہ نماز اور روزے کی پابندی آسان ہے لیکن اللہ کی مرضی کو پیش نظر رکھکر زندگی گزارنا صرف اُن لوگوں کا کام ہے جو فی الحقیقت خوف آخرت رکھتے ہوں۔

منگیتر کی روح

"جناب! مجھے افسوس ہے کہ کتاب نمبر ۲۸۶ اس وقت اسٹاک میں موجود نہیں ہے!" سیلزمین نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سیلزمین کے جواب سے مایوسی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا تھا۔ نئی کتابوں کی فہرست مجھے پیسے کی ڈاک سے ملی تھی۔ انتظار کے دوران میں نے فہرست پر سرسری سی نظر ڈالی اور کتابوں کا تعارف پڑھتے ہوئے اچانک میری نظر کتاب نمبر ۲۸۶ پر رک گئی۔ کتاب کے مختصر تعارف کے مطابق یہ نسخہ سترہویں صدی عیسوی کے [illegible] سے تعلق رکھتا تھا جس میں زمانہ قدیم کی قوموں کے مذہبی عقائد کے ساتھ ساتھ روحوں کو بلانے اور ان سے ہم کلام ہونے کے متعلق مختلف طریقے لکھے اور درج تھے۔ علاوہ ازیں مصری اور عبرانیوں کے علوم ارواح اور ان سے ہم کلام ہونے کے پراسرار طریقوں کا اندراج بھی ایک باب میں تفصیل سے درج کیا گیا تھا۔

گذشتہ کئی برسوں میں علوم ارواح کے موضوع پر اگرچہ بہت سی کتابیں میرے مطالعے سے گذر چکی تھیں لیکن اس نسخے کے مختصر تعارف میں کچھ ایسی باتیں نظر آئیں [illegible] ہو رہا تھا کہ یہ نسخہ ضرور [illegible] کے مشہور ماہر نجوم "ڈاکٹر جان ڈی" کی تصنیف ہے۔ اور اگر یہ نسخہ درست ہے تو [illegible] اس نادر کتاب کے لیے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

چنانچہ جلد کی جلد [illegible] مجھے ایجرٹن کی بک شاپ تک کھینچ لایا۔ مگر ایجرٹن بک شاپ تک پہنچنے پر مجھے دس منٹ لگے ہوں گے اور آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیلزمین کا جواب سن کر مجھے کتنی مایوسی ہوئی ہوگی...

سیلزمین نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا: "وہ دیکھئے مسٹر ایجرٹن آ رہے ہیں بہتر ہے اس سلسلے میں آپ ان سے بات کر لیجئے۔" ہمارا دکان کے مالک کی طرف اشارہ جو اس وقت [illegible] سے باہر آ رہا تھا۔

"مسٹر ایجرٹن! کیا فہرست میں درج شدہ کتاب نمبر ۲۸۶ بک چکی ہے؟" میں نے مسٹر ایجرٹن کو فہرست دکھاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ نسخہ ابھی تک بکا نہیں ہوگا، اور میں صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

مجھے اس دکان سے کتابیں خریدتے پندرہ برس گذر چکے تھے۔ ایجرٹن عجیب با اخلاق اور ہمدرد قسم کے دکانداروں میں سے تھا اور اپنے پرانے گاہکوں کی بہت عزت کرتا تھا اور مجھے ان کا [illegible] کا خیال رکھتا تھا۔

میرے سوال پر ایجرٹن رکا اور اسی لمحے میں نے محسوس کیا کہ اچانک اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور ماتھے کی لکیریں زیادہ گہری ہو گئیں۔ اس نے مجھے بڑی عجیب تیز نظروں سے دیکھا اور چند لمحے توقف کے بعد دھیمے لہجے میں کہا: "کیا آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں تشریف لے چلیں گے؟"

میں کوئی جواب دیئے بغیر ایجرٹن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ایجرٹن کا دفتر بالائی منزل پر تھا۔ ہم [illegible] کے ساتھ گھومتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ اگرچہ ایجرٹن کا بیشتر کاروبار نادر کتابوں کی خرید و فروخت تھا۔ ہم ایجرٹن بک شاپ کی ماہانہ فہرست میں کبھی کبھی نادر و نایاب کتابوں کے قدیم نسخے بھی نظر آ جاتے تھے۔ اس کی اصل وجہ دراصل ایجرٹن کی ذاتی دلچسپی تھی۔ وہ اپنے پرانے گاہکوں کا خاص خیال رکھتا تھا کہ ہر ماہ نئے نسخوں کی فہرست انہیں ڈاک سے اپنے گاہکوں کو بھیجتا تھا۔ گذشتہ پانچ برسوں میں تقریباً دو سو نایاب نسخے ایجرٹن بیچ چکا تھا جس کی شناسائی سے اچھے تعلقات و دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔

کتابوں کی خرید و فروخت کے علاوہ ایجرٹن خود بھی بڑا علم دوست آدمی تھا اور اپنی علمی فضیلت کی بنا پر [illegible] کا حوالہ جانا جاتا تھا۔ کئی بار ایجرٹن سے میری [illegible] کی لائبریری میں ملاقات ہو جاتی تھی۔

میں ایجرٹن کے ساتھ اس کے دفتر میں داخل ہوا۔ کمرہ کافی کشادہ تھا جس میں چاروں طرف لگی ہوئی الماریاں پرانی اور نئی کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ایجرٹن نے بڑے تھکے تھکے انداز میں مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ جس نسخے کو ایک نظر دیکھنا چاہتے ہیں اسے میں نے خود تلف کر دیا ہے!"

ایجرٹن کے چہرے پر کرب کی لکیریں اور گہری ہو گئیں تھیں۔

"ارے ۔۔۔ آخر کیوں؟" میری حیرت کی حد نہ رہی۔ "آخر آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"آپ کو پوری حقیقت بیان کروں تو یقیناً انکار ہوگا ۔۔ یہ ایک حادثہ تھا ۔۔ رنج و غم سے بھرا حادثہ!"

ایجرٹن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور خالی خالی نظروں سے سامنے الماریوں کی طرف دیکھنے لگا۔ میرا اندازہ تھا کہ ایجرٹن اس معاملے میں زبان کھولتے ہوئے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میں اس کتاب کے تلف ہونے کی تفصیل جاننا چاہتا تھا اور میرا تجسس لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ آخر چند لمحوں کے توقف کے بعد ایجرٹن دھیمے لہجے میں بولا!

"میں جن والی فراش اور نہایت تعجب خیز علوم کا ذکر کرنے والا ہوں، اس موضوع پر آپ کو معلوم ہوتے کوئی [illegible] دیکھتے۔ اسی لئے میں سمجھ رہا کہ آپ اس حادثے کے پس منظر کو ابھی طرح سمجھ سکیں گے ___ ایجرٹن کی آواز جیسے کنویں کی گہرائی سے آ رہی تھی، ایک لمبا سانس لے کر اس نے سر ہلایا۔

"آپ میرا مکان کے [illegible] مسٹر مرٹن کو ابھی طرح جانتے ہوں گے؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں" میں نے کہا۔ "اس مکان میں مرٹن کو تو میں گزشتہ چند سال سے دیکھ رہا ہوں۔"

"میرا خیال ہے اس سے پہلے میں نے مرٹن کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتایا۔" ایجرٹن کے چہرے پر تفکر کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔

"مرٹن ۱۹۱۳ء میں آکسفورڈ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد کسی ملازمت کی غرض سے لندن آیا تھا۔ ان ہی دنوں میں جنگ عظیم اول کے شعلے بھڑک اٹھے اور مرٹن کو بھی بھرتی کر لیا گیا۔ اس طرح چار سال تک وہ آگ اور خون کا یہ کھیل مختلف محاذوں پر اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ ہزاروں انسانوں کے لاشے، مسخ شدہ لاشوں، یتیم بچے ہوئے بچوں، والدین اور عزیزوں کے لئے روتی اور سسکتی لڑکیاں [illegible] ایک دم توڑتے ہوئے [illegible] اور ایسے ہی ہزاروں دلخراش واقعات نے اس کو حساس ذہن [illegible] کر کے رکھ دیا اور [illegible] جدید تہذیب کی طرح بازی اور حصول اقتدار کے لئے انسانی خون کی ارزانی دیکھ کر معاشرے سے متنفر ہو گیا۔ وہ ۱۹۱۸ء میں فوج سے فارغ ہوا لیکن ذہنی طور پر [illegible] اور ایک اعصابی مریض بن کر۔

وطن واپس آنے پر اسے معلوم ہوا کہ جنگ کی آگ میں اس کے والدین بھی لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ یہ خبر [illegible] اسے ہر سکھ سے عاری ہو گیا ___ گزارے کا [illegible] زندگی [illegible] کے لئے اب اسے کسی ملازمت کی ضرورت تھی اور اسی غرض سے وہ میرے پاس آیا تھا۔ میرا دکان میں وہ چند برس تک نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے کام کرتا رہا۔" یہ کہتے ہوئے ایجرٹن کی آنکھوں کے کونے بھیگ گئے اور آواز بھرا گئی۔ تھوڑے توقف کے بعد اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"دکان کے روز مرہ معاملات کے علاوہ مرٹن کا اصل کام نئی آنے والی کتابوں کی باقاعدہ فہرست تیار کر کے گاہکوں کو روانہ کرنا تھا۔ اسے مطالعے کا بھی شوق تھا اور کتابوں کا تعارف لکھنے کے لئے اسے بیشتر کتابوں کو پڑھنا بھی پڑتا تھا۔ چنانچہ وہ دن رات کتابیں پڑھنے اور تعارف لکھنے میں مصروف رہتا۔ گزشتہ کئی برسوں کی فہرستوں کے مختصر لیکن جامع تعارف مرٹن ہی کی محنت کا نتیجہ ہیں۔ وہ قدرے تنک مزاج بھی تھا اور اپنی طبیعت کے خلاف معمولی سی بات بھی برداشت نہ کرتا تھا۔ لیکن مجھے اس کی ذہنی کیفیت سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اصل میں ماضی کے تلخ واقعات نے ذہنی انتشار کے سوا اسے کچھ بھی نہ دیا تھا اور ایسے حالات میں اسے پیار اور ہمدردی کی اشد ضرورت تھی۔ وہ بنیادی طور پر [illegible] شخص تھا۔ کئی کئی ہفتے وہ بالکل خاموش رہتا اور اپنے کمرے میں کتابیں پڑھنے اور ان کے تعارف لکھنے میں مصروف رہتا۔ اس کی محنت اور اچھا کام مد نظر رکھتے ہوئے میں بھی اس کی چھوٹی موٹی غلطیاں درگزر کر دیتا تھا۔

گزشتہ برس غالباً ستمبر کے مہینے میں وہ ایک صبح میرے کمرے میں آیا اور مجھے بتایا کہ اس کی منگنی ہو گئی ہے اور جلد ہی اس کی شادی ہونے والی ہے۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرانی بھی! تاہم میں نے اسے نہایت گرم جوشی سے مبارکباد دی اور شادی کے بعد تنخواہ میں معقول اضافے کا بھی وعدہ کیا۔ اس کی منگیتر اکثر اس سے دکان پر بھی ملنے آیا کرتی تھی اور ایک بار مرٹن نے مجھ سے تعارف بھی کروایا تھا۔ پہلی نظر ہی میں مجھے وہ لڑکی پسند آئی۔ میرا خیال تھا مرٹن جیسے [illegible] شخص کو جیسی بیوی کی ضرورت تھی اس لڑکی میں تمام خوبیاں موجود تھیں۔ بہت جلد مرٹن اور [illegible] ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے۔ مرٹن بھی بہت بدل گیا تھا۔ اب اس میں تنہائی اور خاموشی کی عادت [illegible] خوش مزاجی اور [illegible] کی جھلک [illegible] اس کی آنکھوں میں پھر زندگی کی چمک لوٹ آئی تھی۔"

بس یہ کہہ کر وہ [illegible] میں حیران تھا کہ اس کہانی سے آخر کتاب نمبر ۵ کا کیا تعلق ہے؟

لیکن شاید ایجرٹن میری بے چینی بھانپ گیا تھا، اس نے دونوں ہاتھوں کو کھولتے ہوئے کہا:

"آپ یہ خیال نہ کریں کہ اس کہانی کا اصل موضوع سے کوئی تعلق نہیں بلکہ آپ مزید دلچسپی محسوس کریں گے کہ کتاب نمبر ۵ کا اس تمام واقعے سے کتنا گہرا تعلق ہے۔

اسے بدقسمتی کہئے کہ چار ماہ کے بعد مرٹن کی منگیتر ایک حادثے میں ہلاک ہو گئی۔ قدرتی امر تھا کہ مرٹن کو اپنی منگیتر کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔ اس کے باوجود میں نے مرٹن کی آنکھوں کو کبھی آنسوؤں سے تر نہیں دیکھا۔ تاہم مرٹن پہلے سے بھی زیادہ خاموش ہو گیا تھا۔ ماضی کی تنہا طبیعت عود کر آئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے پہروں کمرے میں تنہا بیٹھا رہتا۔ چند ہی ہفتوں میں اس کے چہرے سے طویل بیماری کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ظاہر ہے اس کی روز بروز گرتی ہوئی صحت میرے لئے تشویش کا باعث تھی۔ چنانچہ میں نے اسے کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے علاوہ ایک ماہ کی چھٹی دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ اگر وہ میری فرم کا اتنا پرانا اور مخلص ملازم نہ ہوتا تو ایسے حالات میں یقیناً میں اسے نوکری سے جواب دے دیتا۔ لیکن میں ہر طرح اس کی دلجوئی کرتا اور ان ہی دنوں مرٹن سے مختلف موضوعات پر بڑی تفصیل سے گفتگو بھی ہوئی جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ مافوق الفطرت اور کالے سحر جیسے علوم کے مطالعے نے اس کو ذہنی [illegible] کیا ہے اور روحوں کو بلانے اور ان سے ہمکلام ہونے کے متعلق کچھ تجربے بھی کر چکا ہے۔ اس نے گفتگو کے دوران مافوق الفطرت علوم کے بارے میں میرا نظریہ بھی معلوم کرنا چاہا۔ دراصل ان طریقوں کے بارے میں مرٹن کا عمیق مطالعہ اور دلچسپی اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ وہ اپنی منگیتر کی روح کو بلا کر اس سے باتیں کرنے کا متمنی تھا اور اسے اپنی کامیابی کا پورا یقین بھی تھا۔ اگرچہ میں مرٹن کے گہرے مطالعے سے بہت متاثر ہوا تھا لیکن مجھے یہ سوچ کر بہت دکھ ہوا کہ ایک بالغ اور ذہین شخص پر ارواح و آسیب کا سودا سوار ہو چکا ہے۔

ان دنوں مرٹن کی حالت بڑی خراب تھی میں نے شروپ شائر کی ایک لائبریری سے [illegible] خریدا تھا۔ اس لائبریری

میں کئی قیمتی اور نادر نسخے موجود تھے جن میں قلمی نسخے بھی تھے جو سولہویں صدی کے دوران تصنیف کئے گئے تھے اور جو علوم نجوم سے خصوصی شغف رکھتے تھے۔ یہ [illegible] آپ کو جو فہرست دی گئی تھی اس میں اسی لائبریری کی صرف نصف کتب درج ہیں۔ لیکن میں بعد از صد تمام کتابوں کی فہرست اپنے پرانے اور باذوق گاہکوں کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مرٹن اس لائبریری کی صرف ایک تہائی کتابوں کی فہرست اور تعارف تیار کر سکا تھا۔ باقی کام میں نے خود کیا ہے۔ ادارے کے دوسرے آدمی ابھی اس قابل نہیں کہ کتابوں کی فہرست اور ان کے جامع تعارف لکھ سکیں۔ یہ [illegible] مرٹن ہی کا ہے۔ آپ نے جو فہرست پڑھی ہے ان ہی مافوق الفطرت علوم کے بارے میں دوسری کتابوں کے علاوہ نمبر ۵ بھی درج ہے۔ یہی وہ فہرست ہے جسے مرتب کرتے ہوئے مرٹن نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ اس نے دن رات ان کتابوں کا بہ نظر عمیق مطالعہ کیا تھا۔ اپنی منگیتر کی موت کے بعد اسے اس طرح دلچسپی اور غیر معمولی طور پر کام کرتے ہوئے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور مجھے پوری امید تھی کہ مرٹن آہستہ آہستہ اپنی منگیتر کی موت کا صدمہ بھول جائے گا۔ اور پہلے کی طرح کام کرنے لگے گا۔

اس بات کو آج ایک ہفتہ گزرا کہ مرٹن دکان بند ہونے سے چند منٹ پہلے میرے پاس آیا اور کتاب نمبر ۵ کی [illegible] میرے سامنے رکھ دی۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کیونکہ اسے کتابیں جمع کرنے کا شوق نہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اپنی تنخواہ کے مطابق اسے یہ مہنگا شوق راس نہیں آئے گا۔ چنانچہ میں نے انکار کر دیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے کتاب نمبر ۵ کے صفحات الٹ پلٹ کر غور سے دیکھے۔ یہ کتاب روحوں کو بلانے کے متعلق یونانیوں کے قدیم عقائد اور افریقہ کے جنگلی قبیلوں کے روحوں کو بلانے کے مختلف طریقوں، مصری عملیات، حضرت سلیمان کے پراسرار علوم وغیرہ سے بھری پڑی تھی۔ جگہ جگہ مختلف زائچے بنے ہوئے تھے۔ درحقیقت روحوں کو بلانے کے علم پر اب تک اتنی مکمل اور ضخیم کتاب میری نظر سے نہ گزری تھی۔ اس کتاب میں منتر پڑھ کر پھونکنے اور جادو کے ذریعے روحوں کو بلانے کے کئی طریقے لاطینی زبان میں بھی درج تھے۔ اس قسم کے کچھ تو ایسے [illegible] طلاسم سے گزرا ہیں جنہیں عربی اور لاطینی زبان کے کئی طریقے کالا جادو کرنے والے اکثر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے کچھ سوچ کر یہ کتاب تجوری میں [illegible] خیال آیا کہ [illegible]۔

ہر سال [illegible] کے وقت مرٹن نے مجھ سے تجوری کی چابی مانگی۔ مرٹن قابل اعتبار آدمی تھا۔ تجوری کی چابیاں اکثر اس کے پاس ہوتی تھیں۔ دراصل تجوری میں بہت نایاب کتابوں کے نسخے رکھے جاتے تھے۔ جب مرٹن ان کا تعارف لکھنے آتا تو چابیاں مجھ سے لے جاتا۔ میرے خیال میں مرٹن کو ان کتابوں کا تعارف لکھنا تھا اس لئے میں نے اسے چابیاں دے دیں۔

ہر روز شام کو اکثر چھ بجے کے قریب بند کرتے ہیں۔ سب ملازموں کے جانے کے بعد اکثر ساڑھے آٹھ بجے کے قریب جاتا ہوں۔ بستر [illegible] ٹھیک نو بجے چلے جاتے ہیں۔ لیکن مرٹن اکثر دو ایک گھنٹے دیر سے جایا کرتا تھا۔ اس شام میں مصروف تھا۔ مجھے [illegible] ایک کتاب سے چند حوالے نقل کرنا تھے۔ لیکن [illegible] مجھے حوالے ڈھونڈنے اور نقل کرنے میں خاصی دیر لگ گئی۔ اس وقت تقریباً ساڑھے سات بجے تھے۔ میرا خیال تھا کہ مرٹن جا چکا ہوگا۔ مجھے مرٹن کے جانے کا اس کے کمرے کا دروازہ کھلنے اور پھر دروازے کے بند ہونے کی آواز سے پتہ چل جاتا تھا۔ دکان کے درمیان صرف ایک بلب روشن تھا۔ اچانک مجھے سیڑھیوں کے نیچے واقع مرٹن کے کمرے سے ایک دل دوز چیخ سنائی دی۔ میرا خیال ہے کہ میں نے زندگی میں اتنی دلخراش چیخ کبھی نہیں سنی۔ یہ مرٹن کی آواز تھی۔ میں نے تیزی سے اپنے دفتر کا دروازہ کھولا اور دل گھبراتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے جھانکا۔

بال میں روشنی بلب کی ہلکی سی روشنی [illegible] میں نے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی کوشش کی اور یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ مرٹن کے کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی ہے اور مرٹن دروازے کا ہینڈل گھمانے میں مصروف ہے۔ اچانک اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ میں اسے آواز دینا چاہتا تھا۔ لیکن الفاظ میرے حلق میں اٹک کر رہ گئے۔

اس لمحے مرٹن کے کمرے میں کسی چیز کے گرنے کی اس قدر زور دار آواز آئی کہ میں کانپ گیا۔ اچانک مرٹن کے کمرے کا دروازہ زور سے کھلا اور ایک سایہ تیزی سے باہر کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوا جو بیرونی دروازے کے قریب جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا۔ میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا [illegible] آنکھوں سے دیکھتی [illegible] ایک [illegible] تھا۔ اچانک مجھے فضا میں [illegible] محسوس ہوئی [illegible] کہ سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ سیڑھیوں پر چند لمحوں میں خوف کے مارے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

اس بو سے مجھے زندگی میں آج سے پچیس سال پہلے ایک واقعہ یاد آیا تھا۔ میں اس وقت [illegible] کسی تفتیش کے سلسلے میں [illegible] گاؤں کے قبرستان میں [illegible] چند آدمی قبر کھود رہے تھے اور گاؤں کے بہت سے لوگ قبرستان کی چار دیواری کے گرد کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کے لئے کہا۔ [illegible] چنانچہ میں پولیس والوں کی نظروں سے بچتا ہوا ایک گھنے درخت کے تنے کے پیچھے چھپ کر یہ منظر دیکھتا رہا۔ جب تابوت قبر سے نکالا گیا تو فضا میں اتنی شدید بو پھیلی کہ سانس لینا دوبھر ہو گیا۔

اس وقت دکان میں پھیلی ہوئی بو بالکل ایسی ہی تھی اس قدر تعفن تھا کہ میرے دماغ کی رگیں تن گئیں اور مجھ پر [illegible] طاری ہو گیا۔ میں نے اپنے حواس کو مجتمع کیا اور واپس آ کر کمرے میں بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھا چند منٹ سوچتا رہا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کس طرح اور کیوں ہوا۔ اچانک ذہن میں آیا کہ مرٹن [illegible] گیا ہوگا۔ میں اپنے دل کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ دکان میں سناٹا تھا۔ مرٹن کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچ کر میں نے بجلی کا سوئچ دبایا۔ ہر چیز اپنی جگہ جوں کی توں موجود تھی۔ میں تیزی سے دکان سے باہر نکلا اور ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ لیکن مرٹن کہیں نظر نہ آیا۔ مرٹن کا [illegible] قریبی محلے [illegible] سوچا

شاید وہ اپنے گھر گیا ہو۔ میں نے دکان کا تالا لگایا اور ہسپتال کی طرف چل پڑا۔ ابھی میں نے بمشکل آدھا فرلانگ کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سڑک کے درمیان بہت سے لوگ جمع ہیں۔ حادثہ — میرا ماتھا ٹھنکا۔ میں تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں پر پہنچا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ میرے پیارے سالار ذکی اور خاموش ساتھی کی لاش خون میں لت پت سڑک پر پڑی تھی۔ اس کا جسم بری طرح کچلا گیا تھا۔ ایک پولیس والے سے معلوم ہوا کہ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک عبور کر رہا تھا کہ تیز رفتار بس کے نیچے کچلا گیا اور موقع پر ہی دم توڑ دیا۔ مرنے کا پوسٹ مارٹم اور تجہیز و تکفین تقریباً رات کے دس بجے مکمل ہوئی۔

میں اپنے ساتھی کو اپنے ہاتھوں لحد میں اتار کر جب واپس دکان میں پہنچا تو میرے جسم کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا اور ذہن کی جو کیفیت ہوگی اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں

طرف بند کھڑکی کے اندر گئے میری آنکھوں میں واقعات رونما ہو چکے تھے۔ میں بال کمرے کی تاریک روشنی میں ہر چیز کی طرف دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ مرنے والے کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ یہ دیکھ کر میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا کہ وہ منحوس کتاب "قبر" مرنے والے کی میز پر کھلی پڑی تھی اور قریب پڑے ہوئے پیڈ پر چند زائچے بنے ہوئے تھے۔ ایک علیحدہ کاغذ پر ایک ہاتھ تھا جس کی تین انگلیاں جھکی ہوئی تھیں۔ میں نے چند صفحات کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ زائچوں کو علامت کے سلسلے میں مرنے والے جادو کی بہت سی منزلیں طے کر چکا تھا۔

ابھی میں یہ کاغذات دیکھ ہی رہا تھا کہ بال کمرے میں قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سنائی دی۔ میں تیزی سے باہر نکلا۔ بال کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے کاؤنٹر کی طرف نظر دوڑائی اچانک کاؤنٹر کی گیارہ بجاتے۔ گھڑی کی

آواز میرے کانوں میں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔ میں واپس کمرے میں آیا اور اس منحوس کتاب کو چولہے میں پھینک دیا۔ اگرچہ مافوق الفطرت علوم پر ایک مستند کتاب تھی لیکن اس کی وجہ سے میرا بہت مخلص اور ذہین ساتھی مجھ سے چھن گیا تھا۔ ایک ایسا ساتھی جس نے ایک طویل عرصے تک میرا ہاتھ بٹایا اور مجھے کبھی کام کی زیادتی کا احساس نہ ہونے دیا۔ اس لئے میں نے اس نسخے کو تلف کر دینا ہی بہتر سمجھا۔

میں جانتا ہوں یہ سن کر آپ کو یقیناً دکھ ہوا ہوگا کہ میں نے سارا واقعہ من و عن بیان کر دیا ہے۔ اگرچہ پراسرار علوم کی کتابیں بے حد فیض بخش ہیں لیکن آئندہ ایسی کتابیں اگر کہیں ملیں تو ایک مناسب جگہ نہ پا سکیں گی۔ ایسی کتابیں جو انسان کی ذہانت و دانائی کے بجائے زندگی سے فرار کی ترغیب کا ذریعہ ثابت ہوں۔ ■■

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

سفید بالوں کا علاج

قبل از وقت بال سفید ہونے کے بہت سی اسباب ہیں۔ مثلاً دماغی تھکاوٹ، سر کی خشکی، عام کمزوری، دیر تک جاگنا، فکر، رنج، اندیشہ یا فکر، کبھی کبھی کسی اور شدید بیماری کی وجہ سے بھی بعض وقت بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کے بال بیماری کی وجہ سے سفید ہوئے ہیں تو پھر وہ خود بخود سیاہ ہو جائیں گے۔ اور اگر اوپر دیئے گئے کسی سبب سے آپ کے بال سفید ہو رہے ہیں تو اس سبب کو دور کیجئے۔ اس کے علاوہ بالوں کی صفائی کا خیال رکھئے۔ ان میں خالص سرسوں یا ناریل کے تیل کی مالش کیا کیجئے۔ جسمانی کمزوری دور کیجئے۔ اور ایسی غذائیں استعمال کیجئے جن میں وٹامن "بی" زیادہ سے زیادہ مقدار میں ہو۔ آپ کے بال جلد سیاہ اور مضبوط ہو جائیں گے۔

چھائیاں دور کیجئے

چھائیاں پڑنے کی بڑی وجہ جسم میں کیلشیم کی کمی ہوتی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ کیلشیم پیدا کرنے والی چیزیں زیادہ سے زیادہ کھائیں۔ چہرے کو گرد و غبار سے پاک رکھئے۔ اگر آپ کے چہرے کی جلد خشک ہے تو روزانہ رات کو سونے سے پہلے کوئی اچھی کولڈ کریم چہرے پر لگایا کیجئے۔ چہرے کو ہمیشہ نیم گرم پانی سے دھوئیے اور کسی اچھے صابن کا استعمال کیجئے۔ چہرے پر کثرت پانی کے چھینٹے مارا کیجئے۔ چہرے کو دھونے کے بعد نرم تولئے سے تھپک کر صاف کیجئے اور دو چمچے لیموں کے عرق میں ایک چمچہ گلیسرین ملا کر چہرے پر لگایا کیجئے۔ چھائیاں جاتی رہیں گی۔

کمزور بال مضبوط بنائیے

بالوں کی سفیدی اور کمزوری کی سب سے بڑی وجہ جسمانی کمزوری ہے۔ آپ کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروائیے۔ اس کے علاوہ مناسب آرام کیجئے۔ صبح اور شام کو پاس ہی کہیں ٹہلنے جائیے۔ کریم، مکھن سے پرہیز کیجئے۔ بالوں کو اچھی طرح دھویا کیجئے۔ ریٹھے کا شیمپو استعمال کیجئے۔ یہ آپ کو بازار سے آسانی سے دستیاب ہو جائے گا۔ بالوں میں خالص تیل کی خوب مالش کیا کیجئے۔ مالش کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اور نئے بال بھی نکل آتے ہیں۔ روزانہ صبح کم از کم دس منٹ تک بالوں میں مسلسل برش کیجئے۔ برش نرم بالوں والا ہونا چاہئے۔ آپ کے بال گرنے بھی بند ہو جائیں گے اور سفیدی بھی جاتی رہے گی۔

خم دار شانے ٹھیک ہو جائیں گے

عام طور پر زیادہ دیر تک جھک کر کام کرنے سے شانے اندر کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی صحت کی خرابی سے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ سیدھا بیٹھنے کی کوشش کیجئے۔ اسی طرح چلتے پھرتے وقت بھی سیدھا چلنے کی کوشش کیجئے۔ زیادہ دیر کتابوں اور اس کے علاوہ دوسرے کام جھک کر نہ کیجئے۔ سوتے وقت بستر پر تکیہ نہ رکھئے۔ صبح و شام کو سیر کرتے وقت دونوں ہاتھ پشت پر باندھا کیجئے۔ اس طرح آپ کے شانے بہت جلد درست حالت میں آ جائیں گے۔ ■■

کہانی

بھوتوں کا دیس

سری کرم بخش

ایک گزرا ہوا واقعہ اور کی بات ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۲۲ء کو ایک ... میں حضرت ... سیاحت ... اتفاق سے میری ملاقات ایک عجیب و غریب انسان سے ہوگئی جو سیاحت کی لا انتہائی قوتوں کا حامل تھا۔ وہ خود سے تارک الدنیا ہو کر ساحل ... کے ایک ویرانے میں نہایت خاموشی سے زندگی گزار رہا تھا۔ اس لئے اس پُراسرار آدمی کے حالات سے کوئی بھی باخبر نہ تھا۔ البتہ وہ اکثر ... کو بھوت، دیو، پریاں یا ... کی حکایات ... کے ذریعے ... تنہائی پسند ... ایک ایسا تھا جس پر ... جب ... بیان کرنے کو آمادہ نظر آتا تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو مجھ کو بھی اس سے بے حد محبت تھی کیونکہ اس کی صحبت میں بالکل بے تکلف تھا اور اس کی ... نے بہت کچھ گستاخ بنا دیا تھا۔

ایک دن میں اس کے مکان پر سیاروں میں امکانِ آبادی کے موضوع پر تبادلۂ خیالات کر رہا تھا اور اپنے نظریہ کی تائید میں دلائل عقل سے ثابت کر رہا تھا کہ چونکہ بعض سیارے آفتاب سے اس درجہ قریب ہیں جو اس کی شدتِ حرارت سے گرفتار ہوتے کے باعث آبادی سے خالی ہیں اور بعض اس درجہ بعید فاصلے پر واقع ہیں کہ وہاں تک آفتاب کی گرم شعاعیں نہ پہنچنے کے باعث اس قدر سرد اور تاریک ہیں کہ ان میں کسی جاندار ہستی کا زندہ رہنا ممکنات سے بعید ہے۔

اس نے تمسخرانہ قہقہے سے میرے اس نظریہ کا استقبال کیا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز دوست آپ کا ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے۔ لیکن آپ یقین جانئے کہ ایسی محدود معلومات والے انسانوں کو ابھی بہت کچھ معلوم کرنا باقی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ کرۂ باد میں بے شمار مخلوق دنیا آباد ہیں۔ جن میں سے بہت سی تو ہمیں نظر آتی ہیں جن کو ہم ستاروں کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن بہت سی اتنی لمبی مسافت پر واقع ہیں کہ ان کو ہماری کمزور آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔ لیکن تمہاری خاطر اس ناقابلِ انکار حقیقت کے انکشافات کی زحمت گوارا کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم خوف سے کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھو جو تمہارے اور میرے لئے باعث ... ہو۔ کیا آپ تیار ہیں؟ ... ہمارا ... تم کرۂ باد کے متعلق ... لوگوں سے ... کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہو۔

میں نے عرض کیا کہ بے شک ... شوق اس وقت ... تیار ہوں ... ان ... کے حالات ... اس ... کی بہت ... اس وقت ... ہے۔ آج ... ۱۱ ... سے ... ۲۲ ... ہیں ... میل کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں ... آبادی ... ہماری ... کی ... نہیں۔ وہاں ... کے ... خوبصورت سانپ کی ... اپنے جسم پر لپیٹ لیتے ... ہوتی ہے۔ ... اپنے ... کے ... باقی ... وہاں کی تہذیب ہماری تہذیب ... قدر مختلف ہے جیسی قدر آفتاب ماہتاب سے۔ عام طور پر وہاں کے ساکنان پھولوں کی ... سنگھار ... لیکن ... صبح تازہ دم ... طلائی سمندر سے غسل کر کے ... ہے ... کائنات کا ہر ذرہ اس کی ... کیلئے اپنی ہستی کا ثبوت ... اہتمام سے پیش کرنے لگتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ صبح کی درخشاں پیشانی پر شب اپنا الوداعی بوسہ ثبت کر کے رخصت ہو تمام ... پھولوں کی ... شباب میں ڈوبی ہوئی کنواریاں نہایت ... شوق سے ... کے ... ساحل ... پر جمع ہو کر سلیمان ... کی ... سجدہ کو سر ... ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کی ... سحر ... زلفیں اپنی ... تمام فضا کو معطر و منور کر ڈالتی ہیں۔ جس سے تمام رات کی ... ہو جاتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب بجا و درست ہے لیکن اس کا ثبوت؟

اس نے ثبوت کے لفظ کو دہراتے ہوئے کہا کہ اس کا ثبوت میں ابھی دیئے دیتا ہوں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے (چلہ گاہ) میں لے گیا۔ یہ مختصر سا کمرہ ہر طرف سے بند تھا۔ صفائی کا خاص اہتمام تھا۔ ضروریات کی تمام چیزیں جو ایک عامل کو اپنا عمل کرنے کیلئے درکار ہوتی ہیں۔ مہیا و موجود تھیں۔ اس نے مجھے فرش پر اپنے قریب بٹھا لیا اور عمل کا ضروری سامان فراہم کرکے میرے اور اپنے گرد ایک بڑا مدوّر حصار کھینچا اور مجھے تاکید کر دی کہ میں خواہ کوئی بھی صورت کیوں نہ پیش آئے خوف نہ کھاؤں اور نہ اس کے کسی معاملے میں دخل انداز ہوں۔

میرے وعدہ کرنے پر اس نے اپنا عمل شروع کیا۔ کچھ آیات مقدسہ پڑھتا جاتا تھا اور دہکتے انگاروں پر خوشبودار چیزیں ڈالتا جاتا تھا جس کے خوشبودار دھوئیں سے تمام کمرہ بھر گیا۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ ایک خاص منتر پر پہنچا تو لکڑیوں پر دم کرکے چاروں طرف پھینک دیں۔ جن کے پھینکتے ہی ہر سمت سے شور برپا ہو گیا۔ بلیوں کی جنگ کا ایک طوفان بدتمیزی تھا جس کے خوفناک شور سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ خدا کی پناہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صدہا بلیاں جن میں شیر اور لنگور بھی شامل ہیں۔ خونخوار جنگ میں مصروف پیکار ہیں۔ گو کہ خود بلیوں کی جنگ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ تاہم وہ کیفیت ایسی خوفناک اور ڈراؤنی آوازیں لئے تھے کہ سینے میں دل بیٹھا جاتا تھا۔ کہ اس نے پھر کچھ پڑھ کر پانی پر دم کیا۔ وہ خوفناک شور یک لخت بند ہو گیا۔ لیکن ہر چہار سمت سے زرد لیکن دھندلی شعاعیں تاریکی کو پھاڑ کر ہم دونوں پر پڑنے لگیں گویا صدہا سرچ لائٹیں تھیں جو ہم پر ڈالی جا رہی تھیں۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر اس روشنی کی مرکزی جگہ کو دیکھا تو خوف سے لرز گیا کہ تاریکی میں بہت سی ہیبت ناک شعلہ بار آنکھیں ہم کو غضب سے گھور گھور کر دیکھ رہی ہیں اور یہ شعاعیں ان ہی کی آنکھوں کی ہیں۔ میں شدت خوف سے مثل بید کے کانپنے لگا۔ میرے ساتھی نے کھڑے ہو کر پھر کچھ دم کیا اور زمین پر زور سے پیر مارا۔ اس کی اس حرکت سے ایک ہیبت ناک دھماکا ہوا جیسے کسی نے ڈائنامائٹ توپ داغ دی ہو۔ بھونچال سا آ گیا۔ تمام کمرہ کی ترتیب بدل گئی۔ اور زمین میں ایک بڑا سا شگاف پیدا ہو گیا۔ اس شگاف سے چکی چلنے کی سی آواز آنے لگی۔ لیکن وہ آواز بتدریج ترقی کرنے لگی۔ اور اس درجہ بلند ہو گئی کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اب اس گھڑگھڑاہٹ میں مختلف جانوروں کی پُرشور آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خونخوار درندوں کا ایک ہجوم ہے جو تیزی سے ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے کہ شگاف سے ہیبت ناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک بہت ہی بڑے شخص کی جسامت کا سر آہستہ آہستہ برآمد ہوا۔ اس کی آنکھیں گول اور سرخ و سیاہ منہ بہت زیادہ چوڑا، ناک چپٹی کان ہاتھی جیسے سر پر الو کی مانند ... تھے لیکن جسم نہایت مختصر تھا۔ گردن تاڑ ... سے زیادہ ... ہاتھ پیر پتلے لیکن ہتھیلیاں ... کی طرح چوڑی انگلیوں میں بڑے بڑے خونخوار ناخن۔ اس نے ہم کو دیکھ کر دیوانہ وار خوشی کی ایک چیخ ماری اور دونوں ہاتھ پھیلا کر ہماری طرف بڑھا اور

شگاف سے کسی کے آنے کی چاپ سنائی دی۔ العیاذ عجیب الخلقت مخلوق ... اور جس طرح بلی چوہے کی تاک میں چھپ جاتی ہے کہ اس کے اندر سے ایک بڑا سا خونخوار بھیڑیا نکلا جس کو اس نے فوراً دبوچ لیا۔ اس نے ہر چند ہاتھ پیر مارے لیکن وہ اس کے قوی پنجوں کی گرفت سے چھوٹ نہ سکا۔ اور نہایت وزنی لات چلائی اس کے بعد وہ گوشہ میں بیٹھا ہوا اس کی ہڈیاں چاب رہا تھا جس کی آواز ... وحشت پیدا کر رہی تھی۔ اس کی نگاہ برابر ہماری جانب لگی ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مختصر ناشتہ سے فارغ ہو کر سب سے پہلے ہماری طرف رجوع ہوگا کہ شگاف میں پھر دھما چوکڑی کی آوازیں آنے لگی۔ اس نے جیسا تک منہ بنا کر کان کھڑے کئے اور پھر توجہ سے اس کے اندر دیکھنے لگا۔ شگاف سے برابر آوازیں آتی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی زبردست کشمکش ہو رہی ہے۔ ایک چیخ کی آواز آئی جسے میرے تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ کسی کے زور سے جانے کی آہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی ایک سیاہ فام موٹا ہونٹ اور سرخ انگارہ جیسی آنکھوں والا قوی الجثہ حبشی نکل کر بے تحاشہ بھاگا کہ گھبراہٹ میں بڑے سر والے کا ایک کر دھڑام سے گرا۔ اس کے پیچھے ہی ایک خونخوار گروہ بیکر ڈیل ڈول کا جن جس کے تمام جسم پر بڑے بڑے ریچھ جیسے سیاہ لمبے بال تھے۔ چہرہ اور ... شیر جیسا خونخوار سر پر دو بڑے بڑے سینگ، ماتھے پر ناک جیسے تو تڑی جنگلی بھینسے کی طرح۔ ڈکراتا اور اژدہے کی طرح پھنکارتا ہوا تعاقب میں برآمد ہوا۔ حبشی کو اٹھا کر نہایت بے دردی سے فرش زمین پر پٹک دیا۔ جس سے ہمارے کمرے کی تمام زمین دہل گئی۔ حبشی تھا سخت جان، شدید چوٹ کھانے کے بعد بھی اٹھ کر بھاگنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس کے خونخوار پنجوں نے اس کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیئے غریب کے تمام جسم سے خون کے فوارے چل نکلے جس سے تمام کمرہ لالہ زار ہو گیا۔ فرش زمین پر خون کی کیچڑ ہو گئی۔ خون نشیب میں جمع ہو کر جم رہا تھا کہ بالآخر بیچارے نے نہایت کرب و بے چینی سے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اس گروہ خونخوار مردم خور کھسیٹ کر بڑے سر والے کے پاس لے گیا اور دونوں نے اس کی تکہ بوٹی کرکے آناً فاناً میں ختم کر دیا۔ آخری لقمہ چباتے ہوئے بڑے سر والے نے دریافت کیا کہ اس کے بعد کیا ارادہ ہے۔ تو اس خونخوار جن نے بھیانک منہ بنا کر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے مہیب آواز سے کہا کہ اس کو کھاؤں گا۔ میری خوف سے ایک چیخ نکل گئی اور میں اپنے ساتھی سے بچوں کی طرح چمٹ گیا۔ میری اس حرکت سے تمام کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ نہ تو وہ زرد شعاعیں رہیں اور نہ زمین میں شگاف۔ دانتوں کی ڈراونی کڑکڑاہٹ کا سناٹا تھا۔ اور خوشبودار دھوئیں کو بج کر ضعیف سی تاریکی پیدا کر رہا تھا۔ عامل نے نفرت و ملامت آمیز نظروں سے مجھے دیکھا اور میں شرم سے دریائے ندامت میں ڈوب گیا۔ وہ میرا انفعال محسوس کرکے متاثر ہوا۔ اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ کچھ پروا نہیں، وہ واقعہ ہی ایسا خوفناک تھا کہ تم تو کیا اگر رستم بھی دیکھ پاتا تو اس کا زہرہ فوراً ہی پانی ہو کر بہہ جاتا۔ میں غلطی پر نادم ہوں۔ کیونکہ میں نے

ولادت کیوں نہ اختیار کیا جو اس درجہ خوفناک نہیں ہو سکتا۔ میرا مقصد صرف تم کو مریخ کی سیر کرانا ہے۔ مگر وہاں کی تہذیب و تمدن ہماری دنیا سے بالکل مختلف ہے اسلئے بہتر ہے کہ قبل اس کے کہ تم اس دنیا میں داخل ہو تمہاری ملاقات کسی ایسی ہستی سے کرا دی جائے جس سے تمہاری معلومات میں کافی اضافہ ہو سکے میں ابھی خاموش ہی تھا کہ وہ اٹھا اور الماری سے نقرئی مجلّا جاشی لے کر اس کے ڈھکنوں سے لوگوں کو معطّر کر دیا۔ عمل کا دوسرا سامان فراہم کرکے عود و سوز کی آگ تبدیل کی اور سامنے الگ ایک بڑا سا حصار کھینچا۔ اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میرے پاس بیٹھ گیا۔ آگ پر کچھ خوشبودار اشیاء ڈالیں جن کے جلنے سے خوشبودار دھواں بڑا تیز ہو کر کمرہ میں گونج گیا۔ اس کے بعد وہ کچھ پڑھنے لگا۔ اس نے اس عمل سے عود و سوز سے لگا لیا۔ خوشبودار دھواں حیرت انگیز طریق پر حصار کے اندر جمع ہونا شروع ہو گیا حتیٰ کہ زمین سے چھت تک ایک گول ستون بن گیا۔ اس کے بعد اس نے چھری پر کچھ دم کیا اور زمین میں گاڑ دی۔ اُدھر اس نے چھری سے زمین کو چھوا اِدھر دھوئیں کے ستون میں تلاطم برپا ہوا اور اس کے چند منٹ بعد عمل کے کسی خاص منزل پر پہنچ کر اس نے چھری کو طاقت سے لقف زمین میں بھونک دیا۔ اس کی اس حرکت سے دھوئیں کے ستون میں ایک انقلابی طوفان برپا ہو گیا۔ دھواں کسی پوشیدہ قوت سے نہایت زور کے ساتھ گردش کرنے لگا۔ اس نے چھری کو کچھ اور اندر زمین میں پیوست کیا کہ اب دھواں پھٹ کر بادل کی شکل میں روئی کے گالوں کی طرح تیزی سے نیچے اوپر ہونے لگا۔ اور جس طرح بادل اکثر مختلف صورتیں اختیار کر لیا کرتا ہے۔ اسی طرح حصار میں ایک انسانی مجسمہ تیار ہونے لگا۔ حتی کہ دیکھتے ہی دیکھتے اب ایک اچھا خاصا خوبصورت نوجوان جس کا سبزہ آغاز اپنے شباب کا اعلان کر رہا تھا۔ ہمارے سامنے تھا۔ یہ نہایت حسین انسان تھا اس کا گلابی سا شفاف رنگ، بڑی بڑی موٹی چمکیلی آنکھیں، کشادہ پیشانی، جسم اور اعضاء کا دلفریب تناسب مجموعی طور پر خوبصورت تھے۔ وہ ہماری طرف نہایت محبت سے دیکھ رہا تھا۔ عامل نے عود و سوز میں خوشبو ڈالتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ اپنا نام و پتہ بتایئے؟

ایک گہری خاموشی اور سکوت کے بعد اس نے نہایت کمزور اور نحیف اور تھکی ہوئی پُر درد آواز میں کہا کہ میں محمد اسمٰعیل ذبیح بریلوی ہوں۔ ہندوستان میرا وطن ہے۔ جس کو آپ نے شفت شکل میں دنیا کے نقشوں اور اٹلسوں میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

سوال:۔ کیا آپ نے مریخ کی سیر کی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! میری موجودہ حیران آمیز پسپائی جو جناب کے پیش نظر ہے اسی خطر کی رہین منت ہے۔

سوال:۔ کیا آپ مہربانی فرما کر بتلا سکتے ہیں کہ آپ کا قیام وہاں کب تک رہا؟

جواب:۔ وہاں میں عرصہ تک رہا ہوں۔ وہاں کے تمام دلکش مناظر عرصہ تک میری نگاہوں ہی سے دوچار رہ چکے ہیں۔ وہاں کی عشرت گاہیں اب بھی میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ لیکن آہ افسوس یہ ایک ایسا خواب ہے جس کی تعبیر کچھ نہیں۔ ایک ایسا ارمان ہے جس کا پورا ہونا محالات میں سے ہے!

سوال:۔ اپنے وہاں جانے کے اسباب بیان فرمایئے!

جواب:۔ ابتدائے عام لوگوں کی طرح میرا بھی یہی خیال تھا کہ مریخ آبادی سے خالی ہے۔ اور یہی سودا میری موجودہ حالت کا باعث ہوا۔ جب میں اس دنیا میں آپ کی طرح انسان تھا۔ عرصہ تک مریخ کی تحقیق میں سرگرداں پھرتا رہا۔ ہزارہا روپیہ برباد کر دیا۔ بالآخر انگارہ شاہ سے ملاقات ہوگئی۔ وہ ہندوستان کے مایۂ ناز لاثانی عامل تھے۔ میں نے اس امید پر ان کی برسوں خدمت کی۔ بالآخر میری کوششیں رائیگاں نہیں گئیں۔ ایک دن عامل صاحب نے مجھ سے اس شرط پر وعدہ کر لیا کہ واپسی پر عرصہ لگ جاؤں۔ جہاں تک جلد ممکن ہو واپس آؤں ورنہ نا منظور سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ فوراً ہی رضامند ہو گیا۔ چنانچہ وہ مجھے اپنے چلہ گاہ میں لے گئے جہاں ایک مخصوص انداز سے چلہ فرش پر بیٹھنے کا حکم دیا اور تاکید کر دی کہ میں سامنے برابر دیکھتا رہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی انگلی میری آنکھوں میں گھما دی اور اپنے دونوں ہاتھ میری آنکھوں کے قریب لاکر انگلیوں کو موڑ کر پیچھے کو ہٹایا۔ گویا کہ کوئی چیز کھینچ رہا ہو۔ اور اپنے بائیں جانب جاکر جھٹک دیا۔ اسی طرح کئی بار کرنے سے مجھ پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ حتی کہ میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر سو گیا یا بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔؟ میں کھڑا ہوں۔ اور حیرت سے قدموں کے پاس ہی میری نعش بے جان پڑی ہے۔ میں نے گھبرا کر اپنی نعش کی نبض دیکھی۔ اس کے بعد نتھنوں پر ہاتھ رکھ کر نفس کی آمد و رفت معلوم کی لیکن مطلق پتہ نہ تھا جسم سرد ہو گیا۔ عامل صاحب نے ایک چادر سے میری نعش کو ڈھانپ دیا۔ میں نے گھبرا کر کہا ۔۔۔ حضرت کیا کرتے ہو۔ معاف فرمایئے میں مریخ کی سیر سے باز رہا۔ لیکن میری آواز کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا گویا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔ میں نے چیخ کر غصہ سے کہا ۔۔۔

ارے ظالم! یہ تو نے کیا کیا۔ مجھ کو جلد سے جلد اصلی حالت پر لا۔ ورنہ یاد رکھ میں پولیس میں تیری تمام کرتوتوں کا بھانڈا پھوڑ دوں گا۔ اور پھر تو دیکھے گا کہ قانون شکنی کی گرفت کس قدر تکلیف دہ اور سخت ہوتی ہے۔ لیکن اس پر ان الفاظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قطعی بہرہ ہو گیا ہے۔ یا اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن میں نے کہا۔ اچھا۔ اگر نہیں مانتے تو جاکر پولیس میں ابھی اطلاع کرتا ہوں اس کے بعد میں نہایت تیزی سے لڑتا ہوا کر تڑال بھاگا۔ دروازہ پر سنتری پہرہ پر کھڑا تھا۔ میں نے بآواز بلند شور مچانا شروع کیا کہ سرکش سرکار کے راج میں مجھ کو لوٹ لیا۔ میری زندگی برباد کر ڈالی۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

لیکن سنتری نے میرے اس رویے پر کوئی توجہ نہ دی۔ میں چاٹک سے ہٹا ہوا پورٹ محرر کے پاس پہنچا۔ وہ لکھنے میں مصروف تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اس معزز ہستی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ منشی جی! اس وقت گو کہ میرے پاس آپ کے نذرانہ کیلئے کچھ نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کامیاب ہو کر آپ کو خوش کر دوں گا۔ لیکن اس معزز ہستی نے میری گذارش پر مطلق التفات نہ کیا۔ میں نے کہا منشی جی! ایک شریف خاندان سے ہوں۔ میرے ساتھ یہ برتاؤ قابل افسوس ہے۔ لیکن اس نے بغیر میری طرف مخاطب ہوئے کنسٹبل کو آواز دی۔ میں دل میں خوف سے لرز گیا کہ کہیں مجھکو پٹوا دے یا گالیاں نہ دلوائے۔ میں خوف سے ایک طرف ہٹ گیا کہ کنسٹبل کچھ بڑبڑاتا ہوا آیا۔ منشی جی نے حکم دیا کہ دیکھو یہ مزدور سامنے آئے ہیں ان کو لے جا کر ان کی تعمیل کرو۔ جب وہ شخص لے کر چلا گیا تو میں نے کہا منشی جی میری بھی رپورٹ لکھ دیجئے! آپ کے شہر میں ایک انگا بدمعاش رہتا ہے۔ نہایت چالاک اور دغاباز شخص ہے۔ میں پردیسی آدمی اس سے واقف نہ تھا اس کے فریب میں پھنس گیا۔ اس نے مجھکو بلا وجہ جان سے مار ڈالا۔ اس پر قتل عمد کا مقدمہ قائم کر کے اس کو پھانسی دلوا دیجئے۔ محلے کے تمام لوگ گواہی دیں گے۔ او خدا جانے میں کیا کیا بکتا رہا۔ لیکن تندو تند نے میری ایک نہ سنی۔ میں ناامید ہو کر تھانیدار کے کمرے میں گیا۔ سب انسپکٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی میز کے گرد اہل معاملہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ثبوت اور صفائی میں عرض معروض کر رہے تھے۔ کنسٹبلان مؤدبانہ حکم کے انتظار میں حاضر تھے۔ میں نے شکایت کرنا شروع کر دی۔ آپ کے ماتحت نہایت نالائق اور ظالم بے سامان ہو رہے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ ان کے اس بُرے برتاؤ کی اطلاع ابھی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے بنگلہ پر براہ راست جا کر عرض کروں۔ لیکن میں نے مناسب جانا کہ پہلے آپ کے گوش گذار کر دوں۔ ورنہ آپ کو شکایت رہتی کہ مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ مہربانی فرما کر میری رپورٹ لکھ لیجئے۔ مجھ کو انگا بدمعاش نے برباد کر دیا ہے۔ اپنے عمل کے ذریعہ سے مجھے مار ڈالا ہے اور میری نعش کو لے جا کر اس نے سفید چادر سے ڈھانپ کر پوشیدہ کر دیا ہے۔ آپ چل کر فوراً گرفتار کر لیجئے۔ ورنہ نہایت چالاک آدمی ہے۔ کہیں بھاگ جائے گا یا نعش کو غائب کر دے گا۔ اور پھر آپ کو بڑی دقت اٹھانی پڑے گی۔ گو کہ اس وقت میرے پاس دینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔ لیکن آپ کو خوش کر دوں گا۔ میں ایک خاندانی شریف النسل آدمی ہوں۔ میرے چچا بدایوں میں سب جج کے عہدہ پر مامور ہیں اور میرے خسر بریلی میں سول سرجن ہیں۔ ان کو جس وقت خبر ہوگی زمین سر پر اٹھا لیں گے۔ اور ہاں خوب یاد آیا۔ میرے خالو بہت غضبناک آدمی ہیں۔ جو نہ معلوم غصہ میں کیا کر گذریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ جلد سے جلد اس ظالم کی گرفتاری عمل میں لائیں۔ لیکن میری کسی بات پر توجہ نہ کی گئی۔ میں نے خوشامد سے گڑگڑا کر کہا کہ میری شادی کو صرف ایک ماہ ہوا ہے۔ میری دلہن بیوہ ہو جائے گی۔ خدا کیلئے اس کی بیوگی پر رحم فرما کر میری زندگی کو بچائیے۔ میں عمر بھر آپ کا غلام رہوں گا۔ لیکن میری خوشامد بھی رائیگاں گئی۔ میں اب تھک گیا تھا۔ اور غصہ کی وجہ سے میری سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تھی۔ سب انسپکٹر صاحب نے سگریٹ کی خالی ڈبیہ کی جو میز پر پڑی ہوئی تھی میں نے اٹھا کر ان پر ماری مگر نہ ڈبیہ ہلی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوئی۔ میں نے دل میں کہا کہ عالم خواب ہے یا بیداری ہے۔ یہ معلوم کرنے کیلئے میں نے اپنے ہاتھ میں زور سے کاٹا۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جب مجھے محسوس ہوا کہ یہ میرا جسم مادی نہیں بلکہ کسی لطیف شے کا بنا ہے۔ جس کی ماہیت سے ہنوز میں بے خبر ہوں۔ جس طرح شفاف سے روشنی کی ایک چھڑی یا رڈل زمین تک معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مٹھی میں نہیں آتا اسی طرح میرا جسم تھا۔ اب میری سمجھ میں آگیا کہ لوگ نہ تو میری آواز سن سکتے ہیں اور نہ مجھکو دیکھ سکتے ہیں۔ میں اپنے اوپر ملامت کرتا ہوا کہ اچھا مریخ کی سیر کی۔ روح جسم سے علیحدہ ہو گئی۔ اب سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ میں پھر جا کر عامل صاحب کے حجرہ گاہ میں پناہ لوں۔ شاید وہاں کوئی مفید صورت پیدا ہو جائے۔ میری واپسی پر بھی حجرہ گاہ خوشبودار دھوئیں سے گونج رہا تھا۔ عامل صاحب بیٹھے ہوئے آوازیں دے رہے تھے کہ اے فانی انسان کی روح! تیار ہو جا تیرے سفر مریخ کیلئے ایک مرکب تیار ہو رہا ہے۔ میں گھبرا کر پہنچا اور زور سے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ لیکن میری آواز کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور عامل صاحب بدستور بیٹھے رہے۔ اب مجھے اس امر کا احساس ہوا کہ وہ میری آواز سن ہی نہیں سکتے۔ اس لئے ان سے بار بار مخاطب ہونا بے فائدہ اور بے سود ہے۔ لہٰذا میں اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا۔ کمرہ خوشبودار دھوئیں سے تیرہ و تار ہو رہا تھا۔ عامل صاحب اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے ہوئے عمل میں مصروف تھے۔ میری نعش بے گور و کفن ایک گوشہ میں سفید چادر سے ڈھکی ہوئی رکھی تھی۔ عامل صاحب کے عمل سے ایک مہیب شکل کا موکل دست بستہ حاضر ہو کر جو حکم ہو تعمیل کی جائے کہہ کر کھڑا ہو گیا۔ عامل صاحب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ حضرت ذبیح اللہ کی یہ نعش رکھی ہے ان کی روح کو آسمانی سلطنتوں میں سے مریخ کی سیر کرائی جائے۔ گو کہ روح کو میری مادی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن وہ یہیں موجود ہوگی۔ اور لازماً حکم سن رہی ہوگی۔ اس کے سفر کیلئے جلد ایک ایسے مرکب کا بندوبست کر کے مریخ کی سیر کرا لائیے۔ یہ سن کر موکل غائب ہو گیا۔ اور میرے پاس ایک شتر مرغ جیسا بلند قامت پرندہ مع عمدہ زین و رکاب کے آراستہ کھڑا تھا۔ میں نے اس کو قریب پا کر اس خوف سے کہیں کاٹ نہ کھائے پیچھے ہٹ گیا کہ موکل نے ظاہر ہو کر عامل صاحب سے عرض کیا کہ محمد اسمٰعیل کی روح اپنے مرکب سے خوف کھاتی ہے۔ عامل صاحب نے قہقہہ لگا کر کہا کہ اے میرے دوست کی روح اب تو ایسی حالت میں ہے کہ کوئی طاقت تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نہ تجھے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ تیری آواز سن سکتا ہے۔ تو ہر تنگ مقام پر بلا تکلف ایسا ہی گذر سکتا ہے جیسا کہ انسان کسی لمبے چوڑے دروازے میں جا سکتا ہے

کچھ خوف نہ کر اور سوار ہو کر مریخ کی سیر کر کے جلد واپس آ تاکہ تجھکو پھر تیرے جسم میں داخل کر دوں۔ احتیاطاً کہیں ذرا خوش نہ کرنا کہ تیرے مرکب کی عمر صرف ۳ ماہ ہے اگر زیادہ وقت لگایا تو پھر تجھکو تا قیامت مریخ سے واپس آنا نصیب نہ ہوگا۔ جس کے بعد خاموش ہو گئے۔ میں اس پرندہ کی پشت پر سوار ہو گیا تو اس نے اپنی دم مور کی طرح اس طرح کھڑی کر دی جس سے میں نے تکیہ لگا لیا۔ اب اس نے ایک بانگ لگائی۔ گویا مجھ سے اجازت پرواز چاہتا ہے۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ چل کر باہر پہنچا اور وہاں سے بالآہستگی پرواز کرنا شروع کر دیا۔ ابتدا تو نہایت سست روی سے اڑنا شروع کیا تھا لیکن پھر اس کی اڑان میں لحظہ بلحظہ سرعت سے تیزی پیدا ہونے لگی اور بالآخر وہ اتنی تیزی سے پرواز کرنے لگا کہ اس کا اندازہ قوت بشر سے بعید ہے۔ میں جوں جوں بلند ہوتا جاتا تھا دنیا سمٹ کر چھوٹی ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ ایک سیاہ نقطہ کی طرح معلوم ہونے لگی۔ اور بالآخر وہ بھی نظروں سے غائب ہو کر آسمان کی نیلگوں وسعتوں میں گم ہو گئی۔ اس وقت میں کتنی بلندی پر تھا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ایک توپ کا گولہ تھا جو اپنے نشانے پر جا رہا تھا۔ ایک شعاع نور تھی جو مرکز زمین سے مریخ کی طرف نہایت تیزی سے دوڑ رہی تھی کہ بالآخر میرا یہ طویل سفر گھنٹہ ۸ منٹ ۴۰ سیکنڈ میں تمام ہو گیا۔ میرا مرکب اسی قدر تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا کہ اگر راستہ کا کوئی معمولی واقعہ میری توجہ اپنی طرف متعلق نہ کرتا اور میں بے کار اپنے سفر کا قیمتی وقت ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ ۲۰ سیکنڈ ضائع نہ کرتا تو یہ ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ میل کا طویل سفر صرف ایک گھنٹہ ۴۳ منٹ ۲۰ سیکنڈ میں طے ہو جاتا۔

سوال:۔ وہ کون سا واقعہ ہے جس نے راستہ میں آپ کی توجہ اپنی طرف مرکوز کر لی۔

جواب:۔ جس وقت میں کلو میٹر کی بلندی پر پہنچا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ہوائی جہاز آر ۱۰ ابھی مریخ کی سیاحت کے شوق میں یورپ سے جا رہا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا ہے جہاں مریخ اور زمین کی کشش اپنی اپنی سمت بہا قوت سے کھینچ رہی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز میں آگ لگ گئی۔ اور نہایت بری طرح جل کر گر پڑا۔

سوال:۔ مریخ کے جغرافیائی حالات سے مطلع فرمائیے۔

جواب:۔ مریخ شب میں جو بظاہر گول سرخ تھالی کی طرح نظر آتا ہے۔ دراصل بیضاوی ہے۔ اس کا قطر ۴۲۱۵ میل اور حجم ہماری زمین سے ۱/۷ ہے۔ اس کا سطحی رقبہ زمین سے ۱/۴ ہے اور اس کی کثافت ۷۰ ہے۔ زمین کے مقابلے میں کشش ثقل کم ہونے کے باعث جس چیز کا یہاں وزن ۵۰ پونڈ ہے وہاں ۱۹ پونڈ ہوتا ہے۔ مریخ کے خط استوا کا جھکاؤ اپنے مدار کی طرف تقریباً ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے۔ اس کی رفتار محوری بھی قریب قریب اتنی ہے جتنی کرۂ ارض کی۔ یعنی ۲۴ گھنٹہ ۳۷ منٹ ۲۲٫۶۶ سیکنڈ میں مریخ اپنے فلک پر آفتاب کے گرد بحساب ۱۴٫۹۶

میل فی سیکنڈ ۶۸۶٫۹۸ دنوں میں گردش کرتا ہے یعنی آفتاب کے گرد مریخ کی گردش کا ایک سال ساڑھے دس ماہ کا ہوتا ہے۔ مریخ کا ٹمپریچر اوسطاً ۲۵ درجے سے ۷۰ درجے تک ہے۔ چونکہ مریخ کا مدار بہت مٹا ہوا ہے۔ اس لئے وہ زمین سے قریب تر آ جانے کے باوجود بہت دور رہتا ہے۔ مثلاً اگر کرۂ ارض کا فاصلہ آفتاب سے اوج شمسی کے وقت صرف ۳ لاکھ میل ہوتا ہے تو مریخ اس نقطہ پر ۲ کروڑ ۶ لاکھ میل دور ہوتا ہے۔ فروری یا مارچ میں جب آفتاب مریخ اور زمین تینوں ایک خط میں ہوتے ہیں تو اس وقت مریخ اور زمین کے درمیان تقریباً ۶ کروڑ ۱۰ لاکھ میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اور اگر یہی صورت اگست یا ستمبر میں واقع ہو تو فاصلہ کم ہو کر ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ میل رہ جاتا ہے۔ ایسے تمام قرانوں کے مابعد اوسط ۴ کروڑ ۸۷ لاکھ میل ہوتا ہے۔ چونکہ مریخ کے تین چاند ہیں اس لئے وہاں کبھی تاریک راتیں نہیں آتیں۔ مریخ میں فصل بہار ۱۹۹ دن گرما ۱۸۳ دن خزاں ۱۴۷ دن اور سرما ۱۵۸ دن رہتے ہیں۔ مریخ کی خالص آبادی آتشی مخلوق دیو جن پری وغیرہ ہیں۔

سوال:۔ کیا مریخ میں بھی جنگل پہاڑ اور دریا ہیں اور وہ کیسے ہیں؟

جواب:۔ ہماری زمین سے مختلف ہیں۔ وہاں کی زمین ہماری زمین سے مختلف ہے۔ وہاں زمین خاکی نہیں ہے۔ بلکہ فیروزی ہے۔ وہاں کے دریاؤں میں پانی کی بجائے آب طلائی بہتا رہتا ہے۔ جو مثل سیماب کے سیال ہوتا ہے۔ اس کے پہاڑوں کے پتھر صرف جواہرات ہوتے ہیں۔ اور اس پر اگنے والے نباتات و درخت دھات کے نہایت خوشنما رنگ ہوتے ہیں۔ اور ان پر قوس قزح کی طرح مختلف دلکش چمکیلے رنگوں کے پھول کھلتے ہیں۔ ان کی مہک یہاں کی خوشبو سے بالکل الگ لیکن روح پرور ہوتی ہے۔ وہاں کے ساکنان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اسے دفن نہیں کرتے بلکہ کسی باغ میں اس کی لاش رکھ دیتے ہیں۔ جس سے چند ایام میں تازہ پھولوں کے ساتھ نعش کے اجزا ذرات خود بخود ہوا میں منتشر و تحلیل ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہ آتشی ہیں۔ لہٰذا ان میں سڑنے اور گلنے سے تعفن پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے۔

سوال:۔ دوران سیاحت مریخ کا کوئی عجیب و غریب واقعہ بیان کرو۔

جواب:۔ یوں تو وہاں کی ہر بات عجیب و غریب ہے لیکن ہنگام سیاحت مریخ میں جب مسرتوں سے سرشار ہو رہا تھا۔ وہاں کی دلکش رنگینیاں دیکھ کر ایسا محسوس کرنے لگا کہ جنت الفردوس معہ اپنی تمام رنگینیوں کے عالم بالا کی افسردگی سے بیزار ہو کر یہاں منتقل ہو گئی ہے۔ میری توجہ ایک المناک واقعہ نے اپنی طرف مائل کر لی۔ زمانہ برشگال کی بہار آفریں چاندنی میں مہ جبین ظلمات مع اپنی بے پناہ طلعت افگن رعنائیوں کے کسی رنجیدہ خیال میں مستغرق کھڑی تھی۔ اس کے مرمریں شانوں پر بکھرے ہوئے سنہری ریشمی بال

ستیارہ زہرہ کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے ابھر کر شمیم انگیزی کر رہے تھے جس سے تمام فضا نکہت فشانی سے مہک اٹھی تھی۔ اس وقت اس کے نازنین جسم پر نرگس شہلا کی بھینی بھینی خوشبو کی ایک ہلکی چادر تھی جو زر نگار نگینوں سے مزین کر دی گئی تھی۔ اور جس پر جا بجا سراندیپ کے سچے موتی جگمگا رہے تھے۔ اس کے عقب میں کنیزیں دست بستہ کھڑی تھیں۔ مگر وہ بیکسی کے عالم میں سر جھکائے پتھر کے چند بے تصویر بت بنے ہوئے تھے۔ جو زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت تک یا کبیر سحر آفریں تخیلش اپنے اثر سے ان میں جان نہ ڈالے گی وہ اسی طرح بے جان رہیں گی۔

طلیطانیہ نے اپنی خمار آلود نگاہوں سے ان کی وحشتوں پر افسردہ نظر ڈال کر ٹھنڈی سانس لی جس کی خنکی میں ہر طرف لپٹے گرد جیتی تمام فضا میں محسوس کی۔ اس کی چشم نمناک سے چند قطرات اشک شہاب ثاقب کی طرح آغوش زمین پر گر کر پھیل گئے کنیزوں کی سرتاج اسپوک جرأت کر کے آگے بڑھی۔ دامن پر بصد احترام بوسہ دے کر مؤدبانہ التجا کی کہ آج خلاف معمول سلطانہ طلیطانیہ کے دشمن رنجیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ طلیطانیہ جو اس وقت تک ایک تصویر غم ایک پیکر حزن و ملال بنی ہوئی تھی۔ ایک آہ دل دوز کے ساتھ بولی کہ اسپوک تو نہیں جانتی کہ آج کرۂ زمین ہندوستان سے ایک جلیل القدر انسان انگارہ شاہ عامل آغا قیصر تماوت سے واپس ملک بقا ہو گیا۔ ورنہ مریخ سے کرۂ زمین کو اس طرح وابستہ کر کے ہمیشہ آمد و رفت جاری کر دیتا کہ خاکی دنیا کو مریخ دیوؤں کی روشنی اور رنگینی سے فرشتہ کا باعث ہوتا۔ یہ سن کر مجھے چکر سا آگیا۔ پیر تلے سے زمین نکل گئی۔ اور واقعی ہو گیا میں فوراً اپنے مرکب پر سوار ہو کر زمین پر آیا۔ مرکب نیچے آ کر غائب ہو گیا۔ میں نے دیکھا واقعی مکان منہدم ہو کر اینٹوں کا ڈھیر بن گیا ہے۔ لوگ پھاوڑوں اور کدالوں سے مٹی صاف کر رہے تھے۔ اس کے بعد جو کیا حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے۔

چنانچہ عامل صاحب نے کچھ پیشگو گردی ہوئی چیزی کسی قدر زمین سے اکسایا ہی تھا کہ وہ مجسمہ جو ابھی ابھی دردناک سرگزشت سیاحت مریخ کے پُر درد حالات بیان کر رہا تھا، راکھ کے ڈھیر کی طرح جھک پڑا اور اس میں بھڑ دکھائی برپا ہونے لگا۔ تیز زمین سے چنگاری نکالی جس سے تمام کمرے میں دھواں گھٹ گیا۔

عامل صاحب اور میں کمرے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ اگر تم مریخ میں جانا چاہتے ہو تو روح کے بتلائے ہوئے طریقہ کا سر الگ پڑھ دو مریخ میں پہنچا سکتا ہوں ——— میں وہاں سے خاموش اپنی قیام گاہ پر واپس آیا اور دوسرے دن قاہرہ سے روانہ ہو کر وطن آنے کیلئے لبنان نامی جہاز پر سوار ہو گیا ——!

زہر کو زہر مارتا ہے

کثیر مقصدی سیرم

"گیورزا" ایک قسم کا افعی سانپ ہے جو وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے لیکن "اینٹی گیورزا" نامی زہر مار سیرم جو ویکسین اور سیرم کے تاشقند تحقیقی ادارے کی تیار کردہ دوا ہے۔ اس خاندان کے تمام سانپوں کا زہر ختم کرنے میں کام آسکتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ بچھو کا زہر بھی مار دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح "تعداد" کے علاقوں، مشرق بعید اور وسط ایشیائی جمہوریاؤں میں اس کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی اس کی کافی اہمیت ہے۔

تیس افعی سانپوں سے ڈیڑھ گرام خشک زہر حاصل ہوتا ہے جو دوا کی ستر خوراک بنانے کیلئے کافی ہے۔ اس دوا کے استعمال سے انسانی بدن کے نظام پر کوئی مضر اثر نہیں ہوتا۔

اس انسٹی ٹیوٹ میں "اینٹی کوبرا" بھی تیار ہوتی ہے۔ یہ دوا ان لوگوں کو دی جاتی ہے، جنہیں کالے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

خطرناک مکڑا

کاراکرت ایک ننھا سا سیاہ مکڑا ہے جو بے حد خوفناک ہوتا ہے۔ اس ننھے مکڑے کے مقابلے میں کالے ناگ کا زہر بھی معمولی نظر آتا ہے۔ کاراکرت کا کاٹا آدمی بچتا نہیں۔

ہر سال ویکسین اور سیرم کے تحقیقی ادارے کو پانچ ہزار سے زائد چھوٹے چھوٹے پیکس موصول ہوتے ہیں۔ ان میں ہر ایک میں ایک کاراکرت ہوتا ہے۔ اس کا زہر نکالا جاتا ہے۔ اس کی سمیت ختم کی جاتی ہے۔ اور اسے ایک گھوڑے کے جسم میں انجکشن کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے خون سے زہر مار سیرم تیار کیا جاتا ہے۔ ہر سال "اینٹی کاراکرت" ہزاروں کی تعداد میں وسط ایشیائی جمہوریاؤں اور دوسرے علاقوں کو بھیجا جاتا ہے۔ یہ دوا ان لوگوں کی جان بچاتی ہے جو خشک چراگاہوں میں رہنے والے اس خطرناک دشمن سے کسی وقت بچاؤ نہیں کر پاتے۔ احتیاطی ٹیکہ مہینوں کے لئے ایک آدمی کو کاراکرت کے زہر سے محفوظ کر دیتا ہے۔

علم النفس - ایک قدیم پراسرار اور حیرتناک علم

پہلی قسط

یہ علم زندگی میں پیش آنے والے حادثات اور انقلابات سے آپ کو پیشگی آگاہ کرسکتا ہے

عربی میں اس کا نام علم النفس اور ہندی میں علم سر ودھا کہتے ہیں۔ اس علم میں سانس یعنی تنفس سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ بات واضح کی جاچکی اور واضح ہے کہ انسانی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے۔ سانس ناک کے دونوں نتھنوں یعنی (سوراخ نتھنی) سے کم و بیش ہر وقت جاری رہتی ہے اس سانس کے بند ہو جانے کا نام موت ہے۔ اصطلاح علم والے سُر کہتے ہیں۔ علم النفس میں اس کی تین قسمیں مقرر ہیں۔ اول ایک نتھنے سے زور سے بےکسی رکاوٹ کے سانس آنا۔ دوم ایک نتھنے میں رک رک کر سانس آنا۔ سوم دونوں نتھنوں سے برابر سانس کا آنا۔ جس نتھنے سے زیادہ سانس آتی ہے اسے چلتا سُر یعنی نفس جاری کہتے ہیں۔ جس نتھنے سے سانس رک رک کر آتی ہے۔ اسے بند سُر کہتے ہیں یعنی نفس مسدود کہتے ہیں اور جب سانس دونوں نتھنوں سے برابر جاری ہو تو اسے نفس متساویہ کہتے ہیں۔ ہندی میں ان ہر سہ اقسام کے نام یہ ہیں۔ جب سیدھا نتھنا چل رہا ہو اور بایاں بند ہو تو اسے پنگلا کہتے ہیں اور جب بایاں نتھنا چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے ایڑا کہتے ہیں۔ اور جب سانس دونوں نتھنوں سے برابر چلتی ہے تو اسے سکھمنا یا سوکھمنا کہتے ہیں۔ چونکہ جسم کے داہنے حصے کا تعلق شمس سے ہے اس لئے جب سیدھا نتھنا چل رہا ہو اور الٹا بند ہو تو اسے شمسی سُر کہتے ہیں اور اس کا خاص تعلق سورج سے ہوتا ہے۔ جسم کے بائیں حصے کا تعلق قمر سے ہے۔ لہٰذا جب الٹا نتھنا چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے قمری سُر کہتے ہیں اور اس کا تعلق قمر سے ہوتا ہے۔ اس درمیانی سُر یعنی نفس متساویہ کا نام ہندی میں اگرچہ سکھمنا ہے لیکن کسی ستارے سے متعلق نہیں اور یہ ایک فروگذاشت بلکہ اہم غلطی ہے کہ ایک کثیر الوقوع واقعہ کا تعلق کسی ستارے سے نہ ہو۔ حالانکہ ہم کو یہ دعویٰ ہے اور صحیح ہے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ اور ہر چیز ماتحت اثر سیارگان ہے۔ حکیم مطلق نے ساری دنیا کا نظم و حرکات سیارگان ہی سے متعلق کیا ہے۔ پھر ایک معمولی اگر ایک ناچیز ذرہ ایک بے حقیقت تنکا ایک نازک پھول کی پتی بھی سیارگان کے اثر سے خالی نہیں تو پھر ایک معمولی سے معمولی اور قلیل الوقوع کیلئے تو سیارگان کی مناسبت مان لی جائے اور اس کے مقابلہ میں کثیر الوقوع کو نظر انداز کر دیا جائے جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے کی طرف آتی ہے۔ یا سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے کی طرف منتقل ہوتی ہے تو دونوں حالتوں کے وسط میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ نفس متساویہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ غلطی متقدمین کی نہیں ہے۔ یہ غلطی ان نام نہاد محققین اور مؤلفین کی ہے کہ ادھر ادھر کی چار سطری باتیں لکھ کر کتاب کی صورت میں شائع کر دیں دوسری طرف بھی حاصل کیا اور مصنفین میں نام بھی لکھ لیا۔ اگر وہ علم النفس کا بنظر غائر مطالعہ کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ نفس کا تعلق مثل دیگر اعمال کے سبعہ سیارگان سے ہے علم النفس کی نسبت شمس و قمر پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بظاہر ناک کے دو نتھنوں پر اعتبار کرتے ہوئے دو ستاروں سے ہی متعلق مان لیا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ عوام اور طلباء کیلئے ضروری مقصد علم النفس کا ان ہی دو ستاروں کی نسبت سے حاصل ہو جاتا ہے مگر کتاب خاص نہیں ہوتی۔ اسے عام و خاص دونوں ہی پڑھتے ہیں۔ لہٰذا کتاب لکھتے وقت دونوں کے جذبات کا خیال نہ رکھنا ایک مصنف اور مؤلف کی خام کاری ہے۔ نفس کا تعلق خمسہ متحیرہ سے بھی اسی طرح ہے جس طرح شمس و قمر سے۔ نفس کی رفتار کا تعلق سبعہ سیارگان سے ہے اور اطلاق یہ ہے کہ نفس متساویہ کا نام کتابوں میں ہے۔ اور اس سے متعلق ہیں لیکن کسی ستارے سے تعلق نہیں ہے۔ یہ غلطی اور ظلم ہے۔ اور میں دلائل و شواہد سے ثابت کروں گا کہ نفس کی دو قسمیں نہیں بلکہ سات قسمیں ہیں اور جب تک یہ تقسیم نہ کریں گے علم نامکمل رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ایک شے کا وجود پایا جاتا ہے۔ اور نام بھی رکھ لیا جاتا ہے پھر کسی ستارے سے متعلق نہ کرنا قانون علم و عمل کے خلاف ہے۔ دنیا کے کام حسب قوانین مروجہ تین قسم پر ہیں۔ لہٰذا علم النفس نے تقسیم کئے ہیں۔ شمسی، قمری، درمیانی۔ پھر درمیانی حالت کو بے ستارہ کے مان لیا اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ حالت سلسلہ نظم کائنات سے علیحدہ ہے۔ حالانکہ یہ محال ہے۔ ارباب تحریر پوشیدہ نہیں ہے کہ نفس متساویہ کا تعلق عطارد سے ہے اور تحویل کرنے کا سلسلہ مریخ سے ختم ہے اور غروب کا تعلق مشتری سے ہے۔ والنفس حین یرجع من الیمین الی الیسار منسوب الی زحل وحین یرجع الی الیسار

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

حین الیمین مخصوص حین الزعوی — یعنی جب آفتاب نصف النہار (دن کے بارہ بجے جو تحویل کرنے کا وقت شرعی ہے) پر ہو تو اس کا وقت نفس کا تعلق مریخ سے ہوتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو تو اس وقت نفس کا تعلق مشتری سے ہوتا ہے اور جب نفس سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے کی طرف پلٹ رہا ہو تو اس کا تعلق زحل سے ہوتا ہے۔ (نفس متساویہ سے قبل)

اور جب نفس بائیں نتھنے سیدھے نتھنے میں منتقل ہو رہا ہو تو اس کا تعلق زہرہ سے ہوتا ہے۔

(من قبیل نفس متساویہ) اور میں نسبت کو ان شاء اللہ تعالیٰ بڑی ہی تالیع اور دلیل سامعیت سے روشن اور واضح کروں گا۔ اور جو رموز و اسرار علم النفس کے ابھی تک منظر عام پر نہ آئے تھے۔ ان کو اجاگر کروں گا۔ اب میں ایک کی تفصیل اور تاثیر بیان کرتا ہوں۔ اہل تنجیم نے عطارد کو منفرد مخنث تسلیم کیا ہے۔ مخنث ایک قسم خاص ہی نوع انسان کی ہے۔ جو نہ مردوں میں شامل ہیں اور نہ عورتوں میں ان کا شمار ہے۔ اسی طرح عطارد بھی اپنی ذاتی خاصیت اور اثرات کا حامل نہیں بلکہ جس ستارے کے اثر سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی کی خاصیت اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً زحل کے ساتھ نحس اور مشتری کے ساتھ سعد ہے اور یہ عطارد کی ذات ہے اور جو ستارے کے ذریعہ جو خاصیت عطارد پیدا کر لیتا ہے وہ صفت ہے جو کہ ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے۔ اس لئے یہی بات تو ہے کہ جب دونوں نتھنوں میں برابر سانس جاری ہو یعنی نفس متساویہ کی حالت ہو تو کوئی کام شروع نہ کرو۔ جو کام نفس متساویہ کی ساعت میں شروع کیا جائے وہ اکثر و بیشتر بے نتیجہ اور عبث ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ عطارد اپنی ذات میں نہ نیک ہے نہ بد۔ یہ وقت عبادت اور ریاضت کا ہے۔ آپ کہیں گے کہ عبادت اور ریاضت آخر ایک کام ہی ہے۔ لہٰذا جو عبادت نفس متساویہ کی حالت میں کی جائے وہ بھی نیک و بد اثرات سے خالی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت اور ریاضت کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔ اور خدائے ذوالجلال کی ذات سیاروں کے اثر سے بالاتر ہے۔ یہ تمام علوم امور دنیوی سے متعلق ہیں۔ مذہبی امور کا تعلق ان کی ذات سے نہیں۔ اگر آپ اور کسی قدر غور و تامل کریں تو نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ نفس متساویہ کو شریعت نے بھی بالاصل اور عظیم تر تسلیم کیا ہے۔ نفس متساویہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ وقت نحس سے متعلق ہے نہ قمری سے۔ اسی طرح مشرکین کے لئے بھی نماز کی شرعاً ممانعت ہے اور ممنوع کبری اوقات میں بھی یہی سرّ ہے۔ وقت طلوع، وقت غروب اور نصف النہار یہ اوقات ثلاثہ ایسے ہیں کہ ان میں دن اور رات کا اتفاق نہیں ہوتا اور شرعاً یہی وقت عبادت کا نہیں ہے جو خاصیت ان اوقات کی ہے وہی عطارد کی ہے۔ اوقات ممنوعہ کبری منطبق ہیں ذات ہیں۔ عطارد اپنی ذات میں نہ نیک ہے نہ بد۔ نفس متساویہ نحسی اور قمری ہے۔ لیکن ہم آپ کو ہدایت کرتے ہیں کہ نفس متساویہ کے وقت عبادات ترک نہ کرو۔

شروع کئے ہوئے کام پر نفس متساویہ کا چنداں اثر نہیں پڑتا۔ کام کی جو ممانعت لی گئی ہے وہ ممانعت آغاز کار کی ہے۔ یعنی کوئی کام شروع نہ کرو چونکہ آپ نے کوئی کام نفس متساویہ سے قبل شروع کیا ہے۔ لہٰذا اس کام میں اس ستارے کا دخل ہے جس کی ساعت میں آپ نے شروع کیا ہے۔ کام کے درمیان میں جو ستارے تبدیل ہوئے ان کا اثر خاص نہیں پڑتا اگرچہ بالکل اثر سے محروم بھی نہیں۔ آپ نے اگر تجربہ کیا ہو گا اور غور کریں تو دن رات تجربہ کر سکتے ہیں۔ کہ آپ ایک کام کر رہے ہیں اور وہ صحیح طریقہ پر ہو رہا ہے۔ یکایک اس میں خرابی پیدا ہو گئی یا کوئی غلطی ہو گئی۔ آپ حیران رہ جاتے ہیں کہ بخوبی سیدھا کام ہوتے ہوتے ذرا سی دیر میں خراب ہو گیا۔ اس خرابی کا باعث کبھی آپ کی غلطی ہوتی ہے۔ کبھی کسی دوسرے کی۔ بہرحال اچھا خاصا کام چلتے چلتے بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نام نفس متساویہ ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ کام درست ہو گیا۔ اسی کا نام نفس شمسی یا قمری ہے۔ دنیا میں تین قسم کے کام ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ کوئی کام آپ نے شروع کیا اور اول سے آخر تک حسب دلخواہ وہ خیر و خوبی پر ختم ہو گیا۔ یہ خاصیت ہے شمسی یا قمری کی۔ دوسری قسم وہ ہے کہ آپ نے کوئی کام شروع کیا اور اول سے آخر تک وہ بگڑا ہی رہا۔ اور کسی وقت درستی پر نہ آیا۔ اس کا نام نفس متساویہ ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ کوئی کام اچھی طرح ہو رہا تھا یکایک درمیان میں بگڑ گیا۔ تھوڑی دیر بگڑا رہا اور پھر درست ہو گیا۔ یہ اثر نفس متساویہ کا ہے۔ جب درمیان کار میں نفس متساویہ کا وقت آ جائے گا تو کام بگڑ جائے گا۔ اب ایک اعتراض یہ ہے جو وارد ہوتا ہے کہ میں نے نفس متساویہ کی ساعت میں آغاز کار کی مطلق ممانعت کر دی حالانکہ عطارد سعد بھی ہوتا ہے۔ اور نحس بھی۔ گو بذات عطارد نیک یا بد نہیں مگر صفاتاً تو نیک ہو یا بد۔ بدی کی حالت میں آغاز کار کی ممانعت صحیح ہے۔ لیکن حالت سعد میں ممانعت کیوں؟ کیونکہ میں نے آغاز کار کو مطلق منع کر دیا ہے۔ مگر میں نے مطلقاً ممانعت اس وجہ سے کی کہ عوام نہیں سمجھ سکتے کہ اس وقت عطارد کس حالت میں ہے۔ اس لئے بہتر یہی تھا کہ مطلق ممانعت کر دی جائے لیکن جو اصحاب صاحب فہم ہوں گا ہیں ان کے واسطے تقسیم کار بھی ہیا اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے میں منتقل ہو رہی ہو تو وہ کام کرو جس سے نفع حاصل کرنا مقصود ہو اور جب سانس سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے میں آ رہی ہو تو بعض بلائی اعداء دفع آسیب و دفع سحر کا عمل کرو۔

سانس کی تقسیم

جس نتھنے سے زیادہ سانس آ رہی ہو اسے نفس جاری یا چلتا سر کہتے ہیں۔ اور جس نتھنے سے سانس کم آ رہی ہو اس کو نفس مسدود یا بند سر کہتے ہیں۔ اور اب اس حالت پر غور کرو کہ جب سانس ایک نتھنے سے دوسرے نتھنے میں منتقل ہوتی ہے تو انتقال نفس کی یہ صورت ہے کہ چلتے سر کی ہوا آہستہ آہستہ بند سر کی طرف منتقل ہونا شروع ہوتی ہے۔ چند منٹ میں چلتا سر بند ہو جاتا ہے۔ (کم ہو جاتا ہے)

اور چند منٹ چلتا ہے۔ عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے کہ جب دونوں نتھنوں کی سانس برابر ہو گی اور اسی حالت کا نام نفس متساویہ ہے۔ یعنی دونوں نتھنوں سے سانس مساوی آ رہی ہو اور درمیان میں جاری ہو۔ بند سر کے یہ معنی نہیں کہ نتھنا بالکل بند ہو جائے بلکہ جس نتھنے سے ہوا زیادہ خارج ہو رہی ہو اسے چلتا سر کہتے ہیں اور جس نتھنے سے کم ہوا نکل رہی ہو اسے بند سر کہتے ہیں۔

ایک حقیقت کا اظہار یہ ہے کہ ایک عربی کا قول ہے "من صنف فقد استہدف" یعنی جس نے کوئی کتاب تصنیف کی وہ تیر ملامت کا نشانہ بن گیا۔ ہے

نگفتہ ندارد کسے با تو کار   و لیکن چو گفتی دلیلش بیار

ارباب علم و دانش سے یہ پوشیدہ نہیں کہ دنیا میں ایک کرا دو ایک خیال پیدا نہیں ہوا۔ "ہر کسے را خیال خویش خبطے دارد" ہر دماغ میں ایک نیا عالم آباد ہوتا ہے۔ اگر ایک کتاب پر ایک علم موقوف ہوتا تو دنیا میں ہر فن پر ایک ہی کتاب ہوتی مگر مشاہدات عالم شاہد ہیں کہ ایک علم پر ان گنت کتابیں ہوتی ہیں۔ جو جس کی تحقیق ہے۔ جو جس کا خیال اور مذہب ہے وہ اسی کے مطابق کہتا ہے۔ "اگر ورزہ بہاں بر داشت اور ذکر دو راست" اختلاف انسان کی فطرت ہے۔ میں جو کچھ بھی اپنی کتاب میں لکھ رہا ہوں یہ میری تحقیق اور سالہا سال کی کد و کاوش کا نتیجہ ہے۔ بعض اصحاب ایسے ہوں گے کہ جن کو مجھ سے اختلاف ہو گا۔ مگر میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں جس طرح آپ اپنی فطرت سے مجبور ہیں۔ اگر آپ کی تحقیق اس کے خلاف ہو جو میں نے لکھا ہے تو آپ اپنی تحقیق پر عمل کریں۔ جو بات اس کتاب میں آپ کو اچھی اور صحیح معلوم ہو اس کو لے لیں۔ جو خلاف طبع ہو اس کو چھوڑ دیں۔

حکیم ماصفا و دع ماکدر

علم النفس ایک وسیع اور عمیق علم ہے۔ اور جس شخص کو اس پر عبور حاصل ہو جاتا ہے وہ بہت سے قدرت کے سربستہ رازوں کو جان لیتا ہے۔ کاموں کے نتیجے اور آئندہ ہونے والے واقعات اس کو نظر آ جاتے ہیں۔ اور یہ علم ایک بدیہی علم ہے۔ دوسرے علوم کی طرح وہم و گمان والا نقشہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے آثار اور نتائج ہم آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً میں یہ سابق میں لکھ چکا ہوں کہ بائیں کا تعلق قمر سے متعلق ہے اور سیدھا شمس ہی سے متعلق ہے۔ اگر آپ اس کا امتحان کریں تو معلوم ہو گا کہ جب ہوا سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے میں جاری ہو یعنی سورج سے قمر میں تبدیل ہو رہا ہو تو انسان کا جسم ٹھنڈا اور سرد ہو جاتا ہے۔ چونکہ چاند سرد ہے اس لئے اس کے اثر سے جسم میں بھی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے میں آ رہی ہو یعنی قمر سے شمس میں منتقل ہو رہی ہو تو جسم میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ شمس گرم ہے اور حرارت اس کی طبیعت اور فطرت ہے اور آپ جب بھی امتحان کریں گے اس قانون کو صحیح پائیں گے بخار کی شدت جب زیادہ ہو گی تو اس وقت شمسی سر چلتا ہو گا قمری سر کی حالت میں بخار کی شدت کبھی نہ ہو گی۔ مالیخولیا دیوانگی ہذیان ہسٹیریا یہ تمام حالتیں جب ہی زور پر ہوتی ہیں جب قمری سر چلتا ہو گا کیونکہ دیوانگی کو چاند سے خاص نسبت ہے جس شخص کو مرگی کا مرض ہو اس کو جب دورہ پڑے گا اسی حالت میں پڑے گا اور جب بھی دیوانگی ہو گی۔ جب قمری سر چل رہا ہو گا کیونکہ مرض دیوانگی کی ایک قسم ہے اور چاند رات میں جنون زیادہ ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

تنظیم و ضبط: اپنی تمام چیزیں ان کی جگہوں پر رکھئے اور اپنے روزمرہ کے امور کا الگ الگ وقت مقرر کر لیجئے۔

عزم: جو بات مناسب سمجھتے ہوں اسے انجام دینے کا عزم کر لیجئے اور پھر اُسے انجام تک پہنچا کر چھوڑئیے۔

طہارت: جسم لباس اور گھر میں گندگی ہرگز برداشت نہ کیجئے۔

سکون: واہیات باتوں کی پرواہ نہ کیجئے۔ ایسے حوادث سے مت گھبرائیے جو عام ہیں یا جن سے مفر ممکن ہی نہیں۔

انصاف: کسی کو نقصان پہنچانے کی غلطی کیجئے نہ اسے فائدہ پہنچانے سے احتراز۔

محنت: وقت ضائع نہ کیجئے۔ ہمیشہ کسی نہ کسی مفید کام میں مصروف اور غیر ضروری سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہئیے۔

سونف کی چائے

سونف کی چائے بخار والے مریضوں کیلئے نہایت مفید ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو تولہ تازہ سونف لے کر اسے خوب دھو لیا جائے مگر چھیل ڈالیں پھر اس کو تیلے ٹکڑے کر لے کر چائیں۔ اس میں ایک سالم لیموں کے چار ٹکڑے کر کے چھلکے سمیت شامل کر دیئے جائیں پھر ان سب کو ایک چائے دانی میں ڈال کر اس میں ڈیڑھ پاؤ یا آدھ سیر کھولتا ہوا پانی ڈالیں۔ ٹھنڈا ہونے تک اس کا استعمال کریں۔ ٹھنڈا ہونے پر اس کا عرق پانی چائے کی طرح نوش کریں۔

بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی

ماؤں اور بہنوں کے لئے — حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

۱۔ جب رات کو دروازہ بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال کر لیا کرو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا کسی اور چیز کا نقصان کر دے گا اور کچھ نہیں تو رات بھر کا کھڑ کھڑ کرنا نیند اڑانے کیلئے بہت ہے۔

۲۔ کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ ۳۔ گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔ ۴۔ اگر اپنی تندرستی یا ہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی کا پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کا تنا ہے اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔

۵۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ ۶۔ سب گھر والے اس بات کی پابندی کریں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہیں رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت بے وقت ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیز خاص تمہارے برتنے کی ہیں ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جاوے۔

۷۔ راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر موسل وغیرہ مت ڈالو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعضی دفعہ دن ہی میں کوئی جھپٹا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آ رہا ہے وہ الجھ کر گر گیا اور بے جگہ چوٹ لگ گئی۔

۸۔ جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو یہ سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ یہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق وہ آدمی بھروسہ میں رہا۔ ۹۔ نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج نہیں۔

۱۰۔ دال یا ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آ جاتا ہے تو ان بیجوں سے منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ ۱۱۔ اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگا کر پیو تاکہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آ جاوے۔ ۱۲۔ بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی دریچے سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جاوے اور ہنسی کی پھانسی ہو جاوے۔ اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید لڑکھڑا کر چوٹ لگ جاوے۔

۱۳۔ جب برتن خالی ہو جاوے تو اس کو ہمیشہ دھو کر الٹا کھڑا کر دیا کرو یا اس کو ڈھانپ کر رکھو اور پھر اس کو دھو لو۔ ۱۴۔ برتن میں سے کوئی چیز کسی کو دینا یا کھانا ہو تو ویسے ہی اٹکل سے مت ڈالو، پہلے اس کو دیکھ لو اور صاف کر لو۔

۱۵۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے کہ گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا تو اس کو شرمندگی ہوگی۔ ۱۶۔ جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر مت تھوکو ناک مت صاف کرو۔ اگر ضرورت ہو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔ ۱۷۔ کھانا کھاتے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو جیسے بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ۱۸۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جاوے۔ ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔ ۱۹۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اسی جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو۔ ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہوتا ہے۔

۲۰۔ بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت نچاؤ۔ ۲۱۔ دامن آنچل آستین سے ناک مت پونچھو۔ ۲۲۔ پاخانے کے لوٹے میں طہارت مت کرو آبدست کے واسطے ایک لوٹا الگ چھوڑ دو۔ ۲۳۔ جو آئے کھلا چھوڑ کر مت جاؤ شاید اس کے اندر کوئی زہریلا جانور بیٹھا ہو اسی طرح کپڑا بستر بچھا ہو۔ ۲۴۔ بیوی کی جگہ کسی کے جوتا چپل ہو تو اس کو پرے مت پھینکو کسی جگہ سے ناحق اس کو شرمانا پڑے۔ ۲۵۔ آتے جاتے کی راہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہوگی۔ ۲۶۔ بچھونا اور کپڑے میں [illegible] دو۔ اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے منگوا کر تو بدلنے ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو۔ ۲۷۔ آدمیوں کے بیچ میں بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔ ۲۸۔ گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔ ۲۹۔ جاڑوں میں انگیٹھی یا سوئی یا کسی اور ایسی چیز سے مت کھیلو شاید غفلت سے کہیں آگ لگ جاوے۔ ۳۰۔ جب کوئی مہمان آوے تو سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلاؤ اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے گھوڑے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف نہ کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ کھانا

UPLOAD BY SALIM ALKHAN

دفتر پر یکو اور چاہئے سماں اور مختصری ہو اور جب اس کو جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو تاکہ وہ آسانی سے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔

۳۱۔ پاخانہ یا غسل ہے کہ بند ہو تو جلدی مت کرو۔ بلکہ اندر ہی اندر آہٹ کر دو تاکہ وہ جلدی سے باہر آ جاوے۔ ۳۲۔ جب تم سے کوئی بات پوچھے پہلے اس کا جواب دے دو پھر اور کام میں لگو۔ ۳۳۔ جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو تو خوب منہ کھول کر صاف بات کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔ ۳۴۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو۔ شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آئے تو نقصان ہو یا پاس جا کر دے دو۔

۳۵۔ اگر دو آدمی بیٹھے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آگ جلا کر یا کسی سے بات نہ کرنا چاہئے۔ ۳۶۔ اگر کوئی کسی کام میں یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کرو بلکہ موقع کا انتظار کرو۔ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو۔ ۳۷۔ جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تو ذرا ٹھیک طرح دو کہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو۔ بعض دفعہ لوگوں کی بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔ ۳۸۔ اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسی زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔ ۳۹۔ کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ جب سب اکٹھا ہو جائیں موقع سے ایک طرف ڈال دو۔ ۴۰۔ بہت دور دور کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو کبھی گر نہ پڑو۔

۴۱۔ کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو اکثر اول و آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں۔ ۴۲۔ اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہئے۔ بعضے مردوں کو ناگوار گزرتا ہے۔ ۴۳۔ اسی طرح غیر عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آ جائے اور تم سے ہٹ جاوے۔ ۴۴۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت زیور و پوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہئے۔ ۴۵۔ جیسے مہینہ ان یا جاڑے میں خاص اس کام کے لئے مقرر کر لو کہ لوگوں کی صفائی پر بہت طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دو۔ فرش اٹھا کر جھڑوا دو۔ ہر چیز قرینے سے رکھ دو۔ ۴۶۔ کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے اگر وہ کاغذ کھلا ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہو رکھا ہو۔ ۴۷۔ سیڑھیوں پر بہت سنبھال کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو۔ یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں۔ لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں کو بالکل مناسب نہیں اور چھتوں میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔

۴۸۔ جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا قناب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہئے کہ اس آدمی پر گرد پڑے اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہئے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہئے۔

۴۹۔ کسی کی کوئی چیز اٹھا یا رکھو یا بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جاوے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسروں کو پریشانی ہوئی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔ ۵۰۔ اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔ ۵۱۔ دیوار پر مت تھوک کر پانی کی پیک مت ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو۔ لیکن چلے ہوئے تیل کو پاک مت کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں۔

۵۲۔ اگر دستر خوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ ۵۳۔ کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا لیٹا ہو تو اس کو بلا ضرورت اگر پاس سے نکلو تو ایسی طرح بد تکلفی اس میں ٹھوکر کھٹکا نہ لگے اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ذرا احتیاط سے اٹھاؤ اور رکھو۔ ۵۴۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دستر خوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو۔ ۵۵۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سا سالن روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا۔ اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ ۵۶۔ جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو۔ ۵۷۔ چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسٹ کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلدی گھستا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔

۵۸۔ چادر اور دوپٹے کا بہت خیال رکھو کہ اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے۔ ۵۹۔ اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے تو برتن میں لاؤ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔ ۶۰۔ لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ان کی شرم جاتی رہے گی۔

گوشت کو جلد گلانے کی ترکیب

گوشت کو جلد گلانے کیلئے مندرجہ ذیل ترکیبوں میں سے کوئی ایک ترکیب استعمال کریں۔

☆ کچے ہوئے گوشت میں چھالیا ڈال دیں ایک سیر گوشت کیلئے ایک چھالیا کافی ہے۔

☆ جس برتن میں گوشت گل رہا ہو اس کے ڈھکن کے نیچے چونا لگا کر ڈھک دیں۔

☆ کچے ہوئے گوشت میں ایک ڈلی شکر ڈال دیا اور ایک چٹکی کھانے کا سوڈا۔

☆ خربوزے کا چھلکا یا پپیتے کی ایک پھانک ڈال دینے سے بھی گوشت جلد گل جاتا ہے۔

پسندیدہ رنگوں کے ذریعہ نوشتۂ تقدیر

مسلسل

اگر رنگ نہ ہوتے تو یہ دنیا بے رونق ہوتی اور بیشتر رنگ کے بغیر اچھا نہیں لگتا ہوتے۔ رنگوں میں جادو ہے۔ یہ رنگ انسانی مزاج پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

سائنس کا اس دور میں پراسرار ہر بہت کچھ دریافت کیا جا چکا ہے۔ رنگوں کی پسندیدگی انسانی فطرت کے بہت سے اسرار اجاگر کرتی ہے۔ ہم یہاں آنکھیں بند کر کے پہلے سوچ لیں کہ آپ کا پسندیدہ رنگ کونسا ہے۔ پھر وہ رنگ جو سوچ لیں جو آپ کے نزدیک دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل تفصیل پڑھیں اور یہ دیکھیں کہ آپ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

سرخ رنگ یہ رنگ سب رنگوں میں زیادہ پسندیدہ ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ یہ رنگ عام طور سے وحشی قبائل اور ایشیائی لوگوں کو پسند ہوتا ہے۔ اور ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسے کس لئے وحشیانہ قوت اور خطرے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس رنگ کے پسند کرنے والوں میں کئی خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان کی تحریر کا مادہ ہوتا ہے امنگ ہوتی ہے۔ جوش ہوتا ہے۔ قوت برداشت اور خوش دلی بھی ہوتی ہے۔ یہ کھلاڑیوں اور تفریح بازوں کا رنگ ہے۔ ایسے لوگ خوش طبع ہوتے ہیں۔ اور خوش ذائقہ چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔

گلابی رنگ جن حضرات کو گلابی رنگ پسند ہوتا ہے۔ وہ بہت پر خلوص ہوتے ہیں دوسروں سے محبت کرتے ہیں۔ اور محبت میں ان کا ایمان ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی خدمت اور تعاون کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی حاسد نہیں ہوتے۔ رشک بھی نہیں کرتے۔ دوسروں کو دکھی دیکھ کر خود دکھی ہو جاتے ہیں ان کے جذبات ذرا سی بات پر مجروح ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی شخصیت معمولی سی تعلیم سے یا زیادہ ہو جاتی ہے۔

سفید رنگ یہ رنگ پاکیزگی کی علامت ہے۔ دوشیزگی کی علامت ہے۔ اس رنگ کو پسند کرنے والا پاکیزہ خیالات کا حامل ہوتا ہے بغیر جانبدار ہوتا ہے۔ قناعت پسند ہوتے ہیں۔ صابر ہوتے ہیں۔ اپنے انداز و اطوار میں بہت محتاط ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں انصاف پسندی اور خلوص کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ان کی فطرت میں جدت زیادہ نکتہ چینی کا مادہ بھی ہوتا ہے۔ سفید رنگ عظیم لوگوں کا رنگ ہے اور اسے ہمیشہ عظیم لوگوں نے پسند کیا ہے۔

نارنجی رنگ اس رنگ کو پسند کرنے والے خوش اور خوش مزاج ہوتے ہیں۔ اور ہنگامہ خیز رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اچھا دانشوں سے ہر طرح کی گفتگو کر سکتے ہیں۔ ان پر ہر نئے آئیڈیا کا فوراً اثر ہوتا ہے۔ یہ لوگ بالعموم ہر طرح کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ یہ اپنی مخالفت برداشت نہیں کر پاتے۔ یہ اپنی خواہشات کو جائز یا ناجائز کسی بھی طرح پورا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور ہر معاملے میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

سیاہ رنگ یہ لوگ افسردہ طبیعت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خاموش طبع بھی ہوتے ہیں۔ دوسروں کے مزاج شناس بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خود پسند بھی ہوتے ہیں۔ لیکن مغرور نہیں ہوتے۔ خوش لباس پسند ہوتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں غم اور تشویش کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ جلد غصہ ور ہوتے ہیں مشکل اور مصروف رہتے ہیں۔

پیلا رنگ یہ رنگ دانشوروں کی دلیل ہے پیلا رنگ پسند کرنے والے لوگ ہنرمند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تخلیقی مزاج کے مالک ہوتے ہیں۔ بلکہ پیلا رنگ متوازن طبیعت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ خود اعتمادی اور خود پسندی کی بھی علامت ہوتا ہے۔ پیلا زرد رنگ اگر کسی کو پسند ہو تو یہ اس کے خود غرض ہونے کی علامت ہے۔

نیلا رنگ نیلا رنگ پسند کرنے والے لوگ روحانیت پسند ہوتے ہیں۔ اور خود غرضی سے دور رہتے ہیں۔ آسمانی رنگ پسند کرنے والے لوگ مادیت سے دور ہوتے ہیں۔ اور اچھے کام کرنے کے شائق ہوتے ہیں۔ بلیو رنگ پسند کرنے والے لوگ ایماندار اور وفادار ہوتے ہیں۔ اور بامقصد زندگی گزارتے ہیں۔ یہ لوگ تعاون پسند بھی ہوتے ہیں۔ بے حد مخلص بھی ہوتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا ان کا خاص مزاج ہوتا ہے۔ حسن پسند ہوتے ہیں۔ اور صنف نازک میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ گہرا نیلا رنگ پسند کرنے والے لوگ عاشق مزاج اور دل پھینک ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی جگہ سر جھکا دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک وقت میں ایک سے زیادہ لوگوں سے عشق کر سکتے ہیں لیکن دل ان کا کسی کے ساتھ نہیں لگتے۔ جسے ایک جگہ چلتے ہیں اسے زندگی بھر چاہتے ہیں۔

سبز رنگ یہ رنگ شادابی اور خوشحالی کی علامت ہے۔ یہ رنگ صحت اور شفا کی علامت ہے۔ پاکیزگی اور تقدس کی علامت ہے۔ سبز رنگ پسند کرنے والے لوگ کاہل نہیں ہوتے۔ مہم جو ہوتے ہیں۔ ہر قسم مت ناامید ہوتے ہیں۔ حاکمیت کو ناپسند کرتے ہیں۔ جذباتی ہوتے ہیں۔ خوش مزاج ہوتے ہیں۔ پر امید ہوتے ہیں۔

انسانی صحت پر مختلف
موسموں کے اثرات

سب کو معلوم ہے کہ غذائیات اور مسائل خورد و نوش کی دنیا میں کسی فرد یا عورت یا بچے کی غذائی ضروریات کا اندازہ فقط شکری، زراعتی اور لحمی اجزا کی حرارتی قدر و قیمت ہی سے نہیں کیا جاتا، بلکہ حیاتینوں کے وجود و مقدار کا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کا غذائی مسئلہ اس وقت بڑی اہمیت رکھتا ہے اور "حیاتین" کا لفظ اکثر استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو روزانہ دو وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ جب ملک میں دولت اور غذائی اشیاء کی فراوانی تھی تو سب لوگوں کو غذاؤں کے ذریعے سے کافی حیاتینیں مل جایا کرتی تھیں۔ مسٹر مقلائیر "رائل سوسائٹی آف میڈیسن" کی کارروائیوں کے دوران میں انکشاف کر چکا ہے۔ ڈاکٹر جی میکاؤ نے کہا تھا کہ منطقہ حارہ کے ممالک میں الکحل آدمی معمولی زمانوں میں بھی فاقہ کشی کی سرحد پر زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے اگر کہیں فصل خراب ہو جاتی ہے تو وہ ملک قحط میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ انسان اور اس کی غذا کے اجزا کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے مگر اس کے سوا کچھ اور چیزیں بھی ہیں جسے انسانی صحت و زندگی کے سلسلے میں ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے ان میں وہ اثرات بھی ہیں جو مختلف موسموں سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موسم کی تبدیلیاں کچھ ایسے عناصر پیدا کر دیتی ہیں جو ہماری صحت، ہمارے جسمانی نظام اور ہماری غذاؤں کی نوعیت پر پوری طاقت سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ ہمارا ملک جغرافیائی اعتبار سے خط سرطان اور خط جدی کے درمیان خط استوا سے ۲۳.۵ ڈگری اوپر اور نیچے واقع ہے۔ اسے منطقہ حارہ کہتے ہیں اور اس کی آب و ہوا کو "ٹراپیکل" یعنی گرم ممالک کی آب و ہوا کہا جاتا ہے۔ تاکہ منطقہ معتدلہ یعنی "ٹمپریٹ زون" کی آب و ہوا سے امتیاز کے طور پر اس کا اظہار کیا جا سکے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ہم جدید تحقیقات کو دیکھ کر بہت جلد غذائی مسائل پر رائے دینے لگے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ غذائیات کے متعلق پہلے اصول اولاً مرتب ہوا ہے وہ منطقہ معتدلہ کے باشندوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ وہ لوگ اپنی تحقیقات کے وقت زیادہ تر اپنی ہی ملکی اور قومی غذاؤں کا خیال رکھتے ہیں۔

اس لئے ہم انتخاب و تعیین غذا کے سلسلے میں بعض مشکلات اور غلطیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔

قدیم رائیں

جب ہم گزشتہ زمانے کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے قدیم تجربات کا ایک جمع شدہ ذخیرہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "وقت" یا "موسم" ایک ایسی چیز ہے جو غذاؤں اور دواؤں میں ان کی مخصوص ماہیت اور ذائقہ وغیرہ پیدا کرتی ہے۔ مثلاً کسی چیز کو میٹھا، کسی کو کھٹا، کسی کو کڑوا وغیرہ بناتی ہے۔ قدیم حکماء نے سال کو دو "ایانوں" یعنی "اترایانم" اور "دکشنایانم" میں تقسیم کیا ہے۔ جنہیں انگریزی اصطلاح میں (SUMMER SOLSTICE) اور (WINTER SOLSTICE) یعنی "راس السرطان" اور "راس الجدی" کہتے ہیں۔ اس کے دوران میں جب آفتاب کی حرارت اور روشنی بڑھ جاتی ہے تو بعض نباتی چیزوں کے "رس" یعنی جوہر سیال کی تلخی، ترشی اور تیزابیت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور تمام جاندار رفتہ رفتہ اپنی قوت اور انرجی کھونے لگتے ہیں اور جب آفتاب کی شعاعوں کی شدت کم ہو جاتی ہے اور ماہتاب کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ تو نمکین اور میٹھے "رسوں" کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور جاندار بھی زیادہ سے زیادہ قوت و توانائی حاصل کرنے لگتے ہیں۔

موسموں کے حساب سے قدیم حکماء نے سال کو چھ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ اگرچہ ہم سال میں چھ مختلف موسم صاف اور واضح طور پر تمیز نہیں کر سکتے مگر یہ ضرور ہے کہ تداخل فصلین کے باعث حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ موسم کے آنے کا وہ درمیانی وقفہ مخصوص اثرات رکھتا ہے۔ ان حکماء نے ہر موسم کی غذاؤں کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

"برسات کے موسم "ورشا" میں جو ہوا چلتی ہے اور جس میں نمی ہوتی ہے اس میں آفتاب کی شعاعوں کی گرمی اور میلے پانی کے انجذاب کے باعث صحت ہضم کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اس موسم میں اسہال بہ آسانی پیدا ہو جاتا ہے اور ہوا کی تیز حرکتوں کی وجہ سے انسان کا ہضمی اور عضلاتی نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم ان کی ضروریات اور تقیید سے ہمیشہ سیر ہو کر کھانا کھا لیں تو ہمارے باعث ہو جاتا ہے ایک تیزابیت، آنتوں میں پیدا ہو جاتی ہے اور جسمانی

UPLOADED BY SALMAN

تک ان میں صفرا کو افراط زیادہ ہوجاتا ہے۔

اس لئے ہمیں برسات میں سبزیاں کم کھانی چاہئیں اور ان اناجوں کو مثلاً چاول دال یا گیہوں کو استعمال کرنا چاہئے۔ جو گذشتہ موسم سرما یا اس کے آخری حصہ میں پیدا ہوکر رکھے جاچکے ہوں۔ اور خشک ہوگئے ہوں۔

"موسم خزاں" (یعنی بھادوں اور اسوج) میں آسمان صاف ہونے لگتا ہے پانی کا سیلاب بھی گھٹ جاتا ہے لیکن برسات کے موسم میں جو صفرا پیدا ہوکر جسم انسانی میں جمع ہوچکا ہوتا ہے۔ وہ تمازت آفتاب کے باعث زیادہ سیال صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اور صفراوی بیماریاں تیز کردیتی ہیں۔ اس لئے ہمیں اس موسم میں بہت ہی نرم دال اور سفید چاول ہی کھانے چاہئیں۔ گوشت اور زیادہ مقدار میں پروٹینی غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے اور اگر کبھی پرہیز کی تو منقطع مقدار میں کھانے چاہئیں۔

"منارت" یعنی کوکہ اور اگہن میں وہ صورت اور بھی بڑا ہوتا جو موسم خزاں میں آگ اور شروع ہوا پکے ہوں اپنی خاصیتوں اور ماہیتوں میں پختہ ہوجاتا ہے۔ اور اس موسم کے پھل بہت صحت بخش ہوتے ہیں۔

"موسم سرما" یعنی پوس اور ماگھ کے مہینوں میں پانی بالکل شفاف ٹھنڈا اور ہلکا ہوجاتا ہے۔ اور آفتاب کی شعاعیں ہلکی اور نرم ہوجاتی ہیں اور سردی زیادہ ہوجاتی ہیں اس لئے جو سبزیاں اور غذائیں برسات اور خزاں میں پیدا ہوکر پکی ہوتی ہیں ان کا تیزابی رد عمل باقی نہیں رہتا اور جسم میں بلغم کی کثرت ہوجاتی ہے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ اس موسم میں ہم پانی اثر رکھنے والی غذاؤں میں کچھ اضافہ کردیں۔ مثلاً گوشت مچھلی اور دودھ کی پیداوار یعنی مکھن یا گھی یا تیل کسی مقدار میں کھالیا کریں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ چیزیں جسم کے اندر ہر نوع قوت محرکہ پیدا کرتی ہے اور اس عمل سے گرمی کے باعث بلغم کا اجتماع رک جاتا ہے۔

"موسم بہار" یعنی پھاگن اور چیت کے مہینوں میں وہ بلغم جو جسم میں پہلے سے جمع ہوتا ہے۔ ایک سیال صورت اختیار کرنے لگتا ہے اس لئے ایک ہیجانی کیفیت کا عمل پیدا ہوجاتا ہے جو تنفس یا امراض یعنی کھانسی وغیرہ پیدا کرتی ہے اگر ہم موسم سرما میں اپنی غذاؤں کو کنٹرول کرلیں تو موسم بہار کے بہت سے خراب اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم بہار میں استحالہ کو بڑھاکر اور تھوڑی سی نشوونما غذا کھاکر ہم بلغم کے اجتماع کو روک سکتے ہیں۔

"موسم گرما" یعنی بیساکھ اور جیٹھ میں اکثر ہوا اور غذائی سبزیاں اپنے جوہر سیال اور رطوبت کو کم کرتی ہیں اور یہ لگتی ہے چیزیں خشک ہوکر بہت ہلکی ہونے لگتی ہیں۔ اس لئے ان کے غذائی فوائد بھی کم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح پانی کی کمی کے باعث جسم میں بھی خشکی اور حرارت پیدا ہوتی ہے اور فطری برودت کم ہوجاتی ہے۔

آفتاب کی تیز شعاعیں جسمانی نظام کی فطری رطوبت کو بھی گھٹا دیتی ہیں۔ اسی لئے ہم موسم گرما میں جو غذائیں کھاتے ہیں ان سے جسم کی اعصابی مشینری میں نقص پیدا ہونے لگتا ہے اس کا پتہ ہمیں اس سے چلتا ہے کہ خشکی سے لگتا ہے جو ذرا سی

باعث ہوا میں بھی پیدا ہونے لگتی ہے۔

اس لئے اس موسم میں ہمیں سیال چیزیں کسی قدر زیادہ مقدار میں استعمال کرنی چاہئیں اور ٹھنڈا پانی اور پھلوں کے رس اور شکر یا کچے ناریل کے پانی کا شربت پینا چاہئے خاص طور پر اس موسم میں ہمیں بھوک کم لگتی ہے اسی لئے ہمیں غذا میں زیادہ مقدار میں نہیں کھانی چاہئے بلکہ ہلکی اور زود ہضم صحت بخش چیزیں استعمال کرنی چاہئیں اور کبھی کبھی فاقہ بھی کرلینا چاہئے تاکہ جسم کے زہریلے مادوں کے خراب اور سمیت آمیز اثرات کو زائل کرسکیں۔

اسی طرح حکمائے قدیم نے مختلف موسموں کی خصوصیات کو ایک پورے دن اور رات کے مختلف حصوں کی خصوصیات سے تشبیہ دیکر مثلاً وہ کہتے ہیں کہ موسم بہار کے اوصاف "وقت سحر" کی دلکشی اور اثرات سے ملتے جلتے ہیں۔ اسی طرح "دوپہر" موسم گرما سے مشابہ ہے۔ "شام" میں موسم برشگال کی ٹھنڈک پائی جاتی ہے۔ "نصف شب" کی حالت موسم خزاں کی سی ہے۔ اور صبح سے پہلے چند گھنٹے موسم سرما کی خصوصیات رکھتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر جسم انسانی میں حرارت و برودت کی کمی و بیشی کے باعث چاروں اخلاط یعنی سودا، صفرا، بلغم اور خون وغیرہ کی حالت میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

عمل استحالہ ان قدیم حکما اور علما نے ہمارے لئے معلومات کا جو ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اس میں جدید سائنس نے اچھا خاصا اضافہ کردیا ہے۔ اب ہمیں معلوم ہے کہ جسم انسانی میں استحالہ کا عمل سرد موسم اور ٹھنڈی آب وہوا میں بہتر ہوتا ہے اور غذا کے جزو بدن بننے کی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جب کبھی موسم گرم ہوجاتا ہے اور حرارت بڑھتی جاتی ہے۔ استحالہ کی سرگرمیوں میں کمی ہونے لگتی ہے۔

یہاں تک کہ ۳۳ ۳۲ سینٹی گریڈ یا ۹۰ ۹۱ "فارن ہائٹ" کے درجہ حرارت میں استحالہ کا عمل ناقص ہوجاتا ہے۔ اگر ہم ایسی گرم و تر آب و ہوا میں رہیں یا جو کم رطوبت رکھتی ہو تو ہمارے کھانے کی مقدار کسی قدر بڑھ جاتی ہے اور قوت ہاضمہ بھی بہتر ہوجاتی ہے اور اگر ہم ایسی گرم و تر آب و ہوا میں ہوں جو زیادہ رطوبت رکھتی ہو تو اس کا اثر برعکس ہوتا ہے۔ خارجی سردی بھوک کو بڑھاتی اور بیدار کرنے میں بہتر موثر ہوا کرتی ہے۔ اس لئے موسم سرما میں ہم اپنی غذاؤں میں اضافہ کردیتے ہیں اس سلسلہ میں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ ۲۰ ڈگری اور ۳۰ ڈگری سینٹی گریڈ یعنی ۶۸ اور ۸۶ ڈگری فارن ہائٹ کے درمیان حرارت کی پیدائش و تنظیم کرنے والی مشین ناقص ہوجاتی ہے اسلئے سرد پانی سے غسل سرد ہوا اور دوسری فضائی صورت حال مثلاً سطح زمین سے بلندی یا ساحل کی آب وہوا میں استحالہ کو تیز تر کرتی ہے۔

جب موسم سرد ہوتا ہے تو "اشعاع حرارت" اور "نقل حرارت" کے ذریعہ ہمارے جسم سے "ایکسپائرڈ" حرارت ازیادہ مقدار میں خارج ہوتی ہیں اور جب موسم گرم ہوتا ہے تو جسمانی حرارت کم مقدار میں ضائع ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوا کا ٹمپریچر

جسمانی ٹمپریچر یعنی ۳۷ ۹۸ ڈگری کے برابر ہوجاتا ہے تو کوئی حرارت خارج نہیں ہوتی۔ اسی لئے موسم سرما میں جسم خود اپنی حرارت کو عمل استحالہ میں اضافہ کرکے قائم رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس موسم میں غذا آسانی سے جزو بدن بن جاتی ہے اور قوت ہاضمہ بڑھ جاتا ہے۔ تغذیہ بہتر طور پر ہوتی ہے اور صحت میں کوئی نقص ہوتا ہے تو وہ بھی دور ہوجاتا ہے۔

سرد و تر آب و ہوا میں جسم سے تبخیر بھی بہت آہستہ آہستہ ہوتی ہے اور گرم و تر آب و ہوا میں بخارات زیادہ خارج ہوتی ہیں اگر ہم ان باتوں کو یاد رکھیں تو صحیح غذا اور صحیح لباس کے ذریعہ ہم سال کے مختلف موسموں میں اپنی صحت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پیر ولی ایک مشہور ترکاری ہے اس کا مزاج معتدل ہے۔ زیادہ گرم ہے نہ سرد۔ یہ غذائیت سے بھرپور ہے اور صالح خون پیدا کرتی ہے۔ زود ہضم مقوی دل و دماغ اور اشتہا آور ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے اور پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ اور صفرا کی گرمی کو دور کرتی ہے۔ مادہ تولید پیدا کرتی ہے اور مقوی باہ ہے۔

کھیرا اس کا مزاج سرد و تر ہے۔ دیر ہضم ہونے کے باوجود قبض کشا ہے۔ دل اور جگر کی گرمی دور کرتا ہے۔ صفرا اور خون کی تیزی اور گرمی کو کم کرتا ہے۔ جگر کا سدہ کھولتا ہے۔ پیشاب کھول کر لاتا ہے۔ گردوں کے امراض میں مفید ہے۔ پیاس، یرقان اور پیشاب کی جلن میں فائدہ بخشتا ہے۔ کھیرا کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہئے ورنہ ہیضہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

کدو اس کی کئی قسمیں ہیں لوکی گول کدو اور گھیا کدو۔ اسکا مزاج سرد اور تر ہے۔ یہ کافی غذائیت رکھتا ہے۔ اسے کھانے سے اجابت صاف ہوتی ہے۔ بلغمی مزاج والوں کیلئے مضر ہے۔ جگر کی گرمی اور صفرا کو دور کرتا ہے۔ قبض کشا ہے پیاس بجھاتا ہے۔ خشک امراض اور بخاروں میں مفید ہے۔ سرد مزاج والوں اور بوڑھوں کو مضر ہے۔ کدو کا اثر حرارت جگر اور اسہال جگری کو نافع ہے

آملہ اسکا مزاج سرد و خشک ہے۔ وٹامن سی والی تمام سبزیوں اور پھلوں کے مقابلے میں آملہ میں سب سے زیادہ وٹامن سی پایا گیا ہے۔ ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ یا تو دنیا کا کم خرچ و موثر علاج سبز آملہ ہے۔ سبز آملے کے استعمال سے ایسے دانت کے امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آملہ بچے، بوڑھے، مرد و عورت سب کیلئے یکساں مفید ہے۔ جس موسم میں سبز آملہ نہ ملے آملہ کا اچار یا مربہ سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ آملہ وٹامن "سی" کا خزانہ ہے

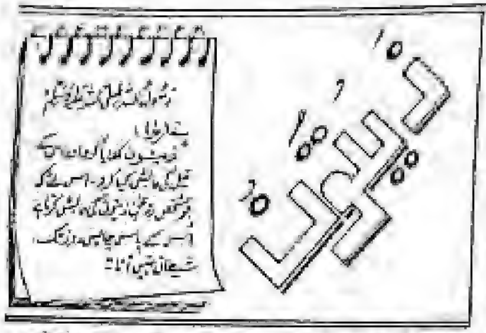

زیتون کو قدرت نے گرانقدر عطیہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ زیتون کا تیل گونا گوں اوصاف و خواص کا حامل ہے۔ اسپین کی ایک کہاوت ہے "زیتون کا تیل ہر بیماری کی دوا ہے"۔ اس کہاوت کو مبالغہ کہا جائے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ زیتون کا تیل بہت سی بیماریوں کی تالیف دوا ہے اسے استعمال کرکے بیش از بیش فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اس کا مزاج گرم اور خشک ہے۔ یہ صرف دواؤں میں استعمال ہوتا ہے بلکہ دنیا کے بعض ممالک میں گھی مکھن اور تیل کی طرح کھایا جاتا ہے۔ بلغم اور ریاح کو دور کرتا ہے۔

آنتوں کو طاقت دینے کیلئے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ زیتون کا تیل آنتوں کو طاقت دے کر قبض کو دفع کرتا ہے۔ معدہ اور آنتوں کے زخموں اور چھالوں میں نہایت فائدہ بخش ہے۔ آنتوں کی مروڑ اور پیچش میں نہایت مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مار کر نکال دیتا ہے۔

جو لوگ ریاح سے پریشان رہتے ہیں انہیں زیتون کا تیل استعمال کرنا چاہئے۔ یہ ریاح خارج کرتا ہے۔ بلغم کو دفع کرتا ہے۔ معدہ آنتوں اور بواسیر کی سوزش اور درد کو دفع کرتا ہے۔ فالج و استرخا میں مفید ہے۔ زیتون کے تیل کی مالش عرق النسا اور گٹھیا میں نافع ہے۔ کمزور اور لاغر بچوں کیلئے اسکی مالش بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ زیتون کا تیل کمزور کو تحلیل کرتا زخموں کو بھرتا اور خارش کو رفع کرتا ہے۔ داد اور گنج کیلئے بہت مفید ہے۔

زیتون کا تیل آنکھوں میں لگانے سے بصارت تیز ہوتی ہے۔ آنکھ سے پانی بہنا بند ہوجاتا ہے۔ بھینگی آنکھوں میں لگاتے رہیں تو ٹیڑھا پن تحلیل کر دیتا ہے اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آنکھوں کے دھندلا پن اور خشکی کو رفع کرتا ہے۔ زکام اور درد سر میں نافع ہے۔

زیتون کا تیل کھانا مرگی اور دماغ کے مریض کیلئے مفید ہے۔ چہرے کو ترو تازہ کرتا ہے۔ صفرا و خون کو صاف کرتا ہے۔ بچوں کی بیماری کیلئے خاص طور پر مفید ہے۔ جیسا کہ بعض کھانسی آتا ہے زیتون کا تیل پلانا بہتر ہے۔

زیتون کے تیل کی مالش سے سردی کا اثر دور ہوجاتا ہے۔ چہرے کا رنگ نکھرتا ہے۔ سر پر لگانے سے خشکی کو دور کرتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتا ہے۔ جلد سفید نہیں ہونے دیتا۔ سوتے وقت پلکوں پر لگانے سے پلکیں لمبی گھنی اور چمکدار ہوجاتی ہیں۔

UPLOAD BY

کے مالک ہوتے ہیں۔

سبز رنگ کو پسند کرنے والے لوگ ذہین ہوتے ہیں احتیاط سے زیادہ ان میں … ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ رنگ پسند کرنے والے لوگ عام طور پر اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے … ہیں … یہ لوگ آہستہ آہستہ ابھرتے ہیں اور … ہیں۔ یہ لوگ دوستی کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ سبز رنگ کے ساتھ … رنگ پسند کرنے والے لوگ خوش مزاج طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ اور ان میں …

بادامی رنگ

یہ رنگ پسند کرنے والے بے حد عقل مند ہوتے ہیں۔ ایماندار ہوتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو … رہتے ہیں۔ … ہوتے ہیں۔ باز رہنے کے اہل نہیں ہوتے۔ باتونی ہوتے ہیں۔ اپنے دل کی بات بہت جلد زبان پر لے آتے ہیں۔

[illegible] رنگ

اس رنگ کو پسند کرنے والے قابل نہیں ہوتے۔ … کرنے کے بجائے کوشش کرتے ہیں۔ اظہار کی قدرت ان میں … ہونے کے باعث … ہے۔

… کا رنگ

یہ رنگ بزرگی اور دانائی کا رنگ ہے۔ اس رنگ کو پسند کرنے والے اپنی ذات پر تنقید اور نکتہ چینی کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ ان میں آرٹسٹک اوصاف خصوصیات ہوتی ہیں۔ یہ لوگ …

بہت زیادہ شکایت کرتے ہیں۔ اور وفاداری کا جذبہ … ہوتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت … کا اظہار …

ارغوانی رنگ

یہ رنگ شاہی رنگ کہلاتا ہے۔ اس رنگ میں … شان و شوکت ہے۔ اس رنگ کو پسند کرنے والے … ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور خیالی پلاؤ پکاتے ہیں۔

رنگوں کی ہم آہنگی

ابھی تک رنگوں کا الگ الگ تجزیہ ہوا ہے۔ اب رنگوں کے امتزاج کے بارے میں کچھ باتیں نوٹ کیجئے۔ کسی بھی شخصیت کے بارے میں اپنا تاثر قائم کرنے سے پہلے یہ جان لیجئے کہ وہ کون کون سے رنگ پسند کرتا ہے۔ … ہر انسان کو دو رنگ یا … ایک ہی رنگ پسند ہوا تھا۔ اگر کسی کو دو رنگ پسند ہوں تو ان دونوں رنگوں کی خصوصیات جمع کر لی جائیں اور جو خصوصیات صاف طور پر ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوں انہیں محذوف کر دیا جائے۔ اس کے بعد باقی خصوصیات کو ہم آہنگ کر لیا جائے تو شخصیت کے اوصاف نمایاں ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص جسے سرخ اور سفید رنگ پسند ہیں تو سرخ رنگ کی پسندیدگی بتاتی ہے کہ وہ پرجوش ہے بے باک ہے اور … جبکہ اس کے ساتھ سفید رنگ کی پسندیدگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سفید رنگ کے ان ہی اوصاف کو پسند کرے گا جو … ہوں گے۔ دونوں رنگوں کی پسندیدگی سے توازن قائم ہو جاتا ہے۔ جبکہ ایک رنگ کی پسندیدگی صرف ایک ہی خصوصیات کو واضح کرتی ہے۔ رنگوں کی دی ہوئی اس تفصیل سے آپ اچھی شخصیت اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شخصیت کا بہت کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔

غمِ فردا سے بچیے

علی اسد

جس انداز سے وہ اپنے معالج کے کمرے میں داخل ہوا تھا، اسے دیکھ کر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا تھا کہ وہ بے حد پریشان ہے۔ اس کی چال ڈھال اس کے مصافحہ کرنے کا طریقہ اور اس کی گھبرائی ہوئی نظروں سے اس کی کیفیت صاف عیاں تھی۔ حالانکہ ابھی اس کی عمر تیس سے زائد نہ تھی۔ پھر بھی اس کے ماتھے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور کنپٹی کے پاس کے بال سفید ہو چلے تھے۔ معالج کے پاس پہنچتے ہی اس نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب مجھے اندیشہ ہے۔" ان چند الفاظ نے معالج کے اس خیال کی تائید کردی کہ واقعی وہ بہت گھبرایا ہوا ہے۔

مریض نوجوان اور تعلیم یافتہ تھا جسمانی لحاظ سے توانا تھا اور وجیہ بھی تھا۔ اس کے باوجود سب سے پہلے جو الفاظ اس نے کہے وہ یہی تھے۔

"ڈاکٹر صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ آپ مجھے اچھا نہ کر سکیں گے۔"

یوں تو ہر اعصابی مرض کی جڑ اور بنیاد فکر و تردد ہی ہوتی ہے۔ مگر بہت سے مریضوں کا خوف ان کے دل کی گہرائیوں میں دفن رہتا ہے۔ یعنی مرض کی علامت کی صورت میں صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں معالج مختلف علامات کو تلاش کرنے کے بعد رفتہ رفتہ منزل بہ منزل بیماری کی اصل بنیاد کا پتہ چلاتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مرض کی جڑ دراصل خوف ہے۔ معالج کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ ہوتی ہے کہ مریض لاشعوری طور پر پوری شدت کے ساتھ اپنے مرض کی حفاظت کرتا ہے۔

چنانچہ اس مریض کے سلسلہ میں بھی جو خاص بات نظر آئی۔ وہ بھی اس کا خوف ہے۔ بہر صورت اس مضمون میں صرف خوف آئندہ کے بارے میں جائزہ لیا جائے گا۔ حالانکہ مریض کی اور بھی بہت سی باتیں ایسی تھیں جو کافی دلچسپ اور اہم تھیں۔ لیکن ان تمام علامات کی بنیادیں بھی اسی خوف سے منسلک تھیں۔ یہاں پر ہرگز یہ تصور نہ کر لینا چاہئے کہ چونکہ مرض کی علامت اور بنیاد دونوں ہی باتیں خوف کی بنا پر تھیں۔ اس لئے تفتیش میں کسی کاوش کی ضرورت نہیں پڑی ہوگی۔

بہت سے مریضوں کو اپنے خوف کا علم ہی نہیں ہوتا لہٰذا وہ اس بارے میں بات چیت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ تو پھر وہ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اپنے دل کی بھڑاس نکال ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ مریض شروع ہی سے اپنے خوف اور اندیشوں کے بارے میں باتیں کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ گویا اسے کچھ کہنا ہی نہیں آتا تھا۔

چنانچہ اس نے معالج کو بتایا کہ وہ بیمار ہے اور پریشانی کی وجہ سے اس کی حالت دن بدن بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی مختلف پریشانیوں کا ذکر کیا۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس نے اپنے بارے میں جو کچھ کہا اس سے اس کی زندگی انتہائی بھیانک معلوم ہوتی تھی۔

سب سے پہلے تو اس نے اپنی نجی زندگی کا تذکرہ کیا اور اپنی کاروباری حالت بتاتے ہوئے اپنے دیوالیہ ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ پھر حادثات اور بیماریوں کے اندیشے بتائے۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اگر ان بلاؤں سے کسی طرح میں بچ بھی گیا تو بڑھاپے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت آمدنی بھی کم ہوگئی ہوگی۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ انتہائی پریشانی کا عالم ہوگا۔ اس کے بعد اس نے جنگ اور قحط کے خطرات کا ذکر کیا۔ وہ ہائیڈروجن بم اور اسی طرح کی مختلف تباہیوں کی باتیں کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ دنیا میں ہر شخص انفرادی طور پر ان تباہکاریوں کی زد میں ہے۔ یہی نہیں بلکہ پوری دنیا تباہی کے کنارے آگئی ہے۔ اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ کسی دوسرے سیارے سے اس دنیا پر حملہ ہو جائے۔

معالج نہایت خاموشی سے اس کی تمام باتیں سنتا رہا۔ اس نے قطعی مداخلت نہ کی۔ مریض کے خیالات کی ذرہ برابر بھی تردید نہیں کی۔ یہ بھی نہیں کہا کہ اسے مایوس نہ ہونا چاہئے امید پر دنیا قائم ہے۔ مختصر یہ کہ مریض کو دل کھول کر بولنے کا موقع دیا گیا۔

ایک گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی مریض متفکر اور پریشان رہا۔ صاف ظاہر تھا کہ اس کے دل کی بھڑاس پورے طور پر نہیں نکلی تھی۔ آخرکار جب بولتے بولتے تھک گیا تو پھر خاموش ہو گیا۔ مگر خوف اس کے دل میں جوں کا توں قائم رہا۔ باتوں کے ساتھ خوف اس کے دل سے نہیں جاسکا۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

مریض جب چپ ہو گیا تو معالج نے پوچھا۔ "یہ تمام باتیں آخر تم کو اتنا کیوں پریشان کرتی ہیں؟" یہ سوال سن کر مریض نے متعجب ہو کر اپنے معالج کی طرف دیکھا اور بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر شخص ان باتوں کی وجہ سے پریشان کیوں نہیں ہوتا؟"

معالج نے کہا "لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ ہر شخص پریشان نہیں ہوتا۔ یوں تو ہر شخص کے لئے اس قسم کے خطرات موجود ہیں اور زیادہ تر لوگ ان خطرات سے اچھی طرح واقف بھی ہیں۔ یہ لوگ اندھے بھی نہیں اور بیوقوف بھی نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ہر ایک جان بوجھ کر راہ فرار اختیار کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا میں تم سے پھر پوچھتا ہوں کہ صرف تم ان تمام اندیشوں کی وجہ سے اتنے پریشان کیوں ہو؟"

اس کے بعد مریض بار بار اپنے معالج کے پاس آتا رہا اور کئی نشستوں کے دوران اپنے خوف اور اندیشوں کی داستان دہراتا رہا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ معالج نے یہ بھی پتہ چلا لیا کہ جس وقت مریض کے خیالات کسی قدر آزاد ہوتے ہیں تو ان میں اس کے بچپن کے واقعات کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے۔ ان میں سے بعض واقعات سالہا سال سے طاق نسیاں پر رکھے جا چکے تھے اور وہ بالکل بھول میں پڑ گئے تھے۔

ایک بار مریض نے بتایا کہ اس نے ایک جنازہ جاتے دیکھا۔ کہنے لگا کہ لوگ مرنے والے کے لئے بیکار غم مناتے ہیں کیونکہ ماتم کرنے والوں کا بھی ایک دن یہی انجام ہوتا ہے۔ ظاہر تھا کہ جنازہ دیکھ کر اس کے جذبات برانگیختہ ہو گئے تھے۔ معالج نے اس سے پوچھا کہ جنازہ دیکھ کر تم کو کس بات کی یاد آئی تھی۔

مریض نے فوراً ایک سڑک کا نام لیا۔ جہاں وہ اپنے بچپن میں رہتا تھا۔ معالج نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مریض کے بچپن کے ایک اور واقعہ کی یاد تازہ کرا دی جو کہ اسی سڑک پر پیش آیا تھا۔

مریض کی ماں اس کو اور اس کی بہن کو لئے ہوئے اس سڑک پر ایک دن چلی جا رہی تھی کہ سامنے سے ایک جنازہ آتا دکھائی دیا۔ مریض نے جب جنازے کے بارے میں اپنی ماں سے سوالات کرنے شروع کئے تو ماں نے اسے موت کے بارے میں سمجھانا شروع کر دیا۔ ماں نے کہا کہ میں بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہوں گی۔ جو تم لوگ مرے مرنے کی جیسے ہی بچا کر کھلاتی ہوں یا بیمار ہو تو تمہاری تیمارداری کرتی ہوں گی۔ تم کو کون لات مار کر جان پھینک دو گے تو میں تمہیں اوڑھاتی رہوں گی اور ٹھیک ٹھیک کر تمہیں سلاتی رہوں گی۔ میرا ایک دن مجھے بھی مر جانا ہے نہ جانے کب یہ دن آجائے۔ کوئی نہیں جانتا ممکن ہے کل ہی مر جاؤں۔ جس طرح یہ جنازہ جا رہا ہے۔ اسی طرح ایک دن میرا جنازہ بھی جا رہا ہوگا۔

یہ بیان کرتے کرتے مریض کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کی ہچکیاں کسی کمسن بچے کی طرح بندھ گئیں۔ اس نے بتایا کہ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں اس وقت بھی اس نے اپنی ماں کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا ہوگا۔ ماں کی جدائی کا خوف اس پر غالب ہو گیا ہوگا۔

یہ تھی اس کے خوف کی اصل تصویر۔ دوسرے تمام خوف اسی کی عکاسی تھے۔

مریض کے اور اس کی ماں کے تعلقات کے بارے میں بھی معالج نے باتیں کر کے پتہ چلا لیا۔ بہرحال اس ایک تصویر سے سارے معاملات صاف ظاہر ہو گئے کہ بچپن کے اس واقعہ سے مریض کی جذباتی دنیا پر گہرا اثر پڑا تھا۔

مریض کی والدہ کے بارے میں یہ قیاس کرنا غلط نہیں تھا کہ ان کے خیال کے مطابق ماں کی ہستی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ لہٰذا اکثر اس موضوع پر گفتگو کرتی رہی ہوں گی کہ اس نے اپنے بچوں کی خاطر اپنی زندگی بالکل تج دی ہے۔ مریض کے والد کاروباری آدمی تھے۔ یوں تو وہ بڑے عزم و استقلال کے آدمی تھے۔ مگر جذباتی اعتبار سے بڑے شدت پسند اور غیر مستقل مزاج تھے۔ لہٰذا اس بات کا کافی امکان ہے کہ مریض سے اس کی ماں نے یہ روش اختیار کر لی ہو اور خود کو اپنے بچوں پر سے قربان کرنے کی ٹھان لی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ میں نے اپنی محنت، جوانی اور زندگی اپنے بچوں کی خاطر ختم کر دی ہے۔

اپنے بچوں کی سچی محبت کے باوجود مریض کی والدہ مریض کے دل میں مسلسل احساس خوف پیدا کرتی رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انتہائی چڑچڑا ہو گیا۔

معالج کا خیال تھا کہ بچوں کی حد سے زیادہ نگہداشت کی بنا پر ماں کے دل میں نفرت اور حسد کے جذبات بھی موجزن ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان جذبات کا کچھ اس بھیانک تصور کے ذریعہ اظہار بھی ہوتا تھا کہ جب میں نہ ہوں گی تو کیا ہوگا۔ جنازے کو دیکھ کر جس قسم کی باتیں ماں نے کہیں اس سے اس کے رونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ بیچارہ مریض جیسے جیسے بڑا ہونے لگا اسے ہر وقت اپنے سر پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹتے نظر آنے لگے۔ وہ ہر وقت اس خوف سے لرزتا رہتا کہ نہ جانے کس وقت میری زندگی کا سکھ چین اجڑ جائے۔ اور میں بالکل تباہ و برباد ہو جاؤں۔

یہی سبب تھا کہ اسے غربت و افلاس اور بھوک کا اندیشہ رہتا تھا۔ اسے یہ ڈر ہر وقت غالب رہتا تھا کہ نہ جانے کس وقت کوئی مجھ پر حملہ کر دے۔ مریض کی بیماری کا سبب اس کی زندگی کے یہ حالات تھے۔ دوران علاج

مریض اپنے معالج کو اپنی ماں کا نعم البدل تصور کرنے لگا۔ نفسیاتی تجربے سے یہ اکثر ہو جاتا ہے کہ انسان اپنے بچپن کے بعض واقعات کو از سر نو محسوس کرنے لگتا ہے اور اس زمانے کی مشکلات کو حقیقت پسندانہ طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ آدمی اپنے بچپن کے واقعات کو اکثر محسوس کرتا ہے اور اس کا لاشعور موجودہ واقعات کو بھی ان ہی پرانی باتوں سے منسلک کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اس کی جسمانی یادیں اسی پرانی روش پر برقرار رہیں اور اسی طرح وہ انہیں محسوس کرتا رہے۔

لیکن جس وقت یہ خاکہ غیر تسلی بخش ہو جاتا ہے تو پھر ایک نئے خاکے کو مرتب کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اس کے لئے دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ یعنی لوگ دوسرے ماں باپ کی تمنا کرنے لگتے ہیں۔

جو لوگ سچے دل سے مذہب پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مسائل اور مشکلات کے لئے خدا سے دعا مانگتے ہیں بہرحال ہر شخص کے لئے اتنی مطابقت و ہم آہنگی حاصل کر لینا آسان کام نہیں ہوتا۔ ماں باپ کا نعم البدل کسی حد تک کسی اچھی کتاب میں مل سکتا ہے یا کسی خاص مقصد اور منزل کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے سے بڑی کوئی چیز بھی ہو۔ اس سے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔

بڑے ہو جانے کے بعد ماں باپ خود اپنی ہی ذات کے اندر ہوتے ہیں لہٰذا اگر کسی حاکم کی تلاش ہے تو اسے خود اپنے ہی اندر تلاش کرنا چاہئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جس شئے کو ماں باپ کا نعم البدل تصور کریں۔ وہ درست بھی ہو یعنی یہ کہ جس چٹان پر زندگی کی عمارت از سر نو تعمیر کی جائے۔ وہ واقعی اتنی مستحکم اور مضبوط ہو کہ بعد میں دھوکہ نہ ہو سکے۔

خوف اور اندیشوں کے خلاف اگر براہ راست بحث کی جائے۔ تو وہ بالکل بے سود ہوگی۔ صرف انہیں سمجھ لینے سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

جس طرح سے اس مریض نے پتہ چلا لیا کیا ہم اور آپ بھی اپنے اپنے خوف اور اندیشوں کا پتہ نہیں چلا سکتے؟ اور اگر پتہ چلا سکتے ہیں تو دوبارہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاکہ بعد میں ہم کو یہ سکون حاصل ہو سکے کہ جس شئے سے ہم اتنا ڈرتے تھے۔ وہ دراصل ایک فریب تھا۔

لوگ موت سے نہیں ڈرتے۔ جن لوگوں نے انسانی ذہن کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص بھی اندرونی طور سے یہ نہیں سوچتا کہ وہ مر رہا ہے۔ تباہی اور فاقہ مستی۔ بیماری اور بڑھاپے کی پریشانیاں آج کل اتنی نہیں رہیں جتنی کہ پرانے زمانے میں ہوتی تھیں۔ پھر بھی ان چیزوں کا خوف باقی ہے۔ اگر براہ راست ہم اس خوف پر قابو حاصل کرنے سے قاصر ہیں تو ہمیں چاہئے کہ کوشش کر کے اپنی زندگی کا ایک امید افزا خاکہ مرتب کر لیں۔

آخر میں یہ سمجھ لیجئے کہ اگر آپ آج اچھی طرح اپنی زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے جذبات اور صلاحیتوں کا استعمال صحیح طور پر ہو رہا ہے تو پھر آپ خود یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کل جن خطرات کا اندیشہ ہے ان کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ لہٰذا اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو صرف ان ہی مسائل کو حل کرنے میں استعمال کیجئے جو آپ کو آج درپیش ہیں۔ ✧

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رقبہ

حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دو سال میں اپنی کشتی کو تیار کیا تھا اور اس کی کشتی کی لمبائی تین سو گز کے بقدر اور چوڑائی پچاس گز کے بقدر اور بلندی تیس گز کے برابر تھی۔ اس کشتی میں آپ نے تین منزلیں بنائی تھیں۔ نیچے کی منزل میں جنگلی جانور اور حشرات اور کیڑے مکوڑوں کو رکھا گیا تھا۔ درمیانی منزل میں سواری کے جانور اور چوپائے تھے۔ اور اوپر والے حصے میں حضرت نوحؑ اور ان کی اتباع کرنے والے انسان تھے۔

جب کشتی میں بہت زیادہ لید اور گوبر وغیرہ جمع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہاتھی کی دُم کو دباؤ۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے ایسا ہی کیا جس کے نتیجے میں ایک سور اور اس کی مادہ پیدا ہوئے چنانچہ ان دونوں نے فوراً ہی کشتی کی تمام غلاظت کو صاف کر دیا۔

سور ایک بے شرم جانور تھا۔ طوفان کے دوران جب حضرت نوحؑ تمام انسانوں اور جانوروں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کر رہے تھے تو سب آپ کی بات پر متوجہ تھے اور رو رہے تھے۔ لیکن سور ہنس رہا تھا جیسے مذاق اڑا رہا ہو۔ حضرت نوحؑ نے حکم الٰہی پر اس کے تھپڑ مارا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک چوہا اور اس کی مادہ پیدا ہوئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ان چوہوں نے پریشان کرنا شروع کیا۔ یہ کشتی کی رسیوں کو کترنے لگے۔ حضرت نوحؑ نے حکم الٰہی پر شیر کے تھپڑ مارا تو شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک بلی اور بلاؤ برآمد ہوئے اور انہوں نے چوہوں کو کشتی کاٹنے سے باز رکھا۔

ارباب عقل غور کریں کہ چوہے کی شکل سور سے اور بلی کی شکل شیر سے ملتی جلتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دائرۂ احجار الجات

پتھروں کی تاثیر معلوم کرنیکا رُوحانی طریقہ

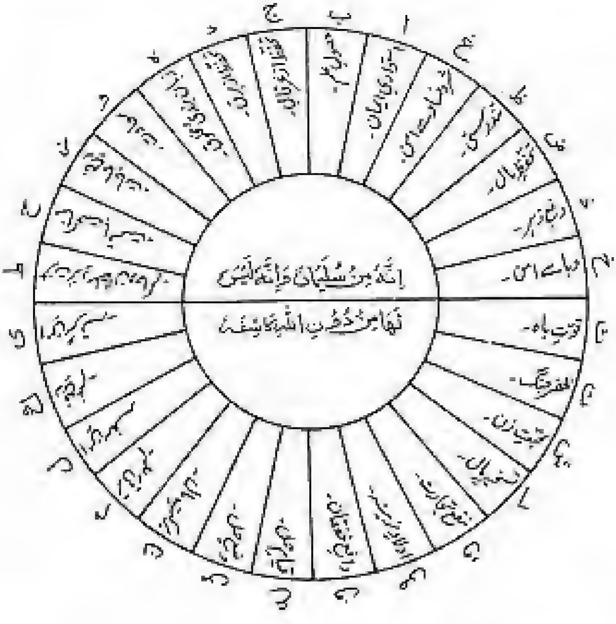

یہ دیکھنے کیلئے کہ آپ کے پاس موجود پتھر آپ کو کیا فوائد دے سکتا ہے۔ آپ ایک علیحدہ کاغذ پر اسی قسم کا دائرہ اس طرح بنائیں کہ اندرونی دائرہ کا قطر ۲½ انچ اور بیرونی دائرہ کا قطر ۵½ انچ ہو۔

اب باوضو دو رکعت نماز نفل استخارہ پڑھیں پھر سورہ یٰسین ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے پاس موجود تمام پتھروں (جن کے فوائد جانچنے ہیں) پر دم کریں۔ اور ان میں سے ایک پتھر دائرہ کے وسط میں رکھدیں۔ اس کے اوپر انگشتِ شہادت کو آہستہ سے رکھیں یعنی انگلی پتھر سے صرف مس کرے۔ لیکن پتھر کی حرکت میں رکاوٹ پیدا نہ کرے۔ اب آپ آہستہ آہستہ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ لَیْسَ لَہَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃ بلا تعداد پڑھتے جائیں۔ چند منٹوں کے بعد ہی پتھر میں حرکت پیدا ہوگی۔ اور دائرہ کے جس خانہ میں جاکر رک جائے پتھر آپ کیلئے اسی تاثیر کا حامل ہوگا۔ اور وہی فائدہ پہنچائے گا۔ اگر پتھر حرکت کرتا ہوا متعدد خانوں میں سے گذرے تو جن جن خانوں سے پتھر گزرا۔ وہ آپ کے لئے اتنی ہی تاثیرات کا حامل ہوگا۔ اگر پتھر حرکت نہ کرے تو یہ پتھر آپ کیلئے فائدہ مند نہ ہوگا۔ ایک کے بعد دم شدہ پتھروں میں سے دوسرا پتھر دائرہ میں رکھ کر پھر مذکورہ عمل پڑھنا شروع کردیں اسی طرح آپ ایک ہی جلسہ میں ایک نماز استخارہ اور ایک ہی بار سورہ یٰسین پڑھ کر بہت سے پتھروں اور نگینوں کے خواص اپنے لئے معلوم کرسکتے ہیں۔

نگ یا پتھر کا وزن تین رتی سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

عجائب الحیوانات

مولانا محمد بشیر صاحب

شیر ببر

شیر جنگل کا بادشاہ ہے اس کے مختلف نام ہیں۔
حرث، حیدرہ، رئبال، زفر، ہزبر، ضیغم، فرافصہ، قسورہ، لیث، ہرماس وغیرہ۔ اور ظاہر ہے کہ ناموں کی کثرت نام والے کی شرافت ظاہر کرتی ہے۔

شیر کی کئی قسمیں ہیں۔ ارسطو کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسی قسم کا شیر دیکھا ہے جس کا موٹھ انسان کے موٹھ سے مشابہ ہے جسم اس کا سرخ رنگ کا اور دم اس کی بچھو کی دم کی مانند تھی۔

عام مشہور شیر کے متعلق ماہر حیوانات حضرات لکھتے ہیں کہ شیر کی مادہ صرف ایک بچہ جنتی ہے اور پیدائش کے وقت بچہ بالکل ایک گوشت کا بے حس و حرکت لوتھڑا ہوتا ہے۔ نہ سانس لیتا ہے، نہ حرکت کرتا ہے۔ مادہ (بچہ کی ماں) تین دن تک اس لوتھڑے بچے کو چاٹتی رہتی ہے۔ چوتھے روز نر اس بچہ کا باپ آتا ہے اور اس بچے کے نتھنوں میں متواتر پھونک لگاتا ہے۔ یہاں تک کہ بچہ سانس لینے لگتا ہے۔ اور حرکت کرنے اور اپنے ہاتھ پیر گھومنے لگتا ہے۔ پھر اس کی مادہ اُسے دُودھ پلانا شروع کردیتی ہے اور یہ بچہ اپنی پیدائش کے ساتویں روز اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔ اور چھ ماہ کے بعد خود ہی شکار کرنا سیکھنے لگتا ہے۔ شیر کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ دوسرے درندوں کے برعکس اسے پیاس کم لگتی ہے۔ اس کی شرافت نفس دیکھئے کہ کسی دوسرے جانور کا جوٹھا ہرگز نہیں کھاتا حتی کہ اپنا شکار جب سیر شکم ہوکر کھا کر کچھ حصہ چھوڑ کر چلا جائے تو دوبارہ بھوک لگنے پر پھر اپنا چھوڑا ہوا بھی نہیں کھاتا۔ اور جس پانی میں کتا منہ ڈال جائے اس پانی کو ہرگز نہیں پیتا۔

کسی شاعر نے اسی لئے یوں لکھا ہے کہ ؎

وَاَتْرُکُ حُبَّهَا مِنْ غَیْرِ بُغْضٍ وَذَاکَ لِکَثْرَةِ
الشُّرَکَاءِ فِیْهِ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلٰی طَعَامٍ
رَفَعْتُ یَدِیْ وَنَفْسِیْ تَشْتَهِیْهِ وَتَجْتَنِبُ
الْاُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ اِذَا کَانَ الْکِلَابُ
وَلَغْنَ فِیْهِ۔

"میں اپنی محبوبہ کی محبت بغیر کسی بغض کے چھوڑتا ہوں، اس لئے کہ اس کے بہت سے چاہنے والے اور بھی ہیں۔ میں کھانے میں جب مکھی پڑ جائے تو بھوک کے باوجود ہاتھ اٹھا لیتا ہوں اور شیر اس پانی سے اجتناب کرتا ہے جس میں کتا منہ ڈال گیا ہو۔"

شیر کی گرج سے سارے حیوان ڈر کر بھاگ جاتے ہیں، مگر گدھا نہیں بھاگتا بلکہ گرج سن کر بیچارہ سہم کر کھڑا ہوجاتا ہے۔ شیر ایک بہادر جانور ہونے کے باوجود مرغ کی بانگ، سوپ کے کھٹکے اور بلی سے بہت ڈرتا ہے اور آگ کو دیکھ کر بہت حیران ہوتا ہے۔ شیر کسی درندہ کو اپنا ہمسایہ نہیں سمجھتا، اس واسطے کسی سے دوستی نہیں رکھتا۔ باوجود سخت بھوک کے حائضہ عورت کے قریب بھی نہیں جاتا۔ بدن اس کا ہمیشہ گرم رہتا ہے اور عمر بہت لمبی پاتا ہے۔ اس کے بڑھاپے کی علامت اس کے دانتوں کا گرنا ہے۔ یہ بیمار ہوجائے تو بندر کھاتا ہے اور اچھا ہوجاتا ہے اور اگر خود زخمی ہوجائے تو بھیڑیئے جمع ہوکر اُسے ہلاک کردیتے ہیں۔

غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر بھی غلام ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک جگہ لوگوں کو رکے ہوئے پایا۔ قریب ہوکر پوچھا یہ لوگ کیوں ٹھہرے ہیں؟ عرض کیا، ایک شیر رستہ میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ لوگ شیر کے ڈر کے مارے رکے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اُتر کر شیر کے پاس چلے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر فرمایا "جاؤ رستہ چھوڑ دو" شیر جنگل کو چلا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا خبر سے وہ ڈرے

کرشمۂ اعداد

کس کیلئے کس کام کیلئے کونسا دن اچھا ہے

محمد الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

سلسلہ نمبر ۱

انسان اس دنیا میں کسی بھی کام کی شروعات کیلئے یہ چاہتا ہے کہ بہتر سے بہتر دن کا انتخاب ہو۔ تاکہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے اور خیر و برکت بھی حاصل رہے۔ علم الاعداد کے ماہرین نے ایک فارمولا بنایا ہے، جس سے رہنمائی مل جاتی ہے کہ کسی شخص کیلئے کسی کام کیلئے کونسا دن بہتر ہوگا۔

جو شخص رہنمائی چاہتا ہے سب سے پہلے وہ اپنے نام کے اعداد جمع کرے۔ اور اس میں اپنی والدہ کے نام کے اعداد بھی شامل کرے اور جس دن رہنمائی حاصل کی جارہی ہے اُس دن کے اعداد بھی جمع کرلے ـــــ اس کے بعد کل مجموعے کو ۷ سے تقسیم کردے۔ تقسیم کے بعد اگر ایک باقی رہے تو اتوار بہتر ہے۔ اگر دو باقی رہیں تو پیر کا دن بہتر رہے گا اگر تین باقی رہیں تو منگل کا دن بہتر رہے گا۔ اگر چار باقی رہیں تو بدھ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر پانچ باقی رہیں تو جمعرات کا دن بہتر رہے گا۔ اگر چھ باقی رہیں تو جمعہ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر سات باقی رہیں تو ہفتہ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر صفر باقی رہے تو فی الحال کام کی شروعات میں توقف کرنا بہتر ہوگا۔

مثال ـــــ محمد زاہد اپنی والدہ انوری بیگم جمعہ کے دن یہ رہنمائی چاہتے ہیں کہ اپنی دکان کا افتتاح کس دن کریں۔

محمد زاہد کے اعداد ـــــ ۱۰۹
انوری بیگم کے اعداد ـــــ ۳۳۹
جمعہ کے اعداد ـــــ ۱۱۸
ٹوٹل ـــــ ۷) ۵۶۶ (۸
۵۶
۰۶

انہیں تقسیم کیا ہے۔
۶ باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ محمد زاہد کو جمعہ کے دن دکان کا افتتاح کرنا چاہیے۔

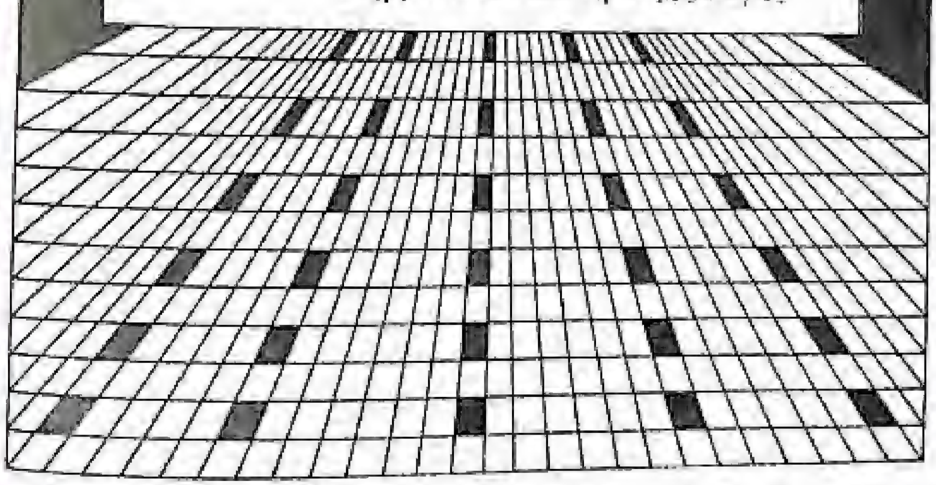

جو الشرے نہ آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سے جدا ہو کر کسی جنگل میں آگئے۔ وہاں انھیں ایک شیر کا سامنا ہو گیا۔ آپ نے اس شیر سے مخاطب ہو کر فرمایا خبردار اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اتنا سنتے ہی وہ شیر آپ کے سامنے سرنگوں ہو گیا اور آپ کے ساتھ ساتھ غلامانہ طور پر چلتے ہوئے آپ کو لشکر میں ملا کر واپس آگیا۔

شیر کا بدن ہر وقت گرم کیوں رہتا ہے

روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی کشتی میں ہر جانور کا جوڑا بٹھایا تو شیر کو دیکھ کر لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے عرض کی ہمارے مویشی ہمارے ساتھ ہیں، وہ شیر کو دیکھ کر ڈریں گے اس کا کچھ تدارک فرمایئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی تو اللہ نے شیر پر بخار نازل کیا تاکہ وہ اس کی وجہ سے پریشان رہے اور ایذا نہ دے سکے۔ اسی وقت سے شیر کا بدن گرم رہنے لگا ہے۔

لوگوں نے پھر چوہے کی شکایت کی کہ ہمارے ساتھ جو کھانے پینے کا سامان ہے، یہ چوہا اسے خراب کرے گا۔ اس کا بھی کچھ تدارک فرمایئے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیر کو ایک چھینک آئی جس کے ساتھ ایک بلی نکل آئی جسے دیکھ کر چوہے اپنی اپنی جگہ دبک کر بیٹھ گئے۔

تجربے شیر کی چربی جو شخص اپنے بدن پر ملے تو اس کے قریب کوئی درندہ نہیں آتا اور اس کے بدن میں جوئیں بھی نہیں پڑتیں۔ اور جو نابالغ بچہ مرگی کا مریض ہو اس کے گلے میں شیر کی کھال کا بالوں سمیت ٹکڑا ڈال دیا جائے تو مرگی جاتی رہتی ہے اور اگر بالغ ہونے کے بعد مرگی لاحق ہو تو پھر فائدہ نہیں ہوتا۔ اور جس مکان میں شیر کے بال جلائے جاتے ہیں وہاں سے سانپ وغیرہ بھاگ جاتے ہیں اور اگر کپڑوں کے صندوق میں شیر کی کھال کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو کپڑوں کو کسی قسم کا کیڑا نہیں لگتا اور شیر کا دانت جو شخص اپنے پاس رکھے اسے دانت درد نہیں ہوتا اور شیر کی کھال پر بیٹھنے سے بواسیر اور گنٹھیا کا مرض جاتا رہتا ہے۔

تعبیر شیر کو خواب میں دیکھا۔ اگر اس طرح دیکھا کہ شیر نے اس کو نہیں دیکھا اور یہ بھاگ آیا ہے۔ تو دشمن سے نجات ملے گی اور اگر اس طرح دیکھا کہ شیر نے دیکھ لیا ہے اور حملہ آور ہوا ہے اور یہ بھاگ آیا ہے تو کسی حاکم سے تکلیف پہنچے گی اور پھر اس سے نجات بھی مل جائے گی۔ اور اگر بیمار ہے تو صحت ہو جائے گی۔ اور اگر شیر نے حملہ کر کے پچھاڑ دیا ہے مگر مارا نہیں، تو بخار ہونے کے آثار ہیں یا تپ دق کا سامنا ہو گا۔ اور جو اپنی گود میں شیر کا بچہ دیکھے، اس کے ہاں امیر بچہ پیدا ہو گا۔ (حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۰۱ ج ۱)

حکم حرام ہے ۔۔۔ (حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۰۱ ج ۱) اور (عجائب المخلوقات صفحہ ۱۰۱ ج ۱)

ہمارا تبصرہ
- مسلمان بھی اللہ کا شیر ہے۔ اللہ نے اسے رعب و دبدبہ اور جلال عطا فرمایا ہے اور یہ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی زندہ تفسیر ہے۔ اس کے نعرۂ تکبیر کی گرج سے سامنے کا فر لرز کر بھاگ جاتے ہیں۔
- مسلمان دوسرے لوگوں کے برعکس کھانے پینے کا شائق نہیں اور یہ اس کی شرافت نفس ہے کہ دوسرے کا ذبیحہ نہیں کھاتا، اپنا ہی ذبیحہ کھاتا ہے۔
- جس طرح شیر ایسا پانی نہیں پیتا جس میں کتا منہ ڈال جائے اسی طرح مسلمان بھی ایسی چیز ہرگز نہیں اپناتا جس میں حرام چیز کی ملاوٹ ہو جائے۔
- شیر اتنا بہادر ہونے کے باوجود اگر مرغ کی بانگ سے ڈرتا ہے تو مسلمان اتنا بہادر ہونے کے باوجود غریب کی آہ سے ڈرتا ہے۔
- اور مسلمان ایک ایسا شیر ہے جس کا بدن اللہ کی محبت کی حرارت سے گرم رہتا ہے اور خدمت خلق میں ہر وقت سرگرم کار رہتا ہے۔

بھیڑیا بھیڑیا ایک مشہور درندہ ہے (عربی میں) ذئب کے علاوہ اس کے نام خاطف، عملس اور سلق بھی ہیں اور مادہ کو ذئبہ، سلقہ اور سسام کہتے ہیں۔ کنیت اس کی ابو جعدہ ہے۔ تمام درندوں میں سے شیر اور بھیڑیا یہ دونوں بھوکے رہ کر بھی صبر کرتے ہیں۔ اس کے پیٹ میں ہڈی بھی گل جاتی ہے۔ مگر کھجور کی گٹھلی نہیں گلتی۔ اور یہ اپنے شکار پر جھپٹ کے پڑتا ہے۔ اور مثل شیر کے یہ سیر شکم ہو کر کھا کے چھوڑے ہوئے اپنے جوٹھے کو پھر کھانے پر تیار نہیں ہوتا اور اس کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ اپنی ایک آنکھ سے سوتا ہے اور ایک کھلی رکھتا ہے۔ ایک سے گویا اپنی حفاظت کے لئے پہرہ دیتا ہے اور ایک سے اپنی نیند پوری کرتا ہے اور ایک آنکھ سے خوب سو لیتا ہے تو پھر اسے کھول کر دوسری آنکھ سے سو جاتا ہے۔ اس طرح اپنی نیند بھی مکمل کر لیتا ہے اور اپنی حفاظت بھی کر لیتا ہے۔ اس کی قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت تین میل تک کام کرتی ہے۔ اتنی دور سے اسے بو آجاتی ہے اور زیادہ تر حملہ اس کا بکریوں پر ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اگر بھیڑیئے اور بکری کی کھالیں بھی کہیں اکٹھی ہو جائیں تو بکری کی کھال کے بال فوراً جھڑ جاتے ہیں۔ اور خود بھیڑیئے کی موت دیکھئے کہ یہ اگر پیاز کے کھیتوں پر سے گزر جائے تو فوراً مر جاتا ہے۔ اور جب یہ بھوکا ہو تو چلاتا ہے۔ اس کی آواز سن کر دوسرے بھیڑیئے جمع ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی بھیڑیا پلٹ جائے تو سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسے کھا جاتے ہیں۔ اور جب اس کا مقابلہ

انسان سے ہو جائے اور دیکھے کہ میں ہارا جا رہا ہوں تو امداد کے لئے چیختا ہے۔ اس کی آواز سن کر دوسرے بھیڑیئے جمع ہو جاتے ہیں اور سارے مل کر انسان پر حملہ کر دیتے ہیں اور اگر انسان ان سب میں سے ایک بھیڑیئے کو بھی زخمی کر دے تو پھر انسان بچ جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ سارے کے سارے اپنے اسی زخمی بھائی پر حملہ کر دیتے ہیں اور انسان کو چھوڑ دیتے ہیں اور جب یہ بیمار ہوتا ہے تو الگ تھلگ رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میرے بھائیوں کو میرے ضعف کا پتہ چل گیا تو وہ مجھے کھا جائیں گے اور جب یہ بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کرنے آتا ہے تو پہلے ایک طرف آ کر چیختا ہے اور پھر جھٹ دوسری طرف چلا جاتا ہے تاکہ بکریوں کا محافظ اس کی آواز دوسری طرف سے سن کر اس طرف آئے اور یہ حملہ اس طرف سے کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ محافظ دوسری طرف آتا ہے اور یہ حملہ دوسری طرف سے کر دیتا ہے۔ اور حملہ اکثر صبح کے وقت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ محافظ ساری رات جاگا ہے اور اس وقت وہ نیند کے غلبہ سے سو رہا ہو گا۔

معجزہ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی چرواہے کی بکریوں پر ایک بھیڑیئے نے حملہ کر دیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا بزبان فصیح کہنے لگا کہ خدا کا دیا ہوا رزق تو نے مجھ سے کیوں چھین لیا؟ یہودی چرواہا حیران ہو کر کہنے لگا۔ تعجب ہے کہ بھیڑیئے بھی باتیں کرنے لگے۔ بھیڑیا پھر بولا کہ اس پر تعجب کرتے ہو۔ زیادہ تعجب کی تو یہ بات ہے کہ (مدینہ منورہ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) اس طرف اللہ کا رسول تشریف لا چکا ہے۔ جو اگلی پچھلی ہو چکیں اور جو ہونے والی ہیں، ساری باتوں کا بیان کرتا ہے۔ پھر بھی لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ سن کر وہ چرواہا بارگاہ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا اور صحابی بن گیا۔

تجربے گائے کی چراگاہ میں بھیڑیئے کی دُم لٹکا دی جائے تو وہاں کوئی بھیڑیا نہ آئے گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی بھوکا کیوں نہ ہو۔ اور اس کی کھال پر بیٹھتے رہنے سے قولنج سے بچاؤ رہتا ہے اور اس کی آنکھ مرگی کے مریض کے گلے میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

تعبیر جو شخص خواب میں بھیڑیا دیکھے وہ کسی پر غلط الزام لگائے گا۔ اور جس پر الزام لگائے گا وہ باعزت بری ہو جائے گا اور اگر بھیڑیئے کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو اس گھر میں چوروں کا خطرہ ہو گا۔

حکم حرام ہے ۔۔۔ (حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۳۳ تا ۲۵۵ ج ۱) اور (عجائب المخلوقات صفحہ ۲۹۲ ج ۲)

ہمارا تبصرہ
- سود خوار اور رشائی اور غیر شرعی طریقے سے مال جمع کرنے والا بھی بھیڑیا ہی ہے۔ بڑی بڑی سخت چیزیں بھی اس کے پیٹ میں گل جاتی ہیں۔
- اس کے دین کی آنکھ بند رہتی ہے، اور دنیا کی آنکھ کھلی۔
- اس کے ظلم و ستم کی زد میں وہ لوگ آتے ہیں جو زیادہ تر بھولے بھالے اور کمزور ہوتے ہیں اور انجام اس کا اتنا ہولناک ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے نقصان والے ہاتھ بھی اس کا پارٹ قبل ہو جاتا ہے۔
- اور اسی طرح بدعقیدہ اور الحادی جماعتیں بھی ہیں جو فرمان نبی کے مطابق انسانوں کی شکل میں بھیڑیئے نظر آتے ہیں۔ یہ اگر کسی اپنے بھائی کی خاطر دین کی آنکھ کھلی رکھتے ہیں اور ان کا حملہ بھی زیادہ تر سادہ لوح مسلمانوں پر ہوتا ہے۔
- بھیڑیا پیاز کی کھیت سے گزر جائے تو مر جاتا ہے اور یہ بد دین دنیا کی جانب سے گزر جائے تو مر ہی جاتے ہیں۔

چیتا یہ شیر سے بھی زیادہ خبیث درندہ ہے اور شیر کے بعد اس کا دوسرا درجہ ہے۔ اس کے بدن پر سیاہ و سفید چھوٹے چھوٹے نقطے ہوتے ہیں۔ اس کی کنیت ابو جہل ہے۔ یہ جب غصہ میں آجاتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ بڑی قوت و سطوت کا مالک ہے۔ چالیس گز اس کی اونچی چھلانگ لگا کر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ جب یہ سیر شکم ہو جاتا ہے تو تین دن تک متواتر سویا رہتا ہے۔ بیمار پڑ جائے تو چوہا کھاتا ہے۔ اور اچھا ہو جاتا ہے یا مٹکا ہی یا ایسے کہ اسے شراب پینے سے بڑی محبت ہے چنانچہ بعض شکاری اسے اسی طرح پکڑتے ہیں کہ کسی جگہ شراب رکھ دیتے ہیں۔ چیتا اسے پی لے تو مدہوش ہو جاتا ہے اور شکاری اسی حالت میں اسے گرفت میں لے آتے ہیں۔ یہ اپنا مارا ہوا شکار ہی کھاتا ہے۔ غیر کا شکار نہیں کھاتا، ہاں اگر دوسرے کے شکار سے ہرگز نہیں کھاتا اور مردار تعفن سے بھی پرہیز رکھتا ہے۔

تجربے اس کے پتے کا سرمہ بنا کر آنکھوں میں لگانے سے نزول الماء کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا دماغ اگر زہر دار ہو جائے تو اُسے جو آدمی سونگھے گا، فوراً مر جائے گا۔ اس کے بال جلانے سے گھر سے بچھو بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی چربی پگھلا کر زخموں میں لگانے سے زخم اچھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا وحشت پانچ درہم کے وزن کے مطابق کھا لینے والے پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا۔

تعبیر چیتا خواب میں نظر آئے تو کسی سخت دشمن کا سامنا ہو گا۔ اگر چیتے کو مار ڈالا ہے تو دشمن کو شکست ہو گی اور خواب میں چیتے کا گوشت کھایا تو مال ملنے کی نشانی ہے۔

حکم حرام ہے۔ (حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۹۲ ج ۲)

ہمارا تبصرہ
- جو شخص اپنے غصہ پر قابو نہ پا سکے اور غصہ میں آکر ظلم و ستم پر آمادہ ہو جائے وہ جنگلی ابوجہل ہے۔
- کھا پی کر غفلت کی نیند سوئے رہنا اور الصلوٰۃ خیر من النوم کی پکار

BY SALIMSALKHAN

ملا کر بھی نہ ستا اور رنا نکے نئے نہ اٹھا اور ساری عمر اسی طرح سو سو کر گزار دیتا اس جنگلی ابوجہل کا بھی باپ بنتا ہے۔

- شراب پینے والوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ انسانیت کی سطح سے گر کر وہ زندگی کے کس گڑھے میں جا گرے ہیں۔
- شیطان بھی جب کسی بندے کو اپنی گرفت میں لانا چاہتا ہے تو اس کے سامنے شراب رکھ دیتا ہے اور جب غافل انسان اُسے پی کر مدہوش ہو جاتا ہے تو وہ بڑی آسانی سے شیطان کی گرفت میں آ جاتا ہے۔

گینڈا گینڈا اتنا ہاتھی کے برابر لمبا ہوتا ہے۔ بسا اوقات اس سے بھی زیادہ۔ اس کے تین سینگ ہوتے ہیں۔ ایک دونوں آنکھوں کے درمیان اور دو دونوں کانوں کے پاس۔ یہ ہاتھی پر حملہ کرکے اپنے درمیانی سینگ سے اُسے مار ڈالتا ہے۔ اس کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں چار سال تک رہتا ہے۔ ایک سال گذر جانے پر بچے کا منہ باہر آ جاتا ہے اور وہ اُس حالت میں جو درخت وغیرہ اس کے قریب آ جائے اس کے پتے کھاتا رہتا ہے اور جب چار سال پورے ہو جائیں تو سارا باہر آ جاتا ہے اور باہر آتے ہی بجلی کی طرح دوڑ جاتا ہے۔ اس ڈر سے کہ اس کی ماں اُسے اپنی زبان سے چاٹنے نہ لگے۔ گینڈے کی زبان پر ایک بہت بڑا کانٹا ہوتا ہے جس کو وہ چاٹ لے اُس کے جسم پر گوشت باقی نہیں رہتا۔ ہڈیاں ہی رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ چین کے بادشاہ جب کسی مجرم کو سزا دینا چاہتے تو اُسے گینڈے کے حوالے کر دیا کرتے تھے۔ جو مجرم کے بدن کو چاٹ کر ہی ہلاک کر دیتا تھا۔

اس کے درمیانی سینگ میں اتنی صلابت و قوت ہوتی ہے کہ بسا اوقات ہاتھی پر حملہ کرکے اسے اسی سینگ سے اٹھا لیتا ہے اور اس کے سینگ کے دونوں سے گینڈے کا سر ٹکرا رہتا ہے اور یہ اتنا عجیب درندہ ہے کہ جہاں یہ موجود ہو وہاں درندے سب اس کی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں۔ یہ انسان کا بڑا دشمن ہے جہاں اس کی آواز بھی سن لے اُس کا پیچھا کرکے اُسے مار ڈالتا ہے اور اُسے کھاتا نہیں۔ مارتا صرف دشمنی کے لئے ہے۔ کھانے کے لئے نہیں۔

تجربے اس کا سینگ اقدس میں کہیں لٹکانے سے قولنج کا مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ عسر ولادت کے وقت عورت اگر اُسے ہاتھ میں پکڑ لے تو ولادت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ اس کے تھوڑے سے حصے کو پیس کر کوئی کھلا دیا جائے تو افاقہ ہو جاتا ہے۔ اُسے اگر پانی میں ڈالا جائے تو پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس کی داہنی آنکھ پاس رکھنے سے جن اور سانپ قریب نہیں آتے۔

تعبیر گینڈے کا خواب میں دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑا ہوگا۔

حکم حرام ہے۔
(حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۲۹۹ ج ۲)

ہمارا تبصرہ

- راشی و خائن شخص بھی ایک گینڈا ہے جو اپنے رشوت کے سینگ سے بڑا بڑا مال مار لیتا ہے اور اس کے بل بوتے پر بڑی بڑی بلڈنگیں اٹھا لیتا ہے اور ایسے اس کی ایسی چاٹ پڑ جاتی ہے کہ جسے یہ چاٹ لے اُس غریب کا کچھ نہیں رہتا۔ نئی تہذیب کی زبان پر ایک لیڈیٹ کا کانٹا بھی ہے کہ جسے اس نے چاٹ لیا اس کے بدن کا لباس چٹ کر گئی۔ اور وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہی نظر آنے لگا۔
- بعض لوگ مولوی کے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ جہاں اس کی آواز بھی سُن لیں اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اپنے طعن و تشنیع کے سینگ سے اُسے مجروح کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ انسانی صفت نہیں ہے۔
- ماڈرن شخص کے سر پر نئی تہذیب کا جو سینگ ہے اس کے وزن سے اس بیچارے کا سر اپنی بیگم کے آگے جھکا رہتا ہے۔
- بدعقیدہ شخص بھی گینڈے کی طرح مدت تک تعصب کے پیٹ میں چھپا رہتا ہے۔

علی گڑھ میں
طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
کتاب سینٹر شمشاد مارکیٹ علی گڑھ

الٰہ آباد میں
طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
شمع بک اسٹال گھنٹہ گھر چوک الٰہ آباد

جمشید پور میں
طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
آزاد کتاب گھر ساکچی بازار جمشید پور

آسام میں
طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
اسلامی بک سیلر ایف ۲۱ نیو مارکیٹ تینسکیا

آیاتِ قرآنی سے رہنمائی
ایک عجیب و غریب استخارہ

اکابرین نے فرمایا ہے کہ یہ استخارہ جس میں آیاتِ قرآنی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اس استخارہ کو تمام معاملات میں مفید اور موثر پایا گیا ہے۔ اپنے قارئین کے استفادہ کیلئے اسے نقل کیا جاتا ہے۔

اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اس طریقہ کو بہت غور و فکر کے ساتھ پڑھ لیا جائے ___ طریقہ اس کا یہ ہے کہ صاحب فال لیتے وقت اس کام کی نیت کرے جس میں وہ اللہ کی رہنمائی چاہتا ہے۔ صاحب فال کو چاہئے کہ وہ باوضو تین مرتبہ سورۃ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے۔ اس کے بعد دونوں آنکھیں بند کرکے شہادت کی انگلی ___ ذیل میں دیئے گئے کسی حرف پر رکھے جس حرف پر انگلی رکھی جائے اس کے بعد چار حرف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لے۔ پھر اس حرف کے بعد چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لے۔ اسی طرح جدول کے آخر تک یہ حروف لکھتا رہے۔ جدول ختم ہونے کے بعد پھر شروع سے یہی عمل کرے ___ یہاں تک کہ اس حرف تک آ جائے جہاں انگلی رکھی گئی تھی ___ ان سب حروف کے جمع کرنے سے قرآن کی آیت بن جائے گی ___ اور صاحب فال کے مدعا کے مطابق ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

مثلاً کسی کو یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کام اچھا ہے یا برا؟ ___ اس نے وضو وغیرہ کے بعد سب سے پہلے ایک حرف پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی۔ معلوم ہوا کہ انگلی ساتویں خطے کے ساتویں حرف پر رکھی گئی جو "و" ہے۔ اس کے بعد چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لیا جو "الف" ہے۔ اس کے بعد پھر چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لیا جو "ن" ہے۔ اسی طرح چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لیا تو یہ حروف لکھتے ہیں آئے ___ ا، ن، ت، ص، ب، ر، و، ا، و، ت، ت، ق، و، ا، ف، ا، ن، ذ، ا، ل، ک، م، ن، ع، ز، م، ا، ل، ا، م، و، ر۔

جہاں آکر جدول ختم ہو جائے تو چار حروف چھوڑتے ہوئے شروع سے حروف اٹھائیں گے۔ یہ حروف اٹھیں گے۔

و، ا، ن، ت، ص، ب، ر، و، ا، ف، ا، ت، ق، و

ان تمام حروف کو جمع کرنے سے یہ آیت بنی ___ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ___ یعنی اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

بس اسی مثال پر باقی دوسرے اشاروں کو قیاس کیجئے اور سوچ سمجھ کر اس سے رہنمائی حاصل کیجئے۔

(جدول آگے ملاحظہ فرمائیں)

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

جدول یہ ہے ______ یہ کام اچھا ہے یا بُرا؟

م	ا	ا	ا	ب	ه	ھ	ھ	و	ی
س	ص	ت	ت	س	د	ص	ن	ن	ش
ا	ع	ع	ب	م	ح	ر	د	ص	ی
ع	ی	م	و	ب	ت	ل	ہ	س	س
د	ا	ل	و	م	ن	م	ا	ا	ھ
ل	ق	ا	ت	ر	ا	ی	ی	ت	ب
ھ	ل	لا	و	م	ل	د	ل	ق	خ
ا	ن	ی	ف	م	و	و	د	ا	ت
ل	ا	ل	ب	ہ	ل	و	ت	ا	ن
ب	ح	ی	ل	ر	ہ	ہ	ن	ذ	ر
ی	ہ	ت	م	و	ص	س	ہ	ر	ص
ب	لا	و	ع	ن	ر	م	د	ن	ا
ا	ر	ا	م	ج	م	ج	ا	ذ	ر
ع	ح	ا	ل	ا	ی	ا	ہ	ا	ن
ل	ی	ب	م	ل	م	م	ا	ا	ت
ن	آ	ا	ر	م	و	ل	ط	و	لا

جدول یہ ہے ______ یہ نکاح کرنا اچھا ہے یا نہیں؟

ل	ل	ی	س	ا	ه	ه	ذ	ی	ف
ت	ح	ل	ف	ت	ا	ا	ن	ت	غ
ش	ا	ن	ف	ل	ع	ن	ل	ت	ش
ه	ع	س	ک	ا	م	ح	ا	ب	ه
ع	ی	ب	ی	ل	ا	ل	ح	ف	ا
د	م	ل	ل	س	ق	ک	ا	ا	ت
ا	ن	ہ	س	ء	ت	ا	ح	ن	ا
ن	ن	ا	ع	ی	ل	ت	ه	ا	ف
ا	ح	م	ل	ل	ک	ک	ت	ق	ا
ح	ہ	ا	ل	ح	ج	ه	ن	ا	م
ی	ا	ه	لا	ص	ت	ت	ل	ل	ق
ب	ا	ا	ف	ل	ی	ذ	ص	ی	و
ع	ت	و	ی	ت	ل	ا	ء	ت	ا
ل	ت	ل	م	س	ا	ی	ا	ک	ق
ت	و	ن	ی	ر	ک	م	ب	ت	ب
ب	ن	ت	ن	ن	ا	ذ	ی	ه	ه

آیاتِ قرآنی | نتیجہ

یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ۔ ان کا پروردگار ان کی اپنی رحمت اور خوشنودی کی خبر دیتا ہے اور ایسے بہشتی تیار ہیں۔ **اچھا**

وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ۔ اگر تم صبر اور پرہیزگاری سے کام کرو تو یہ بہت بڑے کام ہیں۔ **اچھا ہے۔**

وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْا إِذًا أَبَدًا ___ اگر تم انہیں سیدھے راستے پر بلاؤ تو ہرگز نہیں آئیں گے۔ **بُرا ہے۔**

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا۔ اور جو باتیں لوگ کہتے ہیں ان کو برداشت کرو، ان سے اچھی طرح کنارہ کش ہو جاؤ۔ **بُرا ہے۔**

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔ خدا کے یہاں ان کے کئی درجے ہیں اور وہ سب کے اعمال دیکھ رہا ہے۔ **اچھا ہے۔**

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ۔ ایامِ حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ **اچھا ہوگا**

يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ۔ اے پیغمبر لوگ تم سے یتیم عورتوں کے بارے میں فتوے طلب کرتے ہیں کہہ دو خدا تم کو اجازت دیتا ہے۔ **اچھا ہوگا**

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ۔ لوگوں کو ان کی خواہش کی چیزوں یعنی عورتیں اور ... مرغوب ہیں۔ **اچھا ہوگا**

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوْهُنَّ۔ اور پھر تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کرلو۔ **اچھا ہوگا**

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ۔ اور جب تک عدت پوری نہ ہو لے عقد نکاح نہ کرنا۔ **اچھا ہوگا**

دانتوں کی روزمرہ تکالیف اور مسواک

حکیم الیس ایم اقبال

ایک بار ایک مریض نے بیان کیا کہ چند روز سے اس کے اوپر کے سامنے والے ایک دانت میں کچھ عجیب سی تکلیف پیدا ہو گئی ہے۔ دانت میں مسوڑھے کے پاس تیزی سی معلوم ہوتی ہے ذائقہ بھی نمکین سا ہوتا ہے اور بعض اوقات محسوس ہوتا ہے کہ دانت سے خون آرہا ہے۔ بہت سے پیسٹ بدل بدل کر استعمال کئے بہت سے ٹوتھ پاؤڈر بھی استعمال کئے مگر دانت کی تکلیف میں کوئی افاقہ نہیں ہوا، بلکہ روز بروز شکایت زیادہ ہی ہو رہی ہے۔

راقم نے غور کیا تو اس کا سبب برش ہی سمجھ میں آیا چنانچہ مریض کو برش کا استعمال ترک کرنے کا مشورہ دیا اور مسواک کرنے کی تاکید کی صرف ایک ہفتے کے بعد مریض نے آکر بیان کیا کہ اسے بہت فائدہ ہوا بلکہ وہ شکایت بالکل ہی جاتی رہی۔

اسی طرح ایک صاحب نے لندن سے خط لکھا کہ روز بروز ان کے دانتوں میں تکلیف زیادہ ہوتی جارہی ہے نہ کوئی ٹھنڈی چیز کھا سکتے ہیں اور نہ گرم۔ ٹھنڈا گرم دانتوں کو لگتا ہے اور شدید تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں بڑے بڑے اسپیشلسٹ حضرات سے علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مختلف قسم کے پیسٹ بھی استعمال کئے اور ڈاکٹروں نے دانتوں میں روئی کی بھی بھر ریاں لگائیں سب بیکار ہیں مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ نہ چائے پی سکتی ہوں نہ آئس کریم کھا سکتی ہوں اور قریب ہے کہ ٹھنڈے پانی سے محروم ہوں۔ مریض دوا کا طالب تھا۔ راقم نے دو عدد قسم کی مسواکیں مریض کو لندن بھجوا دیں اور ساتھ ہی مسواک کے استعمال کا مفصل طریقہ تحریر کر دیا۔ اور ہدایت کی کہ جب دونوں مسواکیں ختم ہو جائیں تب دوبارہ حال تحریر کریں۔ کچھ دنوں بعد مریض نے لکھا کہ حیران ہوں کیا جادو تھا ان مسواکوں میں، ابھی ایک مسواک ختم نہیں ہوئی مگر میری تکلیف قطعی طور پر جاتی رہی اب تو میں ساری عمر مسواک ہی کروں گی۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ برش خواہ کتنا ہی نرم ہو کئی نقصانات سے خالی نہیں۔ برش کا پہلا نقصان تو یہ ہے کہ یہ مسوڑھوں کو چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ برش خواہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو اور کیسی ہی احتیاط سے کیوں نہ کیا جائے یہ مسوڑھوں کو دھکیلتا ہے اور بسا اوقات کچھ تو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اور کچھ برش کرنے والے کی لاعلمی یا غفلت کی وجہ سے مسوڑھے کچھ زیادہ ہی جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دانتوں میں ٹھنڈا گرم لگنے کی شکایت عام ہے۔

برش کا دوسرا نقصان اس کا مسوڑھوں پر خراش ڈالنا ہے کیونکہ اس کے ریشے سیدھے ہوتے ہیں اور بسا اوقات نوکیلے ہوتے ہیں اس لئے ان سے مسوڑھوں کے کنارے پر بہت باریک باریک خراشیں پڑ جاتی ہیں جن میں بعض اوقات عفونت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح پائیوریا جنم لیتا ہے۔ برش کا تیسرا نقصان یہ ہے کہ برش جلد جلد تبدیل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اکثر لوگ تو سال سال بھر تک بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے تک ایک ہی برش استعمال کرتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو میل کی اتنی موٹی تہہ جم جاتی ہے کہ برش کا رنگ بھی پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا برش دانتوں میں مختلف شکایات پیدا کر دیتا ہے جن کا علاج عام طور پر دانتوں کا نکالنا ہی تجویز کیا جاتا ہے۔

برش کا استعمال کرنے سے پہلے اس کے استعمال کا طریقہ جاننا بے حد ضروری ہے اور اس سے بھی پہلے ایک اچھے برش کا انتخاب کرنا بھی بے حد اہم ہے۔ اچھا برش وہ نہیں ہے جس کے ریشے سخت ہوں یا نوکدار ہوں اور اس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہو کہ اس کی رسائی دانت کے انتہائی حساس حصوں تک ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ برش خواہ کتنا بھی اعلیٰ معیار کا ہو

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

ادا ت کسی بھی احتیاط سے کیا جاتا ہو وہ مسواک کا نعم البدل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ برش کے استعمال سے زیادہ تر پائیوریا ہونے کے واقعات ثابت ہو چکے ہیں مگر ایک بات جو بہت تشویشناک ہے وہ یہ ہے کہ برش دانتوں کو صاف نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ برش کرنے والے لوگوں کے دانت صاف نہیں ہوتے۔

دراصل برش کے بارے میں عام رائے یہ ہے کہ یہ ایک آسان قسم کا خلال ہے جو دانتوں کی درزوں کو صاف کرتا ہے۔ اگرچہ خلال کی طرح مکمل طور پر صاف نہیں کرتا مگر بہرحال کسی حد تک خلال کا کام کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کبھی برش کے استعمال سے کسی کو منع نہیں کیا البتہ ہمیشہ اس بات کی تاکید کی کہ اچھی قسم کا نرم برش معروف طریقے سے کرنا چاہیے۔ خراب قسم کا برش اور غلط طریقے سے برش کرنا دانتوں جیسی نعمت کے دو بڑے دشمن ہیں۔ ان دو اسباب سے لوگوں کے بے حد خوبصورت دانت خواہ مخواہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور پائیوریا جیسا گھناؤنا مرض جنم لیتا ہے۔

عام آدمی نہیں جانتا کہ پائیوریا کیا ہے؟ یاد رکھیے پائیوریا ایک ایسا غلیظ مرض ہے کہ جس میں بالآخر دانتوں کے مسوڑھوں میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اول تو پیپ بذات خود ایک شدید گھناؤنی چیز ہے اور جب وہ منہ میں ہو تو اس کا گھناؤنا پن مضاعف ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے دانتوں پر پیپ کی تہہ بات کرتے ہوئے صاف نظر آتی ہے۔ ان کا سا مسوڑھوں پر دباؤ پڑنے سے یہ بدبودار پیپ مسوڑھوں سے باہر آ جاتی ہے۔ ایسے لوگ جب بات کرتے ہیں تو پوری فضا میں ان کے منہ کی بدبو پھیل جاتی ہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ بھی اس بدبو سے خالی نہیں ہوتے۔ نماز پڑھتے ہوئے اگر غلطی سے بھی منہ کھل جاتا ہے تو برابر والے نمازی کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ایک عجیب کراہیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

پائیوریا والے کی اگر داڑھ زندگی تو وہ جائے خود اس کا باقی جسم بھی اس مرض کی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا معدہ جسم انسانی کا راستہ ہے۔ غذا انسانی جسم میں پہنچنے سے قبل کر جاتی ہے بلکہ کافی دیر تک غذا اور دانتوں کی کشتی رہتی ہے تب کہیں جا کر غذا حلق سے نیچے اترتی ہے۔ ایسی صورت میں تمام غذا دانتوں کی پیپ کے ساتھ مل کر معدہ میں پہنچ جاتی ہے ایسی غذا خواہ کتنی بھی قیمتی اور معیاری کیوں نہ ہو جسم میں لاتعداد بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔

ایک صاحب جو میڈیکل سے وابستہ تھے پائیوریا میں مبتلا ہو گئے مگر چونکہ پائیوریا کی ابتدائی علامات سے واقف تھے اور کچھ لاپرواہ طبیعت بھی تھی اس لئے مناسب علاج نہ کروا سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دن ہارٹ اٹیک ہوا۔ ڈاکٹر کے مشورے پر اسپتال میں داخل ہو گئے۔ اور متعدد معائنوں اور تجزیوں کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ دانتوں کے پائیوریا کی پیپ دل کے باہر والی جھلی میں جمع ہو گئی ہے۔ بہرحال آپریشن ہوا اور پیپ صاف کی گئی۔ باقی وہ جیسے ہوا تھا اسی طرح تھے۔ ان کی تکلیف کم ہو گئی۔ دانت نکلوا دیئے گئے۔ وہ بہ فضلہ صحت مند ہو گئے اور ان

کے شدت پائیوریا کی ابتدائی شکل میں مستقل آ رہی تھی وجہ یہ ہے کہ مرض پائیوریا جو اس تمام مصیبت اور زحمت کا باعث بنا تھا وہ اب بھی ان کے مسوڑھوں میں موجود تھا جس سے وہ اب بھی غافل تھے۔

اصل میں پائیوریا کا سوائے دانت نکلوانے مسوڑھے کٹوانے کے کوئی اور علاج تجویز نہیں کیا جاتا۔ جب ایک مرض کا علاج ہی نہ معلوم ہو تو وہ مرض خود بخود تو جانے سے رہا۔

میں پائیوریا کے مریضوں کو اکثر یہ تاکید کرتا ہوں کہ لاہوری نمک سرسوں کے تیل میں ملا کر رکھیں اور روزانہ ایک دو بار انگلی سے بہت نرمی کے ساتھ مسوڑھوں پر آہستہ آہستہ مل کر کلیاں کر دیں۔ یہ پائیوریا کا کسی حد تک بہت ہی آسان سا علاج ہے اور بہت ہی مفید احتیاطی تدبیر بھی۔ اس سے زندگی بھر پائیوریا نہیں ہوتا۔ لاتعداد لوگوں نے اپنے خطوط میں اس ٹوٹکے کی تعریف کی ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پائیوریا میں مبتلا ہونے کے بعد بھی بلکہ پائیوریا کا علاج کروانے کے دوران میں اور مسوڑھے کٹوانے اور آدھے دانت نکلوانے کے بعد بھی برش کا استعمال جاری رہتا ہے۔ یعنی جس برش کی وجہ سے ایسا بے بہا نعمت گئی بلکہ پوری صحت گئی پھر بھی آپ سمجھتا ہوگا کہ دانت گئے صحت گئی اس برش کو پھر بھی نہیں چھوڑتے۔ اس سے بدستور چپکے ہوتے ہیں۔ یعنی جو میر صاحب نے فرمایا تھا کہ بیمار ہوئے جس کے سبب اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں والی بات ہے۔

عام طور پر برش کے استعمال کا یہ طریقہ بتایا جاتا ہے کہ برش کو اوپر والے دانتوں میں اوپر سے نیچے کی طرف کریں اور نیچے والے دانتوں میں نیچے سے اوپر کریں مگر اس احتیاط کے باوجود مسوڑھے زخمی ہوتے ہیں۔ اور جگہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

مسوڑھے جب جگہ چھوڑتے ہیں تو اچھا خاصا آدمی نہ گرم چیز کھا سکتا ہے اور نہ ٹھنڈی چیز چبائی جائے پیتا ہے تو ٹھنڈی کر کے پیتا ہے پانی پیتا ہے تو گرم کر کے پیتا ہے اور نہ ہی میٹھی چیز یا کھجور وغیرہ کھا سکتا ہے کیونکہ میٹھی چیز کھانے سے بھی دانتوں میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ مسواک کو برش پر ترجیح دیتا ہوں۔

میرا خیال ہے کہ انسان کو جب پہلی مرتبہ دانت صاف کرنے کا خیال آیا ہوگا تو اس نے انگلی سے دانتوں کو مل مل کر صاف کیا ہوگا اور بعد میں انبیاء کی رہنمائی میں ان دانتوں کی صفائی کیلئے مسواک کی طرف توجہ دلائی گئی ہوگی۔ شروع میں انسان نے منجن یا پاؤڈر یا پیسٹ سے دانتوں کو ہرگز نہ مانجھا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دانتوں کو برتن یا فرش سمجھ کر کسی قسم کے پاؤڈر یا پیسٹ سے مانجھنا فطری طریقے کے خلاف ہے۔ دانتوں کو مانجھنے رگڑنے یا صاف کرنے کا واحد فطری طریقہ جو اللہ کے پیغمبروں نے انسانوں کو بتایا یعنی مسواک کرنا۔ کروڑوں لاکھوں سال پہلے اس طریقے کو آج بھی سائنس دانتوں کو صاف کرنے کا سب سے بہتر اور کامیاب طریقہ ثابت کر رہی ہے کیونکہ دانتوں کو صاف کرنے کیلئے جتنی شرائط جدید

ترین سائنس نے جانچی ہیں وہ سب کی سب بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ دانتوں کو صاف کرنے کے اس فطری طریقے میں موجود ہیں۔

جدید سائنس کا تقاضا ہے کہ ہر روز مسوڑھوں کی مالش ضروری ہے۔ مسوڑھوں کی مالش ہر کام نہیں سکتی یہ صرف دو طریقوں سے ممکن ہے انگلی سے یا مسواک سے۔ انگلی سے دانت مانجھنے یا مسوڑھوں کی مالش کرنے میں یہ خرابی ہے کہ بسا اوقات مسوڑھے انگلی کا زیادہ دباؤ برداشت نہیں کر پاتے اور وہ اندر سے زخمی ہو جاتے ہیں جس سے خون آنے لگتا ہے۔ انتہائی ریسرچ کے بعد سائنس والوں نے بتایا کہ دانتوں کو مانجھنے اور صاف کرنے کا سب سے اچھا ذریعہ ریشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ریشے مسواک ہی میں ہوتے ہیں۔ ریشوں سے مراد گھوڑے، گدھے یا سور کے بال یا نائلون اور پلاسٹک کے تنکے نہیں ہیں۔ جو لوگ مسواک کرتے ہیں اگر وہ کبھی برش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو یہ فرق ان کی سمجھ میں فوراً آ جاتا ہے۔ اسی طرح تمام عمر برش کرنے والوں کو جب مسواک کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ بھی اس فرق کو فوراً ہی سمجھ جاتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہو جاتے ہیں کہ دانتوں کی حفاظت اور صفائی اگر کسی چیز سے ممکن ہے تو وہ صرف مسواک ہے۔

مسواک میں صرف ریشے ہی نہیں ہوتے بلکہ اس میں نباتاتی رس بھی ہوتا ہے اور یہ نباتاتی رس اپنی نوعیت کے اعتبار سے دانتوں اور مسوڑھوں پر مختلف اثرات مرتب کرتا ہے۔ مثلاً ہند و پاک میں نیم کی مسواک کا عام رواج ہے۔ نیم کی مسواک میں مارگوسین، انیمین، نمبیڈین، نمبیڈیڈین، گندھک اور الکلی ہیں جو کہ سب کے سب جراثیم کش ہیں۔ ان میں سے کچھ اجزاء مصفی خون ہیں اور کچھ قاتل کرم، دافع عفونت، دافع جراثیم، رافع بخار اور کچھ ورم کو تحلیل کرنے والے اور کچھ درد اور آلام کو تسکین دینے والے ہیں۔ جو لوگ مسلسل متواتر طریقے سے نیم کی مسواک کے عادی ہیں ان کے مسوڑھے تقریباً تمام امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کو منہ کے امراض بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کے منہ میں آبلے اور چھالے دیکھنے میں نہیں آتے۔ اور نہ ان کے منہ سے کسی بھی قسم کی بدبو آتی ہے۔ نیم کی مسواک کرنے والوں کے مسوڑھوں کو پائیوریا بھی نہیں ہوتا اور نہ دانتوں کے مسوڑھوں میں ڈھیلا پن آنے پاتا ہے۔ دراصل نیم پر ابھی اچھی طرح تجربات نہیں کئے گئے ہیں۔ کیونکہ نیم ساری دنیا میں بکثرت نہیں ہے اور یورپ کے سائنس والوں نے شاید اس کو زیادہ درخور اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ آج کے سائنس دان تو جنگلوں یا صحراؤں، پہاڑوں اور ویرانوں میں کم اور اپنی چند لیبارٹریوں میں زیادہ مصروف نظر آتے ہیں۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ جڑی بوٹیاں ابھی تحقیقات کی نظروں کی منتظر ہیں بیماریوں کا علاج یقیناً موجود ہے۔ مگر ان سے استفادہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس طرف توجہ دیں۔ اب نیم ہی کو لیجیے۔ نیم کا استعمال کرنے والا کوئی انسان آج تک کوڑھ یا جذام میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تو منہ کی اور مسوڑھوں کی معمولی بیماریاں کسی شمار میں ہیں۔

آپ مسواک کسی بھی درخت کی شاخ سے حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ریشے دار ہو کیونکہ مسواک کا عمل دراصل ریشوں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارے یہاں نیم، کیکر اور پیلو کی مسواکیں زیادہ مقبول ہیں لیکن جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مسواک کا عمل دراصل مسواک کے ریشوں پر منحصر ہے اور مسواک کا اصل سرمایہ ریشے ہیں جس قدر یہ ریشے زیادہ ہوں گے۔ اسی قدر مسواک بہتر ہوگی اور اگر مسواک میں نباتاتی رس بھی موجود ہیں جو ہونے تھا ہی تو سونے پر سہاگہ والی بات ہے ورنہ اصل چیز ریشے ہیں۔

ریشے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ نیم کی مسواک کے ریشے اور کیکر کی مسواک کے ریشے یا کسی دوسرے درخت کی مسواک کے ریشے عام طور پر کڑے اور سخت ہوتے ہیں۔ ان سے مسواک کا اصل مقصد پورا نہیں ہوتا یوں صفائی بھی ہو جاتی ہے اور سنت رسول ﷺ بھی پوری ہو جاتی ہے۔ مگر طبی طور پر ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ البتہ ان کے رسوں کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے جیسا کہ نیم اور کیکر کی مسواک دانتوں کے بیشتر امراض کا علاج ہیں مگر وہ جو صفائی ہے جس کے لیے مسواک کی جاتی ہے وہ طبی طور پر مکمل نہیں ہوتی اس کیلئے پیلو کی مسواک سب سے زیادہ موزوں ہے۔ پیلو کی مسواک کے ریشے لچکے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک خاص نرمی ہوتی ہے اور یہ دونوں خوبیاں پیلو کی مسواک کے علاوہ کسی دوسری مسواک میں نہیں ہیں۔ پیلو کی مسواک سے جہاں دانتوں کی صفائی ہوتی ہے وہیں اس سے مسوڑھوں کی مالش بھی ہوتی ہے اور یہ محفوظ ترین مسواک بھی ہے اس سے کبھی مسوڑھے زخمی نہیں ہوتے۔ اس پر وہ رس مستزاد ہے جو پیلو کی مسواک میں موجود ہوتا ہے اور غالباً یہی وہ مسواک ہے جسے اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے مس ہونے کا شرف حاصل رہا اور یہاں تک کہ آپ کے آخری لمحوں میں دنیا کی آخری چیز جو آپ کے دہن مبارک میں داخل ہوئی وہ یہی پیلو کی مسواک ہے اور دنیا سے جاتے وقت آپ کا آخری عمل مسواک کرنا ہی تھا۔ اس سے ہم مسلمانوں کے لئے جہاں مسواک کرنے کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے وہیں اس سے اس خاص مسواک یعنی پیلو کی مسواک کی افادیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

(یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ میں نے پیلو کی مسواک کا ذکر کیا ہے۔ روایات میں نے یہ کہیں نہیں پڑھا ہے کہ آپ نے آخری لمحوں میں جو مسواک استعمال کی تھی وہ پیلو کی مسواک تھی)

پیلو کی مسواک میں کون سا رس ہوتا ہے؟ اس کے کیا اجزاء ہیں؟ اس کے کیا فوائد ہیں؟ ان کا تجزیہ ابھی تک نہیں کیا جا سکا ہے اور نہ ابھی تک کسی مسلمان سائنسدان کو موجودہ دور میں اس کی توفیق ہوئی ہے کہ وہ اس کا تجزیہ کرے بلکہ یہاں تک کہ یہ بھی ہماری ہے کہ اب نیم کا تجزیہ کرنے کا خیال بھی غیر مسلموں کو آیا اور یہ کریڈٹ بھی غیر مسلم سائنسدانوں کو جاتا ہے کہ انہوں نے نیم کے اجزاء معلوم کئے اس کے مفید ہونے کا دنیا کو احساس دلایا۔

UPLOAD BY SALIMSALIKHAN

آپ نے اس کو سب سے اچھا پایا ثابت کر دکھایا۔

اگر آپ کو پیلو کی تازہ بتازہ مسواک کرنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ کو خود یہ شکایت ہوتی کہ میں پیلو کی مسواک کی تعریف کرتے ہوئے بخل سے کام لے رہا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف جن کی تقریر سننے کے بعد بے ساختہ زبان پر یہ آجاتا تھا کہ ما فی الضمیر کا اظہار اس سے بہتر طریقے پر نہیں ہو سکتا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ تبلیغ کا کام سمجھانے کا نہیں کرنے کا ہے۔ یہ کام سمجھانے سے سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا اور نہ میں سمجھا سکتا ہوں۔ بس یہی کیفیت اس وقت میری بھی ہے اس کے اصل فوائد کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ آپ پیلو کی تازہ بتازہ مسواک لیں اور استعمال کریں۔ آپ کو خود بخود اس کے فوائد کا علم ہو جائے گا۔ پیلو کی مسواک ہندوستان کے تمام شہروں میں تازہ بتازہ دستیاب ہے اور کوئی ایک بڑی خوبی پیلو کی مسواک میں یہ بھی ہے کہ یہ بین الاقوامی مسواک ہے اور ہر ملک میں یہ بہ سہولت بہ آسانی دستیاب ہے۔ یہ بات کسی اور مسواک میں نہیں ہے۔

مسواک کا طریقہ

مسواک کے انتخاب کے بعد سب سے اہم بات اس کا استعمال کا طریقہ ہے۔ مسواک کرنے کا معقول طریقہ یہ ہے آپ تازہ مسواک لے کر اسے پانی میں ڈال دیں۔ جب وہ بھیگ کر نرم ہو جائے تو نکال کر دانتوں سے چبائیں۔ چباتے وقت تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مسواک کو پانی سے گیلا کرتے رہیں۔ خشک مسواک چبانے سے اس کے ریشے بکھر جاتے ہیں اور اگر مسواک کو چباتے وقت اسے پانی سے گیلا کرتے رہیں تو اس کے ریشے بکھرتے نہیں بلکہ بالکل نرم اور باریک ہو جاتے ہیں۔ ریشے باریک ہو جائیں تو انہیں دانتوں سے کھینچ کھینچ کر توڑ دیں اور پھر نئے سرے سے مسواک کو گیلا کر کے چبائیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب چبا ہوا کٹا ہوا سرا چبایا جاتا ہے تو نرم ہونے کے باوجود مسواک سے مسوڑھوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور خاص طور پر نئے آدمی کو جسے پہلی مسواک کی ہو۔ اس سے سخت الجھن ہوتی ہے۔ لیکن اگر مسواک کو چبا کر نرم کر کے چبا ہوا کٹے ہوئے سرے کو دانتوں سے کھینچ کھینچ کر توڑ دیا جائے اور پھر نئے سرے سے مسواک کو پانی میں گیلا کر کے چبایا جائے تو بالکل ہی نرم ملائم ریشے نکل آتے ہیں جن سے مسوڑھوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص انداز میں مسوڑھوں کی مالش ہو جاتی ہے اور یہی دانتوں کی صفائی کے ساتھ مقصود بھی ہے

پیلو کی مسواک کرنے والے لوگوں کے دانت صاف شفاف اور خوبصورت ہوتے ہیں جب کہ برش کرنے والے لوگوں کے دانت میلے کچیلے ہوتے ہیں۔ ان میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور نہ صفائی۔ اسلام میں پانچ چھ مرتبہ مسواک کرنے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ یعنی ہر نماز سے پہلے مسواک۔ اگر تہجد کی نماز کو شامل کیا جائے تو چھ بار ورنہ پانچ بار تو لازمی ہے۔ مسواک سے محبت گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے اور دینی و اخروی فائدہ اس طبی اور بدنی فائدہ کے علاوہ ہے جو مسواک سے بہتر صورت حاصل ہوتا ہے۔

طبی فارمولے

کشادگی پیشاب کیلئے ـــ اگر کسی کا اتفاقیہ پیشاب بند ہو جائے تو زعفران کا ایک تار لیکر پیشاب کی نالی میں رکھ دیں پیشاب آ جائے گا۔

اضمحلالی پیٹ کیلئے ـــ آم کی گٹھلی کا گودا جس میں حسب ذائقہ نمک ملا ہوا ہو ایک طرح کا چورن ہے۔ جو پیٹ کی سیکڑوں بیماریوں میں کام آتا ہے۔ اور حیرت انگیز فائدہ پہونچاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے غذا ہضم ہوتی ہے اور بھوک کھل کر لگتی ہے۔ یہ چورن قیمتی دواؤں سے زیادہ قابل قدر ہے۔

جوئیں مار سفوف ـــ شریفے کے بیج پیس کر اگر عورتیں سر میں ڈال لیں تھوڑی دیر کے بعد پھر سر کو دھولیں تو اس سے جوئیں مر جاتی ہیں

بواسیر کے لئے ـــ چھپکلی کو سرسوں کے تیل میں اس قدر جلایا جائے کہ وہ بالکل خاک ہو جائے پھر اس تیل کو اس قدر گھوٹیں کہ وہ مرہم کی صورت اختیار کرلے۔ اس مرہم کو بواسیر کے مستوں پر ملیں إِنْشَاءَ اللّٰه ایک ہفتہ کے اندر اندر مسّے بالکل مرجھا کر نابید ہو جائیں گے۔

منہ کے زخموں کیلئے ـــ اکثر منہ میں زخم ہو جاتے ہیں۔ نمک مرچ کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے واسطے دھنیا اور مسور کی دال دونوں کو سرکے میں ڈال کر منہ میں رکھ کے منہ میں ادھر ادھر کریں (حلق میں نہ جانے دیں) انشاء اللہ چند بار ایسا کرنے سے زخم بھر جائیں گے۔ منہ میں غرارہ کی صورت اختیار کرنے کے بعد اس کو تھوک دیا کریں۔

زیادتی پیشاب کیلئے ـــ جاڑے کے دنوں میں رات کو پیشاب بار بار آتا ہے۔ اس کے لئے یہ فارمولا نوٹ کریں۔ تل سفید آٹھ تولہ، مسال کنگنی چار تولہ دونوں کو کوٹ کر باریک کرلیں۔ اس سفوف کو سوتے وقت پانی سے کھالیں إِنْشَاءَ اللّٰه دو تین دن لگاتار کھانے سے پیشاب کی زیادتی میں فرق پڑے گا۔

دانتوں کے درد کیلئے ـــ جس کے دانت میں درد ہو نیم کے پتوں کو جوش دے کر اس سے کلی کرے ایک دو مرتبہ کرنے ہی سے إِنْشَاءَ اللّٰه درد موقوف ہوگا۔

ہر قسم کے درد کیلئے ـــ درخت آک کے پھول اور پتے ایک سیر لیکر ایک پاؤ تلوں کے تیل میں اس قدر جلائیں کہ سب خاک ہو جائیں ـــ پھر ان کو اسی تیل میں گھوٹ لیں۔ اس کے بعد بدن میں جہاں بھی درد ہو وہاں اس تیل سے مالش کریں۔ اس کے بعد اس پر پرانی روئی لپیٹ کر پٹی باندھ دیں۔ یعنی مالش کے بعد اس پر ہوا نہ لگے۔ إِنْشَاءَ اللّٰه چند روز ایسا کرنے سے درد جاتا رہے گا۔ گٹھیا کا درد بھی اسی کی مالش سے موقوف ہو جاتا ہے۔ معمولی درد تو دو یا تین دن کی مالش سے رفع ہو جاتا ہے۔ اور اگر درد پرانا ہو تو ایک ہفتے کی لگاتار مالش سے ختم ہو جاتا ہے۔

کالی کھانسی کیلئے ـــ درخت شیشم کے لکڑی کے بیچ میں سیاہی مائل لکڑی ہوتی ہے۔ اس سیاہ لکڑی کا ٹکڑا جلا کر کوئلہ بنالیں۔ اس کوئلے کو باریک پیس کر شکر ملا کر کھانے سے کالی کھانسی دور ہو جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو نصف رتی اور بڑوں کو ایک رتی دینی چاہئے۔

پتھری کے لئے ـــ ایک مولی لیکر اس کو اندر سے خالی کریں اور اس میں شلجم کے بیج بھر کر اس مولی کے برادے سے جو مولی خالی کرتے وقت نکالا گیا ہے۔ منہ بند کرکے اس مولی کو اچھی طرح گل حکمت کرکے تنور میں رکھ دیں۔ جب مولی پک جائے تو اس میں سے شلجم کے بیج نکال کر دو ماشے کے برابر صبح کو نہار منہ کھانے سے مثانے کی پتھری ریزہ ریزہ ہو کر پیشاب کے راستے سے نکل آئے گی ـــ

کعبے سے بتخانے تک

مقصدی طنز و مزاح

ابنِ مُلّا ابن العرب مکی

ایڈیٹر طلسماتی دنیا نے مجھ سے اس بات کا حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی مضمون دینے سے پہلے ناظرین سے اپنا تعارف کرادوں۔ اس حکم کی تعمیل سے میں کچھ عام سرتابی محض کرسکتا تھا۔ اگر ملازمت کا طوق سلاسل میری گردن مبارک میں پڑا ہوا نہ ہو۔ لیکن کیا کروں۔ پیدا ہوا تھا نوبت پالکل معافوں سے بالکل آزاد لیکن بن گیا دشمنوں کے بد دعاؤں کی وجہ سے غلام محض اور دوسرے کا نوکر۔ اب اتنا ہی مجبور ہوں۔ جتنا مجبور تھے حضرت قیس عامری لیلیٰ کے والد کے ساتھ ــــــ یہ قیس وہی ہیں جنہیں ان کے باپ نے خطاب عطا کیا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے مجنوں کا اور تسلیم کیا ہے انہیں مجاہد حسن و عشق اس لئے کہ ان میں وصل تھا اور یا اپنے عشق کرنے کا بے پرواہ ہوکر سامنے نکلے سے ...بیان کرتا ان کی داستان عشق تو یا۔ اگر اجازت مل جاتی مجھے ایڈیٹر صاحب کی جانب سے۔ لیکن چونکہ وہ بالکل خشک ہیں۔ جیسے کہ جاڑوں کے بلتے کی طرح بالکل پھیکے اور بدمزہ بھی۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں ان کے ساتھ وہ باتیں کرتے ہوئے کہ ضرورت ہے جن کیلئے مزاج کی ۔ آہ کاش میں ملازم ہوتا ماہنامہ جرائم کے دفتر میں۔ پھر نکالتا اپنے دل کے ارمان آپ کو رنگین داستانیں کہ بس سر دھنتے آپ۔ پاگل بادلوں کی طرح ۔ اور رات کو الف لیلیٰ سناتے ... رات۔ لیکن ہم سب مجبور ہیں۔ الغرض جب یہی قاعدہ ہے۔ زبان اور کان بند رکھتے ہیں اور اپنی عافیت ہے اسی میں کہ حسن و عشق کی رنگین گلیوں سے دم بخود گزر جائیں۔ ان بوڑھوں کی طرح جو مایوس ہوچکے ہوں اپنی حیات پُر بہار سے عین جوانی میں .... شاید کہ میں کچھ غلط کہہ گیا۔ العیاذ باللہ۔

بہرحال ایڈیٹر صاحب نے یہ حکم نامہ شاہی جاری کیا ہے کہ جنوری کے رسالے میں مکمل کرداروں میں اپنا تعارف کراؤں کہ کب اور کیوں پیدا ہوا تھا۔ اور کہاں اور کس لئے مگر کس حقاظت میں یہ روشن ہوگا ــــ واہ بھئی واہ کیسے ہیں یہ ایڈیٹر صاحب بھی جنہیں آج تک یہ خبر نہیں کہ لڑکے قول نہیں کیا کرتے اپنا تعارف ... ان سے ... کہ وہ عادی نہیں ہوتے جھوٹ۔ اور اپنا ... تعارف ... نہیں کرایا جاسکتا کیونکہ خطرہ ہے اس میں اپنی شخصیت کے مجروح ہونے کا ــــ ... ــــ اور اندیشہ ہے کہ دیکھیں کے کم کرنے ... انسان سے ... جب ... الوں ... اپنے کی تعریف ... نہیں ہے

مجھ میں بالکل صلاحیت ہو جو پیدا ہونے ایک ولی کے گھر میں۔ خواہ مخواہ۔

اگر میرا تعارف صرف مقصود کرانے تو وہ ان حقائق سے پردے اُٹھانے کی کوشش ضرور کرتے۔ جو علم و ظلمت کے باہمی اتصال سے جنم لیتے ہیں۔ اور میری یہ مجبوری ابن آدم کو آدمیت کا پیار و عطا کرتی ہے۔ لیکن میں بزبان خود کس طرح اپنی ان عظمتوں کا ذکر کروں جو بغیر زبان سے بتائے کسی کو دکھائی نہیں دے سکتیں۔ اور اگر میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کر میں فی الحقیقت ہوں کیا اپنی پوشیدہ عظمتوں کا تذکرہ شروع کر دوں تو تمام وہابیوں کے جگر میں مروڑ شروع ہو جائے گا۔ اور وہ وہیں کسی اندھے کنوئیں میں چھلانگیں لگانے کیلئے منصوبے بنانے لگیں گے۔ یا پھر مجھے ہی کسی کنوئیں میں دھکا دے کے خود کو مجاہد وقت تصور کرنے لگیں گے۔ اور کچھ جمہوریت سے تعلق رکھنے والے لوگ زُنّار دیں گے مجھے پاتال میں۔ اور جو جانے خودکشی کر کے خود جہنم رسید ہو لنا دیں گے قتل کا الزام مجھ پر۔ پھر گرفتار کر لیا جاؤں گا میں خواہ مخواہ ٹاڈا کے قانون کے تحت اور سزا دیا جاؤں گا کسی جیل میں یا مانند مسیح ورت کے حوالہ کا اب اپنے وقت کا اچھا تا تھا۔ لیکن جب ہوا بے چارہ گرفتار تو نہیں گئی کسی افسر اس کے باپ کی بھی۔ جب کہ گزری ہے اس کے باپ کی زندگی۔ ملک کے ساتھ وفاداری کرتے میں اور دم ہوسکی اس کی ضمانت کسی بھی طرح جب کہ ہو جاتی ہے ہمارے ہندوستان ملک میں ضمانت اندرا گاندھی کے قاتلوں تک بھی۔ تو اے میرے بھائیوں کیا فائدہ ہے ان تفصیلات میں جانے کا۔ اس سے بہتر ہے کہ میں احتیاط کے ساتھ کھولوں اپنی زبان اور بیان کروں اپنی شخصیت کے وہ چیدہ چیدہ واقعات کہ جن کو بیان کرنا از روئے شریعت ضروری ہے۔ لیکن گزارش ہے آپ سے خصوصی طور پر کہ جو کچھ اس میں بیان کروں آپ انہیں مکمل اور ہر گز نہ سمجھیں۔ بلکہ عقیدہ بنائے رکھیں کہ میں نے سیاسی اور مذہبی مصلحتوں سے کام لیتے ہوئے اپنے ہزاروں اوصاف حسنہ اور خصائل حمیدہ پر گناہی کے پردے ڈال دیئے ہیں اور یہ پردے اس وقت اٹھیں گے جب مدینے سے اجمیر تک اور دیوبند سے بریلی تک اہل سنت والجماعت کی ہری بھری فصلیں لہلہا رہی ہوں گی اور وہابی دنیا سے اس طرح نیست و نابود ہو جائیں گے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ غائب کر دیئے گئے ہیں۔ اور جس طرح مشیخ

UPLOAD BY SALIM SALKHAN

اور جعلی ولایوں زمانے سے اسی طرح نیست و نابود کر دی گئی ہیں۔ کہ آج ان کا تذکرہ کسی تقویم تک میں موجود نہیں ہے۔ ان کی تباہی کا سبب پھر کسی دن بتاؤں گا۔ فی الحال تو اپنا مختصر تعارف برائے برکت پیش کرتا ہوں۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ــــ اما بعد ــــ یہ تو یاد نہیں کہ کب اور کیوں پیدا ہوا تھا اور اس دنیا میں تشریف لانے کے ذرائع کیا تھے۔ البتہ اتنا اچھی طرح یاد ہے کہ میری پیدائش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی تھی جو علم و ادب اور حسن و عشق کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا ــــ سنا ہے کہ میرے خاندان کے شریف عمل لوگ کتاب کے بغیر پڑھ نہ سکتے اور خاندان کے ہر شریف لوگ بغیر محبوب کے ایک رات بھی نہ کاٹ سکتے۔ نامعلوم مورخین نے لکھا ہے کہ عشق ہمارے گھر کی لونڈی تھی۔ بلکہ عشق ہمارے خاندان کی وراثتی میراث تھی۔ چنانچہ شہر میں کسی کو کسی سے عشق کرنے کیلئے ہمارے بڑوں سے اجازت حاصل کرنی ضروری تھی۔ ورنہ یہ عشق اُس وقت کے قانون کے مطابق ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ اور بلا اجازت عشق بازی کرنے والے کو بیس سال کی قید با مشقت کی سزا سنائی جاتی تھی ــــ افسوسناک بات یہ تھی کہ اس وقت صرف سزائیں سنانے ہی پر قناعت کی جاتی تھی۔ کیوں کہ کسی پر اس کو لاگو کرنا ہمارے بڑوں کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ وہ بزرگ تھے اور یہ بھی حالت علم و ادب بھی ہمارے خاندان کی جاگیر تھی شہر میں کسی کو بھی اس بات کا حق نہ تھا کہ وہ ہمارے بڑوں سے اجازت لئے بغیر با ادب با ملاحظہ ہوشیار بننے کی ناجائز حرکت کرے۔ بہرکیف میں بفضلہ ایسے خاندان میں پیدا ہوا تھا جس کے جھنڈے ساتویں آسمان پر گڑے ہوئے تھے اور جس کا تذکرہ بازاروں سے تھ خانوں تک پوری گرما گرمی کے ساتھ بکھرا ہوا تھا۔ اور خاندان کی یہ بڑائی سفید کبوتروں اور ہریالی اور کوٹھوں کی حد تک آج بھی باقی ہے۔ چشم بد دور۔

ہمارے خاندان کا ہر عاقل بالغ اس بات سے واقف ہے کہ میں تو پیدائش بھی اسی قدر ہوشیار اور خردمند تھا کہ اہل عقل کو جتنا اب دکھائی دیتا ہوں میری پیدائش سے غالباً پانچ دن اور چار رات قبل میرے والد مرحوم کی اکلوتی بیوی نے جا کر روتے شروع میری سگی ماں تھیں یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک نوری گیند سے جو فرشتوں کی فٹ بال کھیلنے کی وجہ سے ان کی آغوش میں آگری ہے۔ صبح کو اٹھ کر انہوں نے یہ خواب اپنے پیر و مرشد کے ہونے والے داماد کو سنایا ہوا ہے وقت کے بہت بڑے معبر بھی تھے۔ اور بعد امتحان صحرے سیاحت داں بھی تھے۔ ان کے مشورہ سے والد محترم نے اس خواب کی تعبیر صوفی ادا بار کے خلیفہ عارف کامل صوفی ... سے دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خوش نصیب ہے تمہاری زوجہ محترمہ کی وہ عنقریب ایک ایسے لڑکے کو جنم دیگی جو وقت کا بہت بڑا آدمی ہوگا۔ جو تمام عالم پر چھا جائے گا۔ اور خاندان گھر میں گھی کے چراغ۔ جاگ گئی تمہاری قسمت اور کھل اٹھیں تمہاری باچھیں۔ اور آگئی تمہاری موج۔ تمہارے گھر پیدا ہونے والا لڑکا صرف ... نہیں ہے گا۔ بلکہ وہ عالم ولایت سے سرفراز بھی۔ اور وہ ہوگا وہ مادرزاد

قطبِ ... اور اس کی عقل کی لمبائی چوڑائی سے پریشان ہوں گی سمندر کی مچھلیاں تک۔ یہ لڑکا وقت کا سب سے بڑا ماہر طبعیات ہوگا ... ہوں گے اس سے دنیا کے سارے ... لوگ اور اس لڑکے کی زندگی کا مقصد ہوگا خدمتِ خلق اور اس کے ہاتھ مسلم ہوگا۔ اس کی تلوار، برچھی، اور بھالا، پستول اور بندوق۔ اور یہ تعیین کیا گیا۔

صوفی ... کی یہ تعبیر ملک کے انگریزی اخبارات میں بھی شائع ہوئی تھی ــــ حیرتناک بات یہ ہے کہ یہ تعبیر لفظ بلفظ درست ثابت ہوئی کہ میں اکثر ... اور بند ہولے۔ چنانچہ میں ایک ... سے اس وجہ پیدا ہوا اور وہ کچھ واقع ہوا ہوں کہ جب میں تین برس کا تھا تو اخبار والے مجھ سے انٹرویو لینے آگئے تھے ــــ لیکن طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے صرف ... لے کر چلتے بنے تھے۔

مزید عقل مندی کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔

خدارا مجھے تین سال کی عمر میں ہی بے وراثت کا ایک اُلجھا ہوا مسئلہ حل کر کے اپنے اہل خانہ کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ بالخصوص ان لوگوں کے کہ جن کے منہ میں دانت ہی نہیں رہے تھے۔ اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ عالم اور مفتی بننے کیلئے کسی مکتب کے چکر لگانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ ... کیلئے ... کوئی قید نہیں ہے۔ میں نے تین سال کی عمر میں اپنے کارنامے دکھا کر بڑے بڑے لوگوں کو چاروں شانے چت کر دیا تھا۔ اور یہ واضح کر دیا تھا کہ اس دنیا پر بڑوں کی اجارہ داری نہیں ہے۔ بلکہ بچے بھی ان کے سچے بنے رہیں

۵ سال کی عمر میں میں نے اپنے والد کا ــــ ابّا ــــ ... لئے معاف کیجئے گا۔ زبان لڑکھڑا گئی ہے۔ اپنے چچا کا سہرا لکھ کر شاعروں کی پوری برادری میں کھلبلی مچا دی تھی۔ بعض شاعر تو اس وقت غش کھا کر گر گئے تھے۔ اور بعض شاعروں نے چلو بھر پانی کی تلاش شروع کر دی تھی۔ اور بعض بے چارے ناحق مارے گئے تھے۔ لیکن ان کی لاشوں کا آج تک کوئی سراغ نہ لگ سکا۔ ورنہ آج ان کے مزارات تعمیر کر کے میں مقدس چادر بار بار چڑھا دیتا۔ اور ان سے نیاز ہو جاتا تیل اور لونگ کے چھلکوں سے۔ اور ہوجاتا ... صوفی ... کی طرح جو ملادیتے ہیں ایک مزار کو اور کر رہے ہیں ایک ایسا بزنس کہ جو چلتا ہے بلا ... دن اور رات۔ اور چمکتا ہے جس کا ... کی داردات سے۔

۷ سال کی عمر میں مجھے ایک مکتب میں داخل کر دیا گیا تھا۔ وہاں تین دن میں میں نے پورا قرآن حکیم اور سات دن میں پوری بخاری مع اسناد رجال حفظ کر لی تھی۔ پھر دونوں چیزیں ایک دن میں بھلا دیں۔ قرآن حکیم کی چند سورتیں اور ایک دو حدیث کے ٹکڑے تو ہے اولیاء اللہ کے طفیل ابھی تک یاد ہیں۔

۹ سال کی عمر میں دارالسلام ہونے سے فارغ ہو کر میں اپنے علاقے کا مشہور لیڈر بن گیا تھا۔ اور پھر کالی داس تک میں نے لیڈری کے فرائض پوری تندہی کے ساتھ انجام دیئے مثلاً ہر سیاسی جلسے میں شرکت کو فرض ہی سمجھا تھا۔ ...

ہوتا آئی ہیں۔ دھوپ برس رہی ہو یا اولے، میں قطعی شرکت سیاسی جلسوں میں لازمی سمجھ کر کی ٹوپی اوڑھ کر صف اول میں جا کر بیٹھ جاتا تھا۔ اور جب تک پنڈال ہلنے کی نوبت نہ آتی ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔ تقریریں تو ظاہر ہے کہ کچھ میں نہیں آتی تھیں لیکن میں اس طرح ہمہ تن گوش بیٹھا رہتا تھا جیسے میں لیڈروں کی باتیں سب سے زیادہ سمجھ رہا ہوں۔ درمیان میں نعرے اور تالیاں بھی بجاتا رہتا تھا۔ تاکہ اپنے زندہ ہونے کا ثبوت پیش کرتا رہوں۔

لیڈری کے بنیادی اوصاف میری فطرت میں پوری طرح رچ بس چکے تھے۔ چنانچہ ایک طویل مدت تک سادہ لوح اور شریف الطبع لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف خوب بھڑکایا۔ اور خوب ان میں سر پھٹول کرائی۔ مدارس کے تمام شر پسند طلباء سے خود ہر قسم کے تعلقات قائم کر کے انہیں اساتذہ کے خلاف بھڑکانے اور اسٹرائک کرانے پر مجبور کیا۔ اور اساتذہ سے گٹھ جوڑ کر کے شر پسند طلباء کا کھانا بند کرانے اور ان کا نام خارج کر دینے کے مشورے دیتے۔ اس طرح ہمیشہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لڈو رکھے۔ بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹے کے خلاف صف آرا کر کے گھر گھر میں نفرت کی آگ بھڑکائی۔ بے شمار علاقوں میں ہندو مسلم فساد کرائے۔ مسلمانوں کے درمیان شیعہ سنی اور علاقائی تعصبات کے بیج بوئے۔ انصاریوں کو قریشیوں کے خلاف اور غریبوں کو ناقابل بیان لوگوں کے خلاف صف آرائی کر کے نہ جانے کتنی مرتبہ شہر کی فضا کو مکدر کیا۔ ہماریوں اور ... کے درمیان دہشت کی مضبوط دیوار کھڑی کر کے جانبین سے اپنے روابط برقرار رکھے۔ اور ادھر کی ادھر کر کے اپنا الو سیدھا کیا۔ اور ان دونوں کا جم کر الو بنایا۔ اور ثابت کیا کہ بے شمار الو کے پٹھے انسانوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ رشتے داروں میں لاٹھیاں چلوائیں۔ اپنے سید ہے جانشین دے کر علماء کرام اور عوام المسلمین کے درمیان نفرت و افتراق کی فلک بوس دیواریں حائل کر دیں۔ ہر جنوں سے ہر جنوں کے ہوتے ہوئے اور ہر جنوں سے ہر جنوں کا قلع قمع کرایا۔ ذات پات کو آلہ بنا کر قوموں کے سر پھڑوا دیئے۔ پولیس والوں سے سانٹھ گانٹھ کر کے مخبری کے فرائض انجام دیئے اور شریفوں کی شرافت کو حوالات میں لے جا کر پٹوایا۔ محلے کے کسی شریف آدمی کو نہیں چھوڑا کسی کو پیٹ دیا کسی کو دھمکایا۔ کسی کے گھر میں پولیس والوں کو گھسا کر ان کی چیت پڑے ان کی آبرو ریزی کا تماشہ دیکھا۔ پھر خود درمیان میں پڑ کر سر قرار بھی بنا دیا۔ اور اس طرح بھی دونوں ہاتھوں میں لڈو رہے۔ غرضیکہ میں نے وہ کام کیا جو ہمارے جنت نشان بھارت کے لیڈران کرام پوری مستعدی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ تاقیامت انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ سنکر آپ کو حیرت ہوگی کہ کم سنی ہی سے میرے ظاہر و باطن میں لیڈرانہ رنگ پوری طرح رچ بس گیا تھا۔ اور میرے دل کی دیواروں پر بے شمار پوسٹر چسپاں رہا کرتے تھے جن میں قوم کیلئے پیغامات بھی ہوتے۔ حکومت کیلئے دھمکیاں بھی۔ بچپن ہی سے میری عادت تھی کہ منافقت چھوڑا ہوا چہرہ، الزام اور ہر کوٹھے پر جا کر ارباب اقتدار کو ہی ان کی میں سناتا۔ اور عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے ہر وقت روتا رہتا۔ اور ہچکیاں لیتے رہتا۔ اس فن کیلئے مجھے کئی مرتبہ ایسی فلمیں دیکھنی پڑی تھیں جن کا ہیرو صبح سے شام تک بس روتا ہی رہتا تھا۔ ہر سال ایک دو مرتبہ بھوک ہڑتال بھی کرتا تھا۔ میں نے اندازہ کیا تھا کہ بھوک ہڑتال کے دوران عمدہ قسم کے مشروبات اور جوس وغیرہ کا ملنا نصیب ہو جاتے تھے۔ اسی لئے میرا عزم تھا کہ سال میں کم سے کم ایک بھوک ہڑتال کرتا ہے۔ کوئی مسئلہ نہ ہو تو مسئلہ خود پیدا کر کے بھوک ہڑتال کرتا تھا۔ اسی دور میں ایک محلے کے بچوں کو دوسرے محلے کے بچوں سے بھڑوا دیا۔ میرا خاص الخاص مشغلہ تھا اور اسی مشغلے سے مجھے کافی فائدہ بھی پہنچا۔ اور میری لیڈرانہ صلاحیتوں کو کافی تقویت بھی ملی۔ چنانچہ جب آپس میں بچے دست و گریبان ہو جاتے تو میں فوراً موقع کا فائدہ اٹھا کر ایک غیر جانب دارانہ جلسہ منعقد کرتا اور اس میں اپدیش دیتے ہوئے لڑائی کے نقصانات اور امن و آشتی کے فوائد پر بھرپور روشنی ڈالتا۔ اسی وقت جو دھڑا تالیاں بجتیں۔ زندہ باد کے نعرے لگتے ــــ واہ واہ ہوتی ــــ پھول اچھلتے اور کبھی دشمنوں کی سازش سے گندے انڈے بھی اچھل جاتے، تعریف و تحسین کے ڈونگرے برستے اور اس طرح "محبِ وطن"، "امن فدائے امن" کا خطاب میں نے کسی ہی میں بالجبر فلاں مکتب سے وصول کر لیا تھا۔

اُس دور میں عقائد بھی میرے لیڈروں کی طرح بالکل صاف شفاف تھے۔ مثلاً میرا عقیدہ تھا کہ یہ دنیا ایک حمام ہے اور اس حمام کا ہر شخص برہنہ ہے۔ اور اسے برہنہ ہی سمجھنا چاہئے۔ خواہ اس کے بدن پر کپڑوں کا پورا تھان موجود ہو۔ میرا عقیدہ تھا کہ فی الحال دنیا میں کوئی شریف آدمی موجود نہیں ہے۔ تمام شرفاء شرافت کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں چلے گئے ہیں۔ اب جو لوگ باقی ہیں وہ قطعاً ناقابل اعتبار ہیں۔ لہٰذا ان پر اعتبار کرنا سیاست کی توہین ہے۔ کیوں کہ اچھی سیاست اس بات کی قائل ہے کہ جو لوگ سیدھے ہری دوار سے آ رہے ہیں۔ انہیں بھی پاپی ہی سمجھو۔ میرا عقیدہ تھا کہ ظاہر و باطن کے درمیان کھلا اختلاف رکھا جائے۔ زبان سے جو کچھ کہا جائے عمل اس کے بالکل خلاف ہو۔ زبان پر رام کا نام رہے۔ لیکن کام راون جیسے کرتے رہو ــــ تعریف حسین کی کرو اور سلامی یزید کو دو۔ یہ میں نے اپنے ہم عصروں سے سیکھا۔ اور اسی کی اپنے جانشینوں کو تعلیم دی۔ چنانچہ اس دور میں میرا عالم یہ تھا کہ عمل اور زبان میں کوئی واسطہ ہی باقی نہیں رہا تھا۔ ہماری زبان دودھ کو سفید کہا کرتی تھی اور عمل یہ ثابت کرتا تھا کہ ہمارا خون سفید ہو گیا ہے۔ جو لوگوں کو لوٹا۔ خوب دولت بٹوری۔ خوب تجوریاں بھریں۔ اور تھانے دار سے مل کر آتے تو ایسا باور کراتے جیسے اللہ میاں سے مل کر آ رہے ہوں۔ میرا عقیدہ یہ بھی تھا کہ ہر شخص اس دنیا میں ابن الوقت ہے۔ لہٰذا کسی کو مخلص اور ایماندار نہ سمجھو۔ کہنے میں تو چلئے کوئی حرج نہیں۔ البتہ کسی کو مخلص سمجھنا قطعاً غلط اور بجائے حرام ہے۔ میرے عقائد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خود غرضی، مفاد پرستی، رشوت خوری، احسان فراموشی، بغض و عناد، دجل و فریب، بدعنوانی اور دیدہ دلیری بداخلاقی اور بے شرمی وغیرہ میں سے ہر ایک خیر پائے سیاست کی پازیب اور بام ترقی تک پہنچنے

کی الف سے اور ان چیزوں کو حرز جان نہ بنانے والا تو سیاست میں چھا جانے کا بھی اب کوئی امیدوار نہیں رہا ہے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ میں اور جملہ لیڈروں کی طرح مستقل مزاجی سے بھی تھوڑا انحراف تھا کہ کسی ایک جماعت کا ہو کر نہیں رہا۔ پہلے خدا والے کیا تھا لیکن پھر ۱۹۴۷ء میں کمیونسٹ ہو گیا۔ کئی سال تک بڑی زندہ داری کے ساتھ خدا اور اسلام کے خلاف پرچار کرتا رہا لیکن ۱۹۵۲ء میں پھر اسلام کے گن گانے لگا اور اسلام میں خوبیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ اسی دوران میں نے کمیونسٹ پارٹی سے تعلقات منقطع کر دیئے پھر کچھ عرصے کے بعد بی جے پی میں جا گھسا۔ چند سال بی جے پی کی بھرپور حمایت کی لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی طلاق دے ڈالی اور کانگریس سے نکاح کر لیا۔ شروع شروع میں ہماری ازدواجی زندگی ٹھیک رہی۔ اس کے بعد اس سے بھی دامن چھڑانا پڑا۔ کانگریس سے نجات حاصل کر کے میں مسلم لیگ سے وابستہ ہو گیا لیکن بعد میں مجھے اندازہ ہوا کہ یہ تو نام کی مسلم جماعت ہے۔ اندر خانہ یہ تو کانگریس ہی کی خالہ زاد بہن ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کو بھی اپنی زندگی سے الگ کر دیا۔ اور اس کے بعد میں نے مسلم مجلس مشاورت سے تعلقات بڑھالئے۔ شروع شروع میں یہ مجھے گلبدن اور صدا بہار محسوس ہوئی۔ لیکن پھر یہ بھید کھلا کہ یہ تو دو سو سال کی بڑھیا ہے۔ اور اس کے بعد میں نے تجرد زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن تجرد زندگی گزارنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا رشتہ زندگی اہل سنت والجماعت سے وابستہ کر لیا ہے۔ اب بحمد اللہ خالص سنی بن چکا ہوں۔ وہابیوں سے سخت نفرت ہے۔ دیوبندیوں کا خالص دشمن ہوں۔ اب تک تقریباً ایک سو چودہ اصلی اور نقلی بھی قسم کے مزارات پر چھوٹے بڑے معمولی اور شاندار قسم کے عرس کرا چکا ہوں۔ اور ان عرسوں سے مجاوروں کو بھاری کمیشن دینے کے باوجود کافی لابھ اٹھا چکا ہوں۔

غالباً پندرہ سال کی عمر تھی۔ ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے کہ ظالم قوم نے مجھے اہل سمجھ کر صوبائی اسمبلی کی سیٹ کیلئے میدان الیکشن میں دھکیل دیا تھا۔ الیکشن ہی کی وجہ سے حق تعالیٰ سے تعلقات بڑھے۔ اس سے پہلے یہ تو معلوم تھا کہ نماز بھی ایک رکن ہے۔ اور اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ لیکن بھول گیا تھا کہ نماز کو چھوڑنے کے کیا کیا نقصانات ہیں۔ بچپن میں تو کبھی کچھ پڑھا تھا پھر سب کچھ بھلا دیا۔ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ سبحانک اللّٰھم قاعدہ اولیٰ میں پڑھا جاتا ہے یا رکوع میں۔

الیکشن میں کھڑا ہوا تو میں نے ایک پیر و مرشد کے ہاتھ پر تجدید ایمان کی اور تعلیم الاسلام کا پہلا حصہ قیمت پچیس پیسے خرید کر لایا اور پھر وضو اور نماز کے طریقے ازبر کئے۔ اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا کا نماز روزہ جب تک نہیں بن جاتا میں ممبر پارلیمنٹ الا دو کے الیکشن۔

اس زمانے میں میری روز و روزے وقت مسجد تک ہوا کرتی تھی۔ جب بولا ہوا مسجد میں جا بیٹھا اور باندھی نیت واسطے اللہ کے۔ ایک رات تہجد بھی پڑھی اور انتہائی اخلاص کے ساتھ یہ دعا مانگی۔

"اے لیڈری اور الیکشن کے خالق اکبر! اور اے تجھ پچھاڑ کے دینے والے رحمن و رحیم! میری غیرت مندی اور خودداری کا تجھے علم ہے۔ انتہا پر خودداری یہ ہے کہ میں نے آج تک تجھ سے بھی کچھ نہیں مانگا۔ لیکن آج میں اپنی غیرت اور خودداری کا گلا گھونٹ کر تیری چوکھٹ پر چلا آیا ہوں۔ آج میں مسجد کی چٹائی پر سجدہ ریز ہوں۔ جب ساری دنیا محو خواب ہے میں تجھ سے محو گفتگو ہوں۔ میرے مالک! میں تجھ سے خلوص و محبت کے ساتھ اسمبلی کی سیٹ کی درخواست کرتا ہوں۔ اے عالم الغیب! تجھے نہیں معلوم کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں کیسے رشوت خوروں اور فاسقوں اور فاجروں نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ یہ شب و روز تیرے کروڑوں بندوں کا خون چوس رہے ہیں۔ میرے خالق مجھ جیسے دیانت دار، دیندار اور داڑھی والا کا پارلیمنٹ تک پہنچ جانا بہت ہی مصلحتوں کے پیش نظر ضروری ہے۔ اے رب کائنات میری دعا قبول فرمالے اور مجھے ایک عدد کامیابی مرحمت فرما۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ فقیروں کے قبرستان میں ایک عدد مسجد تعمیر کرا دوں گا۔

اس دعا کا جو حشر ہوا تھا۔ وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ آپ خود سوچئے کہ اگر دعا قبول ہو جاتی تو یہ طلسماتی دنیا جیسے صحرا ادارے سے کیسے وابستہ ہو جاتا۔ اور اس مکان میں رہائش کیسے اختیار کئے رہتا۔ جس کی دیواریں رکوع اور چھتیں سجدۂ تلاوت کیلئے تیار ہیں۔ اگر دعا قبول ہو جاتی تو میرے کمرے کی ہر چیز کھونٹی پر رونق ہوتی اور رنگ برنگی شیروانیاں ان پر لٹکی ہوتیں اور ــــ اور میرے پاس عالیشان مکان ہوتا۔ جتنا عالیشان مکان سٹھ کروڑی مل کے پاس ہے۔ اور میں اپنے حاشیہ برداروں کو اسی طرح ڈیرہ کھلوا کر دیتا جس طرح ڈیرے کی چابیاں تقسیم کی ہیں لاڈلی برادران نے۔ ادھر اُدھر سے اڑا کر اور کھسکا کر چندہ اور دکانیں اور لون کی بہاریں ــــ اور میرے پاس بھی کار ہوتی جیسی کہ کار لئے پھرتے ہیں نامراد قوم اور گدائے امت المسلمین۔ اور میرے بچوں کی صورت دیکھ کر بھی اتنا ہی نور برستا جتنا کہ نور فیا شیر شمشیر علی کے غلاموں کی صورت پر برستا ہے۔ اب میں نے لیڈری کو طلاق مغلظہ دے دی ہے۔ اور طلسماتی دنیا کے دفتر میں ملازمت کر لی ہے۔ تنخواہ طے ہوئی صرف اتنی کہ میں کھا سکوں دونوں وقت مسور کی دال روٹی۔

میں نے اپنے مختصر سے تعارف میں اپنی زندگی کے اس حصے پر روشنی ڈالی ہے جس کا تعلق ہے اُس دور سے جو گزرا سیاست اور لیڈری میں۔ لیکن ایک حصہ میں نے جس و عشق کی دنیا میں بھی گزارا ہے اور ایک حصہ میں نے عاملوں کی دنیا میں صرف کیا ہے۔ ان حصوں کے بارے میں فی الحال اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا کہ میں نے پیار عشق اس وقت ہے اور شروع کیا تھا جب کہ میرے بالغ ہونے

میں کئی سال باقی تھے۔ اور اس کے بعد عشق کرنا میری فطرت بن گیا جب بھی کوئی عورت مجھ سے ہنس کر بات کر لیتی میں اسی کو اپنی محبوبہ سمجھنے لگتا۔ اور اس کے گھر کے چکر کاٹنا شروع کر دیتا۔ اس منحوس عادت نے کافی رسوا کیا۔ کئی بار ان کے شوہروں سے پٹا کئی بار ان کے والدین نے تھانے میں رپورٹ درج کرائی۔ اور کئی بار یہ بھی ہوا کہ خود اپنی بیوی سے پٹتے پٹتے رہ گیا جب برآمد ہوئے کرتے کی جیبوں سے نوجوان لڑکیوں کے پرچے جن میں لکھا ہوا تھا ڈیئر آ جاؤ نہیں رہ سکتی میں تمہارے بغیر وغیرہ۔

اور وہ دور تو کافی خوشگوار گزرا جو گزرا تھا جب میں اور اولیاء اللہ کے بیچ اور اولیاء اللہ جیسے ہمارے اردگرد رہتے ہیں۔ ایک قسم اولیاء اللہ بہت اعلیٰ قسم کے جن کے نامہ اعمال سے بھی از راہ ولایت معاف کر دیئے گئے اور جن سے حلال و حرام کی تمام تر ذمہ داریاں ختم کر دی گئی تھیں۔ اور اس دنیا میں ظل الغیب کے مشوروں پر زندگی گزار رہے تھے۔ اور شریعت کی پابندیوں سے بے نیاز کر دیئے گئے تھے ___ روشنی ڈالوں گا میں اس دور کے تجربے واقعات پر بھی۔

بجا کیوں یہ تھا میرا اعتراف جو پیش کیا ہے مگر ایڈیٹر کی وجہ سے اور گھروں میں رکھتیں جو اپنے دل میں ہیں۔ اب اگلے ماہ سے میں کچھ : مجھے کہ حاضر ہوتا ہوں گا میں کوشش کروں گا آپ کو ہنسانے کی لیکن اگر ہنستے ہنستے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں تو نہیں تاثر کریں کے آپ مجھ پر تقدس ... کے تھے۔

خدا مجھے توفیق دے قلم چلانے کی اور ہر وقت ایڈیٹر کو مضمون پیش کر دیتے گی۔

کیوں کہ اس وقت میں لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوں۔ بیماری یہ ہے کہ جب بھی مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں یاد آ جاتی مجھے کوئی محبوبہ اور کھو جاتا ہوں میں گزرے ہوئے واقعات کی ہریالی میں۔ دعا کیجئے اللہ مجھے اس لاعلاج قسم کی لاعلاج بیماری سے نجات دے ورنہ ڈر ہے کہ ایڈیٹر صاحب کان پکڑ کر مجھے اپنے دفتر سے گیٹ آؤٹ نہ کر دیں۔ اب ہوگی ملاقات اگلے ماہ یعنی کہ ماہ فروری میں تب ___ اس وقت میں بیان کروں گا وہ واقعہ جو پیش آیا دوستوں کی دعوت کے بعد میرے اپنے مکان میں جب کہ پوچھا تھا میں نے اپنی زوجہ سے کہ میری پیاری بیگم آج تم کھلا کیوں رہی تھی۔ وما علینا الا البلاغ۔

BY SALIMSALKHAN